جدید مآخذ تحقیق

(تحصیل اور ماخذ کا اشاریاتی مطالعہ)

روزینہ یاسمین

جدید مآخذ تحقیق

(تحصیل اور ماخذ کا اشاریاتی مطالعہ)

روزینہ یاسمین

حسنِ ادب فیصل آباد

03217044014

ASIAN RESEARCH INDEX

Jadeed Maakhaz e Tahqeeq

(Tahseel aur Maakhaz ka Isharyati Mutala)

By

(Rozina Yasmin)

OPEN ACCESS

CC BY

ECO FRIENDLY

Licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ھیں

ضابطہ

نام کتاب: جدید مآخذ تحقیق
(تحصیل اور ماخذ کا اشاریاتی مطالعہ)

مصنف: روزینہ یاسمین

برقی کتابت: غیور عباس، شعور عباس

سرورق: ڈاکٹر عارف حسین عارف

اہتمام: حسنِ ادب فیصل آباد

باراول: 2023ء

تعداد : 500

قیمت : 700روپے

ARI ID: 1688708586360

انتساب

مشفق اور حد سے زیادہ پیار کرنے والے

والدین کے نام

جنھوں نے انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا

جن کی محبت، پیار، شفقت اور دعائیں میری کل کائنات ہیں

اور

اپنے شوہر راؤ عاصم افضال کے نام

جنھوں نے زندگی میں ہر قدم پر میرا ساتھ دیا

ترتیب

❖	روزینہ راؤ کی قابلِ ستائش کاوش۔۔۔ڈاکٹر معین الدین عقیل	۷
❖	اشاریہ سازی کی اولین کاوش۔۔۔ڈاکٹر یاسمین کوثر	۹
❖	روزینہ یاسمین تحقیق کے آئینے میں۔۔۔ڈاکٹر عبدالستار نیازی	۱۲
❖	پیش لفظ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔روزینہ یاسمین	۱۵
❖	اردو کے ادبی اور تحقیقی رسائل وجرائد کا تعارف	۱۷
❖	تحصیل (کراچی) ششماہی جلد:1 شمارہ:1، جولائی۔ دسمبر 2017ء	۳۳
❖	تحصیل (کراچی) ششماہی جلد:1 شمارہ 2، جنوری- جون 2018ء	۵۱
❖	تحصیل (کراچی) ششماہی جلد:1 شمارہ 3، جولائی۔ دسمبر 2018ء	۵۹
❖	تحصیل (کراچی) ششماہی جلد:1 شمارہ:4، جنوری- جون 2019ء	۶۹
❖	تحصیل (کراچی) ششماہی جلد:1 شمارہ 5، جولائی۔ دسمبر 2019ء	۸۱
❖	تحصیل (کراچی) ششماہی جلد:1 شمارہ:6، جنوری- جون 2020ء	۹۱
❖	تحصیل (کراچی) ششماہی جلد:1 شمارہ 7، جولائی۔ دسمبر 2020ء	۹۷
❖	تحصیل (کراچی) ششماہی جلد:1 شمارہ:8، جنوری- جون 2021ء	۱۰۵
❖	تحصیل (کراچی) ششماہی جلد:1 شمارہ 9، جولائی۔ دسمبر 2021ء	۱۰۹
❖	ماخذ (گوجرانوالہ) سہ ماہی جلد:1 شمارہ 1، جنوری ۔ مارچ 2020ء	۱۱۵
❖	ماخذ (گوجرانوالہ) سہ ماہی جلد:1 شمارہ 2، اپریل۔ جون 2020ء	۱۲۳
❖	ماخذ (گوجرانوالہ) سہ ماہی جلد:1 شمارہ 3، جولائی۔ ستمبر 2020ء	۱۲۹

❖	ماخذ (گوجرانوالہ) سہ ماہی جلد:1 شمارہ4، اکتوبر۔دسمبر2020ء	۱۳۵
❖	ماخذ (گوجرانوالہ) سہ ماہی جلد:2 شمارہ5، جنوری ۔مارچ2021ء	۱۳۹
❖	ماخذ (گوجرانوالہ) سہ ماہی جلد:2 شمارہ6، اپریل۔جون2021ء	۱۴۵
❖	ماخذ (گوجرانوالہ) سہ ماہی جلد:2 شمارہ7، جولائی۔ستمبر2021ء	۱۵۱
❖	ماخذ (گوجرانوالہ) سہ ماہی جلد:2 شمارہ8، اکتوبر۔دسمبر2021ء	۱۷۱
❖	ماخذ (گوجرانوالہ) سہ ماہی جلد:3 شمارہ9، جنوری ۔مارچ2022ء	۱۹۳

❖❖❖❖❖❖❖❖

روزینہ راؤ کی قابلِ ستائش کاوش

ڈاکٹر معین الدین عقیل

جدید اور حالیہ ماخذِ تحقیق میں ایک اہم اور نہایت مفید و ناگزیر ماخذ اشاریہ بھی شامل ہے، جو ایک اصول کے طور پر اولاً ان کتابوں میں شامل کیا جانے لگا تھا جو طویل متن پر مشتمل ہوتی تھیں اور اشاریے کے اسماء (اشخاص، اماکن، مطبوعات، عمارات واداراے، وغیرہ اس متن کے اندر سے اخذ کیے جاتے اور متون کے آخر میں حروف تہجی کے اعتبار سے سائنسی بنیادوں پر ترتیب دے کر شامل کیے جاتے تھے۔ اس روایت کا آغاز کوئی تین سو سال قبل ہوا تھا اور خاص طور پر مغرب کے ترقی یافتہ ممالک کی علمی روایات میں علمی و تحقیقی اور تاریخی متون مروج رہا۔ جنوبی ایشیا یا ہندوستان اور پاکستان میں بھی یہ مغربی اثرات کے زیرِ اثر یہاں کی زبانوں کی تصانیف میں قریباً دو سو سال قبل سے یہ روایت دیکھنے میں آتی ہے۔ علمی دنیا میں اشاریہ سازی نے کئی مفید و ناگزیر انداز اختیار کیے ہیں اور کامیابی سے اپنا فرض ادا کر رہی ہے۔ اسی عمل نے محض متون کی اندر سے اسماء کو اخذ کرنے ہی تک خود کو مخصوص نہ رکھا بل کہ رسائل کے حوالے سے ان کے مشمولات کی فہرست سازی کو بھی اس عمل نے اہمیت دی ہے اور رسائل کے اشاریوں کی ترتیب مختلف صورتوں میں اس طرح انجام دی ہے کہ جن سے متعلقہ رسالے میں شائع شدہ مضامین و مقالات یا جملہ تخلیقات و نگارشات بھی اس کے دائرے میں شامل ہو کر ایک نہایت جامع مشمولات کی فہرست بن گئی ہے جو مختلف صورتوں: اشخاص، مطبوعات، اماکن، ادارے و عمارات غرض سارے ہی موجودہ عنوانات اس ترتیب میں شامل ہو جائیں کہ کسی طرح کا کوئی عنوان اس فہرست سے باہر نہ رہ جائے۔

اسی عمل نے حالیہ برسوں میں، جو کئی دہائیوں پر مشتمل ہے، اردو رسائل و مجلّات کے مشمولات کی اشاریہ سازی میں نہایت مفید صورتیں اختیار کی ہیں جس کے تحت علمی و تحقیقی مجلوں میں شائع شدہ مشمولات کے اشاریوں کی ترتیب و اشاعت کا ایک طول طویل سلسلہ شروع ہو گیا ہے جو نہایت مفید اور کارآمد صورت اختیار کر چکا ہے۔ خود ہر علمی و تحقیقی مجلّے یا رسالے کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ایک سائنٹی فک طریقے سے، اپنی مصلحت و ضرورتوں کے مطابق اپنے رسالے کا اشاریہ ترتیب

دے کر اسے خود اپنے رسالے یا مجلّے میں یا کہیں اور شائع کرے جو عام اہل علم اور اہل تحقیق کے استفادے میں آسکے، اور ایسا اب عام طور پر ہو رہا ہے۔ اب یہ بہت آسان اور سہل ہے کہ اب تک اردو زبان کے کن کن علمی و ادبی یا تحقیقی رسالوں اور مجلوں کے اشاریے مرتب اور شائع ہو چکے ہیں جن کی فہرست کچھ کم نہیں! اس طرح یہ ایک بہت قیمتی ماخذ اب ہماری دسترس میں ہے جس سے ہر جانب خاطر خواہ استفادہ کیا جانے لگا ہے۔ اس اعتبار سے اب بالعموم چھوٹے بڑے متعدد رسائل و جرائد یا مجلوں کے اشاریوں کے مرتب و شائع کیے جانے کا ایک عام سلسلہ شروع ہو چکا ہے جس کی ایک تازہ مثال اس وقت ہمارے پیش نظر ممتاز علمی و تحقیقی ادارے: 'اسلامک ریسرچ اکیڈمی، کراچی' کے تحقیقی مجلّے " تحصیل" اور گوجرانوالہ کے علمی و تحقیقی مجلّے "ماخذ" ہے جو اپنے اشاریوں کے حوالے سے ہونے والے کاموں کی بنیاد پر اس وقت ہماری توجہ کا مرکز ہیں۔

اس منصوبے کی لائق اسکالر روزینہ راؤ نے کمال محنت و جستجو اور کدو کاوش سے ان دونوں مجلوں: تحصیل' اور 'ماخذ' کے مشمولات کو اپنے جائزے اور مطالعے کا موضوع بنایا ہے اور خاصی دل جمعی سے اپنا حق ادا کیا ہے۔ اس عمل کے دوران انھوں نے دونوں مجلوں کے منتخبہ مقالات یا مشمولات کا معروضی جائزہ لیا ہے اور تمام ہی ضروری تفصیلات کو اس طرح درج کیا ہے کہ کہیں کسی طرح کی تشنگی یا کمی محسوس نہیں ہوتی۔ یہ تفصیلات اس طرح پیش کی گئی ہیں منتخبہ مقالہ اپنی تمام معروضی و موضوعی خصوصیات اور مطالب و مباحث کے ساتھ ہمارے مطالعے میں آجاتے ہیں اور یہی اس طرح کے توضیحی اشاریے کا مقصد بھی ہوتا ہے کہ جو قارئین یا ضرورت مندوں تک مقالے کے کل موضوعات اور مقالہ نگار کے مطالعے و تحقیق کے نچوڑ کو قاری کے سامنے پیش کر دے جو خود اس کا بھی مقصد ہوتا ہے۔ یہ لائق اسکالر روزینہ تحقیق و تصنیف میں ابھی نو آموز اور مبتدی ہیں، اور انھوں نے اپنے اسی ابتدائی مرحلے پر ہی ایک دقیق اور دشوار منصوبہ اپنے سر لے لیا جس پر ان کی ستائش لازم ہے اور یقیناً اس عمل میں ان کی نگران مقالہ ڈاکٹر یاسمین کوثر بھی ان کی معاون رہی ہیں جن کی حوصلہ افزائی نے روزینہ راؤ کو کامیابی اور سرخ روئی کے اس مقام تک پہنچایا۔ یہ بھی یقین کہا جا سکتا ہے کہ قران السعدین کی یہی صورت مستقبل میں بھی مزید سرخ روئی کا سبب بنے گی اور علم و ادب کو قیمتی و نادر منصوبے و نتائج حاصل ہوں گے۔ چناں چہ اس زیرِ نظر کتاب کی اشاعت کے بعد ہم اب نت نئے موضوعات و مسائل پر مستقبل کے علمی و تحقیقی منصوبوں کو بہ احسن طریق علم و ادب میں مالا مال ہوتے ہوئے دیکھیں گے۔ ان شاء اللہ!

❖❖❖❖❖❖❖❖❖

یونیورسٹی آف سیالکوٹ میں

اشاریہ سازی کی اولین کاوش

ڈاکٹر یاسمین کوثر

یونیورسٹی آف سیالکوٹ کے شعبہ اردو کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس میں ایم ایس سطح کے تحقیقی مقالات کے لیے جدید اور متنوع موضوعات پر کام کروایا جارہا ہے۔ روزینہ یاسمین نے تحقیقی جرائد " تحصیل" اور " مآخذ" کی اشاریہ سازی کا کام جس محنت اور شوق سے کیا اس کے لیے یہ مبارکباد کی حق دار ہیں۔ طالبہ کی اس اولین کاوش کو تمام اساتذہ کرام نے بھی خوب سراہا۔ یہ ہماری خوش نصیبی کہ ہمیں اردو ادب کے نامور محقق، نقاد، مصنف، استاد اور تحقیقی جریدہ " تحصیل" کے مدیر پروفیسر ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب کی معاونت اور قیمتی مشورے میسر آئے۔ ایسی عظیم شخصیات اردو ادب کا سرمایہ افتخار ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نوجوان محققین کی نہ صرف حوصلہ افزائی کرتے ہیں بلکہ ان کی ہر ممکن کوشش بھی کرتے ہیں۔

تحقیق میں نئے موضوعات پر کام کروانا وقت کی ضرورت ہے۔ جن جامعات نے اشاریہ سازی پر تحقیقی کام کروایا ان میں پنجاب یونیورسٹی (لاہور)، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی (ملتان)، جامعہ کراچی (کراچی)، جامعہ پشاور (پشاور)، اسلامیہ یونیورسٹی (بہاول پور)، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی (اسلام آباد) نمل یونیورسٹی (اسلام آباد) اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی (اسلام آباد) وغیرہ کی کاوشیں قابل تحسین ہیں۔

اردو تحقیق کو جدید تناظر میں دیکھیں تو اشاریہ سازی کو اساسی حیثیت دی جاتی ہے کیونکہ محققین کے لیے سب سے بڑا مسئلہ کم وقت میں مطلوبہ مواد تک رسائی کا ہوتا ہے اور اشاریوں کی مدد سے آپ کم وقت اور کم محنت سے آسانی سے رسائل و جرائد اور مختلف کتب تک پہنچ سکتے ہیں۔ اگر رسائل کے اشاریے تیار ہو جائیں تو محقق کو بڑی آسانی ہو جائے گی اور تحقیقی

دشواریوں کو بہت حد تک دور کیا جا سکتا ہے۔اس طرح تحقیقی راہ میں حائل ایک بڑی رکاوٹ کو دور کیا جا سکتا ہے۔ تحقیق میں مواد کی فراہمی کا ایک بڑا اور اہم ذریعہ کتابیں اور رسائل ہوتے ہیں۔ جو کتابیں شائع ہوتی ہیں وہ تو اکثر بازار میں دستیاب ہوتی ہیں لیکن رسائل کے ساتھ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

جہاں تک کتابوں کا تعلق ہے تو وہ کسی مخصوص موضوع، صنف ادب اور مخصوص نقطہ نظر سے متعلق ہوتی ہیں جبکہ رسائل میں مختلف اور متنوع موضوعات پر مضامین اور مختلف اصناف سخن شامل ہوتے ہیں۔ رسائل وجرائد کے اشاریے محقق کے لیے تحقیق کی کنجیاں سمجھی جاتی ہیں کیونکہ ان میں مختلف اور متنوع موضوعات پائے جاتے ہیں۔ بہت کم وقت اور محنت سے علم کے بڑے خزانوں تک رسائی ہو جاتی ہے۔ بسا اوقات ایک مضمون سے جتنی معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ کبھی کبھی پوری کتاب سے بھی فراہم نہیں ہوتیں۔ اُس وقت محقق طالب علم کے لیے ایک مضمون کی اہمیت ایک کتاب سے کہیں زیادہ ہو جاتی ہے۔ رسائل میں موضوعات کا بھی تنوع ہوتا ہے اور تقریباً تمام اہم موضوعات پر مضامین مل جاتے ہیں جو کسی ایک کتاب میں نہیں ملتے۔ پھر یہ کہ رسائل میں قاری اور وقت کے تقاضے کو سامنے رکھتے ہوئے مضامین لکھوائے جاتے ہیں۔ اس موضوع پر کبھی کوئی کتاب زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ جاتی ہے اور کبھی نہیں۔ آج بھی اَنگنت موضوعات ایسے ہیں جن پر مواد صرف رسائل میں موجود ہے اور کتابیں اس سمت میں کوئی رہنمائی نہیں کرتیں۔

اکثر بڑے شعرا اور ادبا نے اپنی ادبی زندگی کا آغاز رسائل میں لکھنے سے کیا اور جنھوں نے رسالوں میں اپنے قلم سے موتی اور جواہر بکھیرے ہیں اور اپنے مضامین کے بل بوتے پر ان کو جا بجا خوبیوں سے مزین کیا ہے مگر ان باوقار مصنفین کی شخصیت رسائل کے اوراق تک ہی محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ آج کے کئی معروف ادیبوں کی ابتدائی تحریروں اور علمی و فکری تحریکوں کے بھی یہ جرائد امین ہیں۔

رسائل کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ علامہ اقبال جیسی نامور

شخصیت نے اپنے ادبی سفر کا باقاعدہ آغاز شیخ عبدالقادر کے رسالہ ''مخزن'' کے اولین شمارہ (اپریل 1901ء) میں نظم ''ہمالہ'' لکھنے سے کیا۔ علامہ نے ''بانگ درا'' کی اشاعت کے وقت بھی اپنا کلام رسائل و جرائد سے جمع کر کے اس مجموعے کی صورت میں شائع کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ اقبال پر تحقیق اور تنقید کے بنیادی مآخذ اس دور کے رسائل اور جرائد کو سمجھا جاتا ہے۔

تحقیقی جرائد ''تحصیل'' اور ''مآخذ'' کے مدیران خاص طور پر ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب اور ان کی پوری انتظامی ٹیم کے شکر گزار ہیں جنھوں نے روزینہ یاسمین کو تحقیق کی مشکلات میں معاونت فراہم کی۔ اللہ تعالیٰ استاد محترم کو صحت، عافیت اور ایمان کی دولت عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

روزینہ یاسمین نے تحقیقی کام کے ساتھ تدریسی ذمہ داریوں اور ازدواجی زندگی کے فرائض بھی احسن طریقے سے ادا کیے۔ امید ہے کہ روزینہ یاسمین کی زیر نظر کتاب دونوں جرائد کے اشاریے کی پہلی قسط ہوگی اور انھی جرائد کے نئے آنے والے شماروں پر کام کر کے اس کی دوسری قسط بھی جلد قارئین و محققین اردو ادب کی نذر کریں گی اور اس طرح کی مزید مفید ادبی تحقیق میں کوششیں جاری رکھیں گی۔ اشاریہ سازی کی اس کاوش کو ادبی حلقے میں نہ صرف قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا بلکہ اردو ادب کے طلبا اور محققین کے لیے یہ مقالہ ممد و معاون ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ

❖❖❖❖❖❖❖❖

روزینہ یاسمین۔۔۔تحقیق۔۔۔کے آئینے میں

ڈاکٹرعبدالستارنیازی

روزینہ یاسمین نے شعبہ اردو یونیورسٹی آف سیالکوٹ کے زیرِاہتمام ایم ایس اردو کا تحقیقی مقالہ ''ماخذ اور تحصیل'' کا توضیحی اشاریہ مرتب کیا ہے۔اشاریہ سازی لائبریری کا سائنسی علم ہے۔ہندوستان میں اشاریہ سازی کی ابتدا خدا بخش پٹنہ لائبریری سے ہوئی۔محققین نے اشاراتی کتب اور فہارس کو قدر سے دیکھا۔اشاریہ سازی اور فہارس سے وقت کی بچت ہوتی ہےاور محقق ان دیکھے سفر کی صوبت سے محفوظ رہتا ہےاور علوم وفنون کے سنگم رہبری کی نشاندہی کرتا ہے۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایسی کتب کی افادیت بڑھتی جائے گی اسے علم وادب کا دروازہ اور علوم وفنون کی کلید کہا جاتا ہے۔کلید کے بغیر علم وادب کا دروازہ نہیں کھلتا۔مولفہ نے اس اشاریہ کے ذریعے اردو شعر وادب کی دنیا میں داخل ہونے والے نئے محققین کے لئے علمی در، وا کیا ہے۔انھوں نے علمی سمندر میں اضطراب پیدا کرنے کی شعوری کاوش کی ہے۔روزینہ اپنے مقالے میں رسائل وجرائد کی وضاحت کرتے ہوئے کہتی ہے''رسالہ ان مطبوعات کو کہتے ہیں جو وقفے سے بار بار شائع ہوتے ہیں۔وہ ماہانہ، دوماہی، سہ ماہی، ششمائی اور سالانہ بھی ہوسکتے ہیں جنھیں جریدہ بھی کہتے ہیں''

اہل قلم کی ان رسائل وجرائد میں تخلیقات اور نگارشات شائع ہوئیں۔شعر وادب اور دیگر علوم وفنون کی اشاعت میں رسائل وجرائد نے اہم کردار ادا کیا۔ان رسائل وجرائد کی افادیت اظہر من الشّمس ہے۔ان رسائل وجرائد نے جہاں کتھارسس کا کام کیا وہیں سائنسی ترقی کا راستہ اور نئے شعرا ادبا کو بھی متعارف کرایا۔آج کے نامور تخلیق کاروں کی ابتدائی نگارشات رسائل ہی میں شائع ہوئیں۔وہی اردو کے اولین معمار کہلائے۔ان میں نیاز فتح پوری، مجنوں گورکھ پوری، ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری، ڈاکٹر سید عبداللہ، ڈاکٹر عبادت بریلوی اور ڈاکٹر جمیل جالبی شامل ہیں۔ان رسائل وجرائد کے نہ ہونے سے اردو ادب اور علوم وفنون

کی ترقی نہ ہوتی،علم وفنون کا فقدان ہوتا،افراد کا تزکیہ نہ ہوتا،معاشرے میں نیکی کا وجود نہ ہوتا، غزل نہ ہوتی،افسانہ ہوتا اور پیار نہ ہوتا۔

مولفہ نے اپنے تحقیقی مقالے میں ہندوستان میں شائع ہونے والے مختلف رسائل و جرائد پر بھی روشنی ڈالی ہے ان کے بقول ’’رسائل و جرائد علمی وادبی ، سیاسی وسماجی ، مذہبی ، معاشرتی ، اخلاقی ، ثقافتی اور اقداری ہوتے ہیں جن میں مختلف موضوعات پر معاشی ، سائنسی ، معاشرتی علمی ، ادبی اور تحقیقی مضامین شائع ہوئے ۔ جو آئندہ نسلوں کی راہبری و رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں گے ۔ہم رسائل و جرائد کو مختلف علوم وفنون کا خزانہ کہہ سکتے ہیں ۔اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد نے اپنے علم اور دل چسپی کے پس منظر میں طبعیات ،نباتات ،معاشیات ،حیوانات ، کیمیا ، ریاضات ، تاریخ ، فلسفہ ، سیاسیات ،تعلقات عامہ اور فنون لطیفہ پر بہت سے مضامین لکھے بلکہ بہت سے رسائل جرائد کا اجرا بھی کیا۔انھوں نے ماہرین فن کو اپنی طرف متوجہ کیا اور بہت سے علمی وادبی حلقے قائم کرنے میں بھی کامیاب ہوگئے ۔ان ماہرین فن نے اپنی دل چسپی کے پیش نظر مختلف موضوعات پر ان گنت تحقیقی مضامین لکھ کر نئے لکھنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کر کے علوم وفنون کے ذخیرے کو مالا مال کرنے میں کامیاب ہوگئے ۔

روزینہ نے اپنے مقالے میں ہندوستان میں شائع ہونے والے رسائل و جرائد کے پس منظر میں اردو صحافتی خدمات کا ذکر بھی کیا ہے ۔اس کے بقول ’’راجہ رام موہن رائے نے ہندوستان میں بیداری کی لہر پیدا کرنے کے لئے ایک رسالہ ’’تحفۃ الموحدین‘‘ فارسی زبان میں جاری کیا تھا‘‘ رام چندر ہندو مذہب کو چھوڑ کر عیسائی ہو گئے تھے انھوں نے اپنے رسالے کو عیسائیت کی تبلیغ کے لئے وقف کیا تھا۔اسی رسالے میں یوسف کمبل پوش کے سفر نامہ اور استاد نصیر الدین اور بہادر شاہ ظفر کا کلام بھی شائع ہوا تھا۔انھوں نے اردو کے پہلے جریدے ’’خیر خواہ‘‘ کا بھی خوب تذکرہ کیا ہے۔جنگ آزادی 1857 ء کے بعد اردو صحافت ترقی کی راہ پر گامزن ہوگئی اور بہت سے رسائل آسمان ادب پر نمودار ہوئے ۔مصنفہ نے ہندوستان میں خواتین کی تعلیم وتربیت کی ترجمانی کرنے والے رسائل و جرائد اخبار النسا، دہلی، تہذیب نسواں، لاہور خاتون، علی گڑھ، حور، کلکتہ، عصمت، کراچی اور پہلی، لاہور کا بھی ذکر کیا ہے۔

معین الدین عقیل نے ''اسلامک ریسرچ اکیڈمی'' کراچی کے زیر اہتمام ایک علمی وادبی، تحقیقی اور سوانحی جریدہ ''تحصیل'' کا اجرا کیا۔ اس کی مجلس مشاورت اور ادارت میں اندورن اور بیرون ملک کے نامور ادیب شامل ہیں اس جریدے نے چند شماروں کے بعد علمی وادبی اور تحقیقی دنیا میں اپنی جگہ بنالی اور اس کا شمار ملک کے معروف جرائد میں ہونے لگا بقول روزینہ ''تحصیل کا شمار عصر حاضر میں صحافتی ادب کے معروف رسائل میں ہوتا ہے جسے منفرد تحقیقی کام کی وجہ سے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے'' جبکہ ''ماخذ'' کا اجرا 2020ء میں گوجرانوالہ سے ہوا۔ اس کی مجلس مشاورت اور ادارت میں نامور ادیب شامل ہیں۔ یہ ہائر ایجوکیشن سے منظور شدہ ہے اس میں علم وادب کے علاوہ اطلاقی اور سائنسی مضامین بھی شائع ہوئے ہیں۔ روزینہ نے عرق ریزی سے تحصیل اور ماخذ کا اشاریہ تیار کیا ہے۔

اسی تحقیقی کام نے ان کے اندر علمی شمع روشن کر دی ہے۔ اب اسلام آباد کی کسی یونیورسٹی سے پی ایچ۔ ڈی سکالر ہیں۔ وہ اخلاص اور دل وجاں سے علم وادب سے جڑی رہی تو مستقبل کی اچھی نقاد اور اچھی نثار ثابت ہونگی۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

پیش لفظ

روزینہ یاسمین

اللہ کے نام سے شروع کرتی ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔سب سے پہلے رحیم وکریم پروردگار کی شکر گزار ہوں جس نے مجھے شعور عطا کیا اور جس کے رحم وکرم سے میرے مقالہ کی تکمیل ہوئی بعدازاں تعداد درود وسلام حضرت محمد ﷺ کی ذات بابرکت پر جو اس کائنات کی وجہ تخلیق ہیں۔

میں یونیورسٹی آف سیالکوٹ کے وائس چانسلر جناب ڈاکٹر سعید الحسن چشتی صاحب اور ڈین جناب ڈاکٹر سلیم اختر صاحب کی شکر گزار ہوں جن کی مخلصانہ کوششوں سے اس یونیورسٹی میں ایم فل اردو پروگرام کا آغاز کیا گیا۔ان کی سربراہی میں سازگار ماحول اور قابل اساتذہ مہیا کئے کہ جن کی رہنمائی میں ایم فل کا حصول ممکن ہوا۔

میں بے حد ممنون ہوں صدر شعبہ اردو ڈاکٹر مشتاق احمد عادل کی جنہوں نے مقالہ نگاری کے دوران مخلصانہ رہنمائی کے ذریعے بھرپور معاونت کی اور شعبہ اردو کے دیگر اساتذہ کرام، ڈاکٹر عبدالستار نیازی، ڈاکٹر عامر اقبال, میڈم ماریہ بلال اور ڈاکٹر یوسف اعوان کی جنہوں نے تدریسی عمل اور مقالہ نگاری کے دوران میری رہنمائی کی۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہمارے محترم اساتذہ اکرام کو ہمیشہ کامیاب اور خوش وخرم رکھے۔

میں خصوصی طور پر تہہ دل سے شکر گزار ہوں اپنے مقالے کی نگران ڈاکٹر یاسمین کوثر کی جنہوں نے مقالے کو احسن طریقے سے مکمل کرنے میں میری مدد کی۔قدم قدم پر میری اصلاح اور رہنمائی کی۔ان کا تعاون اور شفقت میرے ساتھ رہی اور مقالے کی تکمیل کے دوران مجھے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ میں تاحیات ان کی محبتوں کی مقروض رہوں گی۔ مقالے کے موضوع کے انتخاب سے لے کر خاکے کی تیاری اور مقالہ کی تکمیل تک کے تمام

مراحل میں مجھے مشکلات کا سامنا رہا انہوں نے ہر قدم پر میری رہنمائی کی میں ان کی بے حد شکر گزار ہوں ان کی مدد اور راہنمائی کے بغیر میرے مقالے کی تکمیل ممکن نہ تھی۔ میں اپنے والدین کی شکر گزار ہوں اور یہ میرے والدین کی دعائیں ہیں اور محنتوں کا ثمر ہے کہ میں آج جس مقام پر کھڑی ہوں میں اپنے والدین کی شفقت اور محبت کی مقروض رہوں گی جنہوں نے مجھے انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا میں آج جو کچھ بھی ہوں انہی کی بدولت ہوں اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے (آمین)

اس مقالے کی تکمیل میں اپنے شوہر عاصم افضال کی بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے تحقیق کے سفر میں میرا بھرپور ساتھ دیا۔ موسم کی شدت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مجھے ہر آسانی فراہم کی مجھے کبھی بھی تھکاوٹ کا احساس نہیں ہونے دیا۔ اگر ان کا ساتھ اور تعاون نہ ہوتا تو میرا ایم فل کا خواب کبھی پورا نہ ہوتا۔ انہوں نے ہر حال میں میری حوصلہ افزائی کی۔ ہر قدم پر میرا ساتھ دیا۔

میں تحقیق کے اس سفر میں اپنے بچوں رشائل عاصم اور راؤ موسیٰ عظیم کی بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنی معصوم اور چھوٹی چھوٹی خواہشات کو میری مصروفیات کے لئے قربان کیا۔ میں ان کو صحیح طرح سے وقت نہ دے پائی۔ ہمیشہ ان کی مقروض رہوں گی۔

اس مقالے کی تکمیل میں اپنی ہیڈ مسز انیسہ رانی کی بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے گاہے بگاہے آسانی فراہم کی میں شکر گزار ہوں اپنی ہم جماعت مریم عظمت کی جنہوں نے اس مقالے میں میری بھرپور معاونت کی۔

آخر میں ان تمام شخصیات کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے مقالہ کی تکمیل میں میرے ساتھ تعاون کیا۔ اور میرے لئے آسانیاں فراہم کی۔ میں اپنے ہم جماعتوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے مقالہ کی تکمیل کے دوران معاونت کی۔ اللہ تعالیٰ سب کے لئے آسانیاں پیدا کرے۔ (آمین)

❖❖❖❖❖❖❖❖❖

اردو کے ادبی اور تحقیقی رسائل و جرائد کا تعارف

رسالہ کسے کہتے ہیں؟

رسالہ ان مطبوعات کو کہتے ہیں جو وقفے وقفے سے بار بار شائع ہوتے ہیں۔ رسالے کو مجلّہ یا جریدہ بھی کہتے ہیں۔ کچھ رسائل پندرہ روزہ، ماہانہ، دوماہی، سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ ہوتے ہیں۔ تحقیقی و ادبی رسائل اپنے عہد کے تخلیقی سفر کے اہم ترین دستاویزات شمار ہوتے ہیں۔ جہاں وہ ایک طرف اہل قلم کے نگارشات سے قارئین کو استفادہ کا موقع دیتے ہیں۔ وہاں ناقدین، مؤرخین اور محققین کے لیے بھی ایسا مواد فراہم کرتے ہیں۔ جس سے کسی مخصوص عہد کے ادبی و تحقیقی رجحانات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اردو زبان وادب کے ارتقا میں ادبی و تحقیقی رسائل نے ہمیشہ بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ ادبی رسائل عوام کی ذہنی تربیت میں ایک مؤثر اور فعال کے قوت کے طور پر کام کرتے ہیں۔ آج کا ادب جب ماضی کا حصہ بن جاتا ہے۔ تو ادبی رسالہ ہی اس خزینے کو تحفظ عطا کرتا ہے۔ اور یہ تنقید و تحقیق کے لیے بنیادی ماخذ کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔

رسائل کی اقسام:

رسائل و جرائد قوم کا ایک اہم اثاثہ اور ترجمان ہوتے ہیں۔ جو بڑے وسیع پیمانے پر علمی و ادبی، سیاسی و سماجی، مذہبی و تہذیبی، معاشرتی و ثقافتی اور اخلاقی و اقداری وغیرہ علمی ذخائر کا منبع اپنے اندر سمیٹ کر رکھے ہوتے ہیں۔ اس وقت دنیا بھر میں ہر قسم کے رسائل شائع ہو رہے ہیں۔ جو طبیعات، نباتات، حیوانات، کیمیا، ریاضی، معاشیات، تاریخ، فلسفہ، سیاست، بین الاقوامی معاملات و تعلقات عامہ، فنون لطیفہ، تحقیقی و ادبی اور خصوصی غرض ہر موضوع فن اور رجحان سے متعلق مواد شائع کرتے ہیں۔

اردو ادب کی صحافتی روایت رسائل کا آغاز

برصغیر میں اردو رسائل کا آغاز انگریزی رسائل سے شروع ہوا۔اس دور میں انگریز اپنے مشنری کے کاموں کے لیے اخبار یا رسائل شائع کرتے اور اپنی مذہبی تعلیم کا کام لیتے۔اس مقصد کے لیے جو رسائل شائع ہوئے ان میں "ڈگ درشن"، "سماچار درپن" وغیرہ شامل تھے۔ یہ دونوں رسائل 1818ء میں جان کلارک مارش مین کی ادارت میں شائع ہوئے۔ راجہ رام موہن رائے نے ہند میں بیداری کی لہر پیدا کرنے کے لیے رسالہ " تحفۃ الموحدین" جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے عربی میں جاری کیا۔راجہ رام موہن نے اسے فارسی میں پیش کیا اور اس کا دیباچہ عربی میں لکھا۔اس کے علاوہ ایک اور انگریزی رسالہ جو سہ ماہی تھا جاری کیا گیا۔اس کا نام "ایشیا ٹک میسولینی اینڈ بنگال رجسٹر" تھا۔ یہ رسالہ 1785ء میں شائع ہوا۔اس کے مدیران مسٹر گارٹن اور مسٹر جے وائیٹ تھے۔اس رسالے میں اخلاقی اور تاریخی مضامین کے علاوہ شاعری بھی تھی۔

اردو کا پہلا ماہانہ جریدہ

اردو کا پہلا ماہانہ جریدہ" خیر خواہ ہند" تھا۔جو عیسائی مذہب کی تبلیغی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جاری کیا گیا۔اس جریدے کے ایڈیٹر آرسی ماتھر تھے۔ یہ رسالہ 1837ء میں جاری ہوا۔" خیر خواہ ہند" میں پہلی مرتبہ علمی اور تبلیغی قسم کے مضامین کو خبروں پر فوقیت دی گئی۔اس رسالے کے بعض مفید مضامین کا انتخاب کتابچوں کی صورت میں بھی شائع کیا گیا۔1857ء کے ہنگاموں کی وجہ سے یہ جریدہ بند ہو گیا لیکن جیسے ہی حالات بہتر ہوئے تو اس" خیر خواہ ہند" کو جاری کر دیا گیا۔

رام چندر پہلے اردو صحافی

اٹھارویں صدی کے وسط میں ہندوستان میں ایک طبقہ پیدا ہو رہا تھا جو رنگ کے اعتبار سے ہندوستانی اور فکر و مزاج کے لحاظ سے انگریز تھے۔رام چندر خود بھی انگریزوں سے

متاثر ہوکر اپنا مذہب ہندو سے عیسائیت میں تبدیل کرلیا۔اوراسی کلچر کے حامی تھے۔انہوں نے ماہانہ جریدہ "خیر خواہ ہند" جاری کیا۔ "خیر خواہ ہند" 1847ء میں ماہوار علمی رسالہ کے طور پر شائع ہوا۔

ماہنامہ "خیر خواہ ہند" ستمبر 1847ء میں جاری ہوااور نومبر 1847ء سے اس کا نام تبدیل کر کے "محبّ ہند" رکھ دیا، کیونکہ "خیر خواہ ہند" کے نام سے ایک اور رسالہ مرزا پور سے بھی نکل رہا تھا۔اس رسالے میں جو نادر ادبی مضامین شامل ہوئے ان میں یوسف خان کمبل پوش کے سفرنامے، بہادر شاہ ظفر اور شاہ نصیر کی غزلیں بہت اہم ہیں۔ "محبّ ہند" کی نوعیت علمی تھی لیکن اس نے فروغ ادب میں نمایاں کردار ادا کیا۔

1857ء سے پہلے تحقیقی اور ادبی رسائل

1857ء سے پہلے تحقیقی و ادبی رسائل کا تجزیہ کیا جائے تو اس کی کوئی واضح جہت نظر نہیں آتی۔آغاز میں ہفتہ وار اخبارات ہی کو ادبی مضامین اور شعری تخلیقات کی اشاعت کے لیے استعمال کرلیا جاتا تھا۔اخبارات کا مقصد اخبار رسانی تھا۔اس دور میں چونکہ ادبا اور شعرا معاشرے میں اہم افراد شمار ہوتے تھے اس لیے ان کے بارے میں خبروں کو نمایاں حیثیت دی جاتی تھی۔ادبی محفلوں کی روداد اور مغلیہ دربار میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات عوام الناس میں بہت مقبول تھے۔رام پور کے مشنری اداروں نے ادبی صحافت کو فروغ دیا۔اوران سے تبلیغ مذہب کا کام لیا۔

دلی کالج کے رسائل و اخبارات "فوائد الناظرین" اور "محبّ ہند" نے ہندوستانی جریدہ نگاری کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ادبی صحافت میں گلدستوں کی ترویج اوران کی مدد سے شعروشاعری کو فروغ حاصل ہوا۔مولوی کریم الدین نے 1845ء میں پہلا گلدستہ " گل رعنا" دلی سے اور "معیار الشعرا" دوسرا گلدستہ شونارائن آرام نے آگرہ سے 1845ء میں ہی جاری کیا۔

اس دور کے ادبی رسائل میں اہل علم کی دلچسپی تو نظر آتی ہے،لیکن ایسا بھی محسوس ہوتا

ہے کہ انہیں عوام کی سرگرم اعانت حاصل نہیں تھی۔لیکن اس کے باوجود یہ کہنا درست ہے کہ اس دور کے رسائل نے مستقبل کی ادبی صحافت کے لیے زرخیز زمین تیار کی اور 1857ء کے بعد جو ادبی رسائل منظرعام پر آئے ان کی بنیاد اسی زمین سے پڑی۔

عہد سرسید میں ادبی و تحقیقی رسائل و جرائد

1857ء کے ہنگاموں اورافراتفری کے دور کے بعد انیسویں صدی کے آخر میں صحافت میں تفکر اور تجدید کار رجحان نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔اس دور میں کسمپری،خوف اور جبروقہر کی کیفیت تھی۔ایسے میں سرسید نے قوم میں ایک نئی روح پھونکی اور گرتی ہوئی حالت کو سنبھالا دیا اور قوم کو مشورہ دیا کہ وہ نئے تقاضوں سے روشناس ہونے کی جدوجہد کریں۔اس سلسلے میں انہوں نے "علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ 3" مارچ 1866ء کو اور "تہذیب الاخلاق" 1896 میں جاری کیے۔سرسید کے علاوہ مولانا الطاف حسین حالی،مولانا شبلی نعمانی،مولانا محمد حسین آزاد، رتن ناتھ سرشار اور عبدالحلیم شرر کا ادبی اور صحافتی کردار قابل تعریف ہے۔اس دور میں سہ روزہ اور ہفتہ روزہ مثلاً "اودھ اخبار" اور "اودھ پنچ" خبری یا ادبی ضروریات پوری کرتے رہے۔

اودھ اخبار 1859ء میں منشی نول کشور نے لکھنؤ سے جاری کیا،پہلے ہفت روزہ تھا۔1874ء میں روزنامہ بن گیا۔مولوی غلام محمد خان تپش، پنڈت رتن ناتھ سرشار، مولوی احمد حسن شوکت،عبدالحلیم شرر،سید امجد علی،مرزا حیرت دہلوی،ادارہ تحریر سے وابستہ رہے۔منشی غلام محمد خان تپش اور رتن ناتھ سرشار کے عہد ادارت میں اخبار نے بڑی مقبولیت حاصل کی۔ ماہانہ رسائل کی طرف سے بھی پیش قدمی ہو چکی تھی۔

"اودھ پنچ" رسالہ اُردو کا ایک مزاحیہ ہفت روزہ تھا جسے منشی سجاد حسین نے 1877ء میں لکھنؤ سے جاری کیا۔یہ اخبار سیاست کو ظرافت کا جامہ پہنا کے پیش کرتا تھا۔"اودھ پنچ" کا ابتدائی دور طنز و مزاح کا لطیف اور شائستہ دور تھا۔بعد ازاں اور گاہے بگاہے اس میں ابتذال، پھبتیاں اور زاتیات کو نشانہ بنانا جیسے عناصر بھی شامل ہوتے گئے۔اودھ پنچ کے قلم کار سرسید اور ان کی تحریک کے سخت مخالف تھے۔"اودھ پنچ" کے اہم شاعر اکبر الہ آبادی سرسید پر تلخ و ترش

ظریفانہ حملے کرنے میں پیش پیش رہے۔

بیسویں صدی کے تحقیقی وادبی رسائل

بیسویں صدی کے آغاز ہی سے تعمیر نو کا آغاز ہو چکا تھا اور ادبی سرگرمیاں بھی شروع ہوگئی تھیں۔ اردو ادب کی جو خدمت سرسید احمد کے دور میں ڈپٹی نذیر احمد اور خود سرسید نے کی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سید امیر علی، شیخ عبدالقادر اور علامہ اقبال جیسے تعلیم یافتہ لوگوں نے اس کو جاری رکھا لیکن اب چونکہ مسلمانوں کی اپنی جدوجہد آزادی کی تحریک شروع ہو چکی تھی اس دوران مسلم لیگ کا قیام ہوا پھر ادبی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے رسائل کی ضرورت محسوس ہونے لگی کہ ان کو کتابی شکل میں پڑھا اور محفوظ کیا جا سکے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے اپریل 1901ء میں "مخزن" جاری ہوا۔ "مخزن" کا اجراء اس دور کا ایک اہم ادبی واقعہ ہے۔ فروری 1903ء میں "زمانہ" اور مولانا حسرت موہانی نے 1903ء میں ہی علی گڑھ سے "اردوئے معلیٰ" جاری کیا۔ مولانا محمد حسین آزاد نے 1912ء میں "الہلال" جاری کیا۔

چند خواتین کے جرائد

اس دور میں حقوق نسواں کی تحریک شروع ہو چکی تھی۔ لیکن اس کو عام کرنے کے لیے خواتین کی تعلیم وتربیت کے پیش نظر رسائل کی اشاعت ہوئی۔ ان میں سے چند رسائل درج ذیل ہیں۔

1۔ "اخبار النساء" دہلی

یکم اگست 1884ء کو رسالہ "اخبار النساء" مولوی سید احمد دہلوی نے جاری کیا۔ یہ خواتین کا پہلا باقاعدہ رسالہ شمار کیا جاتا ہے۔ یہ رسالہ مہینے میں تین بار شائع ہوتا ہے۔ اس میں شامل مضامین میں عورتوں کی خانہ داری کے امور کے علاوہ ان کی تعلیمی حالت سدھارنے کی کوشش کی جاتی تھی۔

2۔ "تہذیب نسواں" لاہور

سید ممتاز علی نے "تہذیب نسواں" کے نام سے ایک ہفتہ وار رسالہ یکم جولائی 1898ء کو اپنے ادارہ دارالاشاعت لاہور سے جاری کیا۔اور اس میں عورتوں کے سماجی، تہذیبی، مذہبی اور فکری مسائل کو زیر بحث لایا جاتا تھا۔"تہذیب نسواں" 1949ء تک باقاعدگی سے چھپتا رہا۔ ولایتی معلومات، دسترخوان پر اور محفل تہذیب اس پرچے کے مستقل عنوانات تھے۔

3۔ "خاتون" علی گڑھ

علی گڑھ سے ماہنامہ "خاتون" جنوری 1904ء میں جاری ہوا۔اس کے ایڈیٹر شیخ محمد عبداللہ تھے۔جو تعلیم نسواں کے سیکشن سیکرٹری بھی تھے۔اس رسالے کا مقصد خواتین میں تعلیم کو پھیلانا اور پڑھ لکھی خواتین میں میں علمی مزاق پیدا کرنا تھا۔یہ رسالہ چند سال تک اپنی جذبات کامیابی سے سرانجام دیتا رہا۔

4۔ "حور" کلکتہ

ماہ نامہ "حور" بیگم قتیل انصاری نے ستمبر 1923ء میں کلکتہ سے جاری کیا تھا۔یہ رسالہ حرف دو(2) سال تک ہی شائع ہوا۔اس کا ایک خاص نمبر 100 صفحات پر مشتمل تھا۔

5۔ "عصمت" کراچی

عصمت خواتین کا سب سے قدیم پرچہ ہے۔اس کی ابتدا مولانا راشد الخیری نے 1908ء میں کی تھی، اس کا مقصد خواتین کو روشن خیال بنانا تھا۔اور تعلیم کو عام کرنا تھا۔اردو زبان وادب میں اتنی طویل عمر کسی اور پرچے نے نہیں پائی۔عصمت کے یادگار نمبروں میں "طلائی جوبلی" نمبر 1958ء اور "الماسی جوبلی" نمبر 1968ء شامل ہیں۔

6۔ "سہیلی" لاہور

ماہ نامہ "سہیلی" لاہور سے 1924ء میں زہرہ بتول کی ادارت میں جاری ہوا۔

1939ء میں اس کی ادارت خدیجہ بیگم نے سنبھال لی۔ 1928ء میں "سہیلی" کا ایک شاندار سالنامہ شائع ہوا۔

7۔" عکس نو"لاہور،کراچی

ماہنامہ " عکس نو" مارچ 1956ء میں حسن زمانی عالمگیر کی ادارت میں جاری ہوا۔ اس کے ابتدائی پرچوں میں سید وقار عظیم ،حجاب علی امتیاز، عابد علی عابد، امتیاز علی تاج، شوکت تھانوی، عبدالرحمان چغتائی جیسے ادبا کے نام نظر آتے ہیں۔1971ء کے بعد اس کے اثر و عمل کا دائرہ محدود ہو گیا۔

پاکستان کے تحقیقی اور ادبی رسائل

آزادی سے پہلے ادبی رسائل لاہور، دہلی ،لکھنؤ، ممبئی اور بھوپال سے شائع ہوئے تھے اور اشاعت کے مراکز بھی وہیں تھے۔ تقسیم کے بعد صرف لاہور میں اشاعت کے مراکز تھے۔ اسی لئے کافی مشکلات پیش آئیں۔ لیکن پھر کراچی اور آہستہ آہستہ دوسرے شہروں ملتان ،فیصل آباد اور راولپنڈی وغیرہ میں جرائد کی اشاعت شروع ہوگئی اور بہت سے عہد ساز جرائد جاری ہوئے۔

1۔"اردو" کراچی

سہ ماہی رسالہ " اردو" اورنگ آباد، کراچی سے جنوری 1921ء میں بابائے اردو مولوی عبدالحق نے جاری کیا تھا۔ اردو نے اظہار کا علمی انداز پیدا کیا، تحقیق میں طلب، صداقت اور تلاش حق کو اہمیت دی۔ مولوی عبدالحق نے 1948ء میں ہندوستان چھوڑا تو کراچی آتے ہی "اردو" رسالہ جولائی 1949ء میں دوبارہ شروع کر دیا۔ اس پرچے کی ادارت میں مولوی عبدالحق کے علاوہ شیخ محمد اکرم، ممتاز حسین، فضل کریم فضلی، ہاشمی فرید آبادی، عندلیب شادانی، سید عبداللہ اور قاضی احمد میاں اختر جونا گڑھی کے نام شامل ہیں۔ 1962ء میں "اردو" کی ادارت جمیل الدین عالی اور مشفق خواجہ کے سپرد ہوئی۔ 1962ء انجمن ترقی

اردو نے تنظیم نو کے بعد رسالہ "اردو" کو دوبارہ جاری کیا اور "بابائے اردو" نمبر شائع کیا۔ جنوری 1969ء میں ایک خصوصی شمارہ "بیادِ غالب" پیش کیا۔ رسالہ "اردو" اب بھی تحقیق ادب کی خدمت اعلیٰ پیمانے پر سرانجام دے رہا ہے۔لیکن اب یہ بے قاعدگی کا شکار ہے۔

2۔"ہمایوں"لاہور

میاں بشیر احمد نے جنوری 1922ء میں لاہور سے "ہمایوں" کا آغاز کیا۔آزادی کے بعد "ہمایوں" میں متعدد تبدیلیاں آئیں۔دسمبر 1948ء میں یوسف ظفر کی جگہ شیر محمد اختر نے لی۔دسمبر 1948ء میں مظہر انصاری نے معاون مدیر کی نشست سنبھالی۔اکتوبر 1952ء میں ناصر کاظمی معاون مدیر مقرر ہوئے۔اور" ہمایوں" کے آخری شمارے جنوری 1957ء تک منسلک ہے۔"ہمایوں' نے اسلام اور اردو زبان کے استحکام کو اہمیت دی۔افسانوں میں معاشرتی مسائل کو پیش کیا اور تخلیقی اصناف کو زیادہ اہمیت دی گئی۔

3۔"نیرنگ خیال"لاہور

ماہ نامہ "نیرنگ خیال" جولائی 1924ء میں منظر عام پر آیا تو اس کا مقصد دنیا کے ہر شعبہ خیال کو ادبی لباس پہنانا تھا۔اس کے مضامین میں پختگی اور متانت پائی جاتی ہے۔

آزادی کے بعد "نیرنگ خیال" کا دورِ عروج ختم ہو چکا تھا اور نئے رسائل معرض وجود میں آچکے تھے۔"نیرنگ خیال" کا پہلا دور جتنا دور تابناک تھا دوسرا دور اتنا ہی ضعیف اور مردہ تھا۔

"نیرنگ خیال" کا تیسرا دور سلطان رشک کی ادارت میں شروع ہوا اور تا حال جاری ہے۔ 1967ء میں جو تبدیلی معرض عمل میں لائی گئی تھی اس کے مطابق حکیم یوسف حسن "نیرنگ خیال" کے مدیر اعلیٰ اور سلطان رشک مدیر مقرر ہوئے۔ 1967ء کے سالنامہ پر محمد صدیق کا نام مدیر اعزازی کے طور پر درج ہے۔"نیرنگ خیال" نے 1967ء سے 1988ء تک ایک ضخیم "غزل نمبر" دو جلدوں میں" گولڈن جوبلی نمبر" چینی "افسانہ نمبر"،" خصوصی

پانچ سواں نمبر" کے علاوہ متعدد" خاص نمبر"، "اردو کانفرنس نمبر" اور" سالنامے" پیش کیے۔

4۔"اورینٹل کالج میگزین"لاہور

علوم شرقیہ کی تحقیق کا نامور جریدہ "اورینٹل کالج میگزین" فروری 1925ء کو لاہور سے جاری ہوا۔ پروفیسر محمد شفیع اس کے مدیر اول تھے۔ اغراض ومقاصد کے تحت لکھا گیا کہ اس پرچے کا مقصد طلباء میں تحقیق کا شوق پیدا کرنا اور مشرقی علوم کی تحریک اور تقویت بھی ہے۔ مارچ 1972ء میں کالج کے جشن صد سالہ تاسیس کے موقع پر ڈاکٹر عبادت بریلوی نے ایک خصوصی شمارہ مرتب کیا۔ 1982ء میں جامعہ پنجاب کا صد سالہ جشن منعقد ہوا تو "اورینٹل کالج میگزین" کا ایک شمارہ خاص ڈاکٹر وحید قریشی نے مرتب کیا۔

" اورینٹل کالج میگزین" بظاہر ایک کالج میگزین ہے لیکن اس طلبہ کی دستبرد سے ہمیشہ آزاد رکھا گیا ہے۔ اور اس کے قلمی معاونین میں یونیورسٹی کے نامور اساتذہ، محقق اور نقاد شامل رہے ہیں۔

5۔"ادبی دنیا" لاہور

1929ء میں مولانا تاجور نجیب آبادی نے "ادبی دنیا" کے عہد ساز دور کا آغاز ہوا۔ اس دور میں اردو کے جدید شاعر میراجی، صلاح الدین احمد کے شریک مدیر تھے۔ 1947ء کے فسادات میں مولانا صلاح الدین کا گھر اور کتب خانے کا جلا دیا گیا۔ اس واقعہ نے ان پر مثبت اثرات مرتب کیے اور انہوں نے "ادبی دنیا" کو نئے سرے سے شروع کیا اور اس طرح دسمبر 1948ء میں 16 ماہ کے تعطل کے بعد "ادبی دنیا" کے چوتھے دور کا آغاز ہوا۔ اور اس میں "مباحث امروز"، "آئینہ عالم"، "ادبیات خارجہ"، "دختر پارینہ"،" مکتوبات" جیسے عنوانات کا اضافہ کردیا۔ "ادبی دنیا" کے آخری دور کی ابتداء 1965ء میں مولانا صلاح الدین کے "یادگار نمبر" سے ہوئی۔ اس پرچے کے مدیر مولانا حامد علی خان تھے۔

پاکستانی تعلیمی اداروں کے اہم تحقیقی اور ادبی مجلّات

مختلف تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں میں طلباء کی ذہنی اور جسمانی تربیت کے ساتھ ساتھ ادبی ذوق کی طرف بھی توجہ دی جاتی ہے۔اس سلسلے میں تعلیمی اداروں میں رسائل کی اشاعت کا آغاز کیا گیا جو طلبا اور اساتذہ کے علمی اور ادبی ذوق وشوق کا آئینہ دار ہوتے ہیں۔ان میں چند مشہور جرائد درج ذیل ہیں۔

1۔"راوی" لاہور

"راوی" گورنمنٹ کالج لاہور کا ادبی مجلّہ "راوی" کا پہلا شمارہ 1960ء میں شائع ہوا۔پہلی دفعہ اکتوبر 1911ء میں دو اوراق اردو زبان میں شائع ہوئے۔لیکن 1916ء تک مدیر کا نام اردو میں درج نہیں ہوا۔اکتوبر 1919ء میں پرچے کی ادارت احمد شاہ بخاری (پطرس) نے سر انجام دی۔آزادی کے بعد "راوی" کو خاص نمبروں کی صورت دینے کا رجحان پیدا ہوا۔اپریل 1969ء کو پروفیسر محمد منور مرزا کی نگرانی میں "راوی" کا "غالب نمبر" شائع ہوا۔1981ء میں "پندرہویں صدی ہجری نمبر" اور 1983ء میں مشرف انصاری کی نگرانی میں مولانا محمد حسین آزاد نمبر شائع ہوا۔

2۔" کریسنٹ" لاہور

" کریسنٹ" اسلامیہ کالج لاہور کا مجلّہ ہے اور اس مجلّے کو قدامت اور علمی متانت کا اعزاز حاصل ہے۔آزادی کے بعد اس جملے نے " شبلی نمبر"، " حالی نمبر" اور " تاثیر نمبر" شائع کیے۔

3۔"اورینٹل کالج میگزین" لاہور

"اورینٹل کالج میگزین" علوم مشرقیہ کی تحقیق کا نامور جریدہ ہے۔جو فروری 1925ء سے شائع ہو رہا ہے، اور اب تک باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔یہ جریدہ پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج کا ترجمان ہے۔اور اس کے موجودہ مدیر اعلیٰ اورینٹل کالج کے پرنسپل

پروفیسر ڈاکٹر معین نظامی ہیں۔اس جریدے کا مقصد طلبہ میں شوق تحقیق پیدا کرنا ہے۔ یہ سہ ماہی جریدہ ہے۔اورینٹل کالج کا پرنسپل ہی میگزین کا مدیر بھی ہوتا ہے۔

4۔ "تحقیقی جریدہ"

جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ سے شائع ہوتا ہے۔ یہ تحقیقی وتنقیدی مجلّہ ہے جو سال میں دوبار شائع ہوتا ہے۔ " تحقیقی جریدہ "2017ء سے باقاعدگی سے شائع ہورہا ہے۔

5۔ "دریافت"

"دریافت" نیشنل یونیورسٹی آف لینگویجز اسلام آباد سے جاری ہوتا ہے۔ اس جریدے کے ایڈیٹر رشید امجد اور ڈاکٹر عزیز احمد خان ہیں۔ "دریافت" ادبی، تحقیقی اور تنقیدی مضامین کا مجموعہ ہے۔اور تسلسل سے جاری ہورہا ہے۔

6۔ "زبان وادب"

"زبان وادب" جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کا تحقیقی مجلّہ ہے۔ جو ہائیر ایجوکیشن کمیشن پاکستان سے منظور شدہ ہے۔اس مجلّے میں تحقیقی مضامین ماہرین کے تجزیے کے بعد شامل کیے جاتے ہیں۔ "زبان وادب" سال میں دوبار شائع ہوتا ہے۔

7۔ "اردو ریسرچ جرنل"

"اردو ریسرچ جرنل" بہاول پور زکریا یونیورسٹی ملتان کے زیر اہتمام شائع ہونے والا ایک تحقیقی مجلّہ ہے۔ یہ ششماہی مجلّہ ہے، اور اس کا آغاز 2001ء سے ہوا۔اردو کے علاوہ دیگر مضامین جیسے عربی، سرائیکی، اسلامیات اور انگریزی کے مضامین بھی اس میں شائع ہوتے ہیں۔

مندرجہ بالا اردو جرائد کا مختصر جائزہ لینے کے بعد میں نے اپنے مقالے کے لیے جن جرائد کا انتخاب کیا ان کے نام ادبی و تحقیقی ششماہی مجلّہ " تحصیل" اور سہ ماہی مجلّہ "ماخذ" ہیں۔ زیر بحث دونوں جرائد عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق علمی اور ادبی تحقیق کی ضروریات کو پورا کررہے ہیں۔ جو مستقبل کے طلبا اور محققین کے لیے معیاری اور تحقیقی مواد فراہم کرنے کا عمدہ

سرچشمہ ہیں۔ذیل میں "تحصیل"اور"ماخذ" کا ترتیب وار تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

تحقیق اور تحقیقی جرائد

تحقیق کا مطلب ہے مسائل کو حل کرنے کے لیے بہت احتیاط کے ساتھ سائنسی طریقوں کو استعمال کرتے ہوئے تجزیاتی مطالعہ کرنا جس سے مسئلے کا حل یا خود مسئلہ کھل کر سامنے آجائے تحقیق کسی بھی موضوع پر کی جا سکتی ہے۔تحقیق کا عمل دشوار گزار ہوتا ہے۔اس کے لیے محقق کو اپنے موضوع کے لحاظ سے محنت اور جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔مختلف کتب اور جرائد کی ورق گردانی کرنی پڑتی ہے اور یہ سب کچھ کرنے کے لیے محقق کو وقت درکار ہوتا ہے۔اور مواد کی تلاش میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ان مشکلات سے بچنے کے لیے علم اشاریہ وجود میں آیا۔ذیل میں دو جرائد ادبی و تحقیقی رسالہ "تحصیل"اور"ماخذ' کا توضیحی اشاریہ پیش کیا جا رہا ہے۔

ادبی و تحقیقی مجلّہ "تحصیل"

اردو کے معروف نقاد ادیب ڈاکٹر معین الدین عقیل کے زیر سرپرستی ادبی و تحقیقی مجلّہ "تحصیل" اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی سے جاری ہوتا ہے "تحصیل" میں ہائر ایجوکیشن کمیشن آف پاکستان میں بین الاقوامی معیار کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔"تحصیل" میں اردو زبان کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان کے معیاری تعلیمی مضامین بھی شائع ہوتے ہیں۔ "تحصیل" میں متعدد تحقیقی مضامین ،تراجم، نایاب اور محفوظ شدہ مخطوطات ، کتب و مضامین پر لکھے گئے تبصرے اہم شخصیات کی وفیات،سوانحی خاکے بھی شامل ہوتے ہیں۔

"تحصیل" اس لحاظ سے بھی نہایت اہم خصوصیات کا حامل ہے کہ اس میں نہ صرف پاکستان بلکہ بیرون ممالک سے بھی مایہ ناز دانشورانہ اور اساتذہ کے مقالات کو شامل کیا جاتا ہے۔"تحصیل" کا شمار عصر حاضر میں صحافتی ادب کے ان رسائل و جرائد میں ہوتا ہے جنہیں منفرد تحقیقی کام کی وجہ سے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔اس ادبی جریدے کی بدولت ایسے نامور شعرا ادبا اور محققین کی تحریریں منظر عام پر آئیں جو گوشہ گمنامی میں تھے۔"تحصیل" کی

ایک اور امتیازی خصوصیات ایسی نادر و نایاب دستاویزات سے متعارف کروانا ہے جو کہ خاص طور پر محققین اور طلباء کو بہت مشکل سے میسر آئی ہیں۔ تحصیل کے اب تک نو شمارے منظر عام پر آ چکے ہیں اور دسواں زیر طبع ہے۔

مجلس مشاورت

" تحصیل " کی مجلس مشاورت کے اراکین ، مدیران، اور ناشر و طابع کے اسمائے گرامی اس طرح سے ہیں۔اکرم چغتائی (لاہور)، انور معظم (بھارت)،تنویر واسطی (ترکی)،حسن بیگ (انگلستان)ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی (کراچی)، عارف نوشاہی (اسلام آباد)،عطا خورشید (بھارت)،منیر واسطی (کراچی)،نجیبہ عارف (اسلام آباد)،نگار ظہیر،سجاد ظہیر (کراچی)، وقار احمد زبیری (کراچی)،اظہر فاروق (بھارت)،سونا گا ایمی (جاپان)

مجلس ادارت

تحصیل کے مدیر اعلی جناب ڈاکٹر معین الدین عقیل ہیں جو کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ نائب مدیران میں جاوید احمد خورشید اور خالد امین کے نام درج ہیں۔

ناشر و طابع

ادبی و تحقیقی مجلّہ " تحصیل" کے ناشر ارشد بیگ ہیں اور تمام شمارے ادارہ معارف اسلامی کراچی سے شائع کیے جاتے ہیں۔

جولائی 2017ء سے یہ مجلّہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔اور اس کے معیار اور مقبولیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔تحصیل کی اشاعت کے ادوار کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔تحصیل (کراچی) ششماہی جلد:1 شمارہ:1، جولائی۔ دسمبر 2017ء

2۔تحصیل (کراچی) ششماہی جلد:1 شمارہ 2،جنوری- جون 2018ء

3۔تحصیل (کراچی) ششماہی جلد:1 شمارہ 3، جولائی۔ دسمبر 2018ء

4۔تحصیل (کراچی) ششماہی جلد:1 شمارہ:4،جنوری- جون 2019ء

5۔تحصیل(کراچی)ششماہی جلد:1 شمارہ5،جولائی۔ دسمبر 2019ء

6۔تحصیل(کراچی)ششماہی جلد:1 شمارہ:6،جنوری-جون2020ء

7۔تحصیل(کراچی)ششماہی جلد:1 شمارہ7،جولائی۔ دسمبر2020ء

8۔تحصیل(کراچی)ششماہی جلد:1 شمارہ:8،جنوری-جون2021ء

9۔تحصیل(کراچی)ششماہی جلد:1 شمارہ9،جولائی۔ دسمبر2021ء

ادبی و تحقیقی مجلّہ "ماخذ"

"ماخذ" ایک ادبی تحقیقی سہ ماہی مجلّہ ہے جو گوجرانوالہ سے شائع ہوتا ہے۔ ماخذ کا پہلا سہ ماہی شمارہ مارچ 2020ء کو منظر عام پر آیا۔اور اب تک باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔"ماخذ" ہائیر ایجوکیشن آف پاکستان سے منظور شدہ ہے۔"ماخذ "سماجی علوم کے تمام شعبوں میں اصلی اور معیاری تحقیق شائع کرتا ہے۔"ماخذ" تعلیمی اور علمی و تحقیقی جریدہ ہے جو اطلاقی اور نظریاتی مسائل کو اردو زبان کے ساتھ ساتھ فارسی،عربی اور دیگر علاقائی زبانوں میں بھی حل کرتا ہے۔"ماخذ" میں مقالہ جات اور مضامین دور حاضر سے شائع کئے جاتے ہیں۔ اقبالیات،علمی اور معلوماتی مقالہ جات،کتاب تبصرہ اور نامور شخصیات کی سوانح نگاری خاص موضوعات ہیں۔مدیران کی کوشش ہے کہ ہر شمارے کے ذریعے وہ قیمتی اثاثہ جواب تک محققین قارئین کی نظروں سے اوجھل رہا ہے اسے "ماخذ" کے ذریعے سامنے لایا جائے۔

مجلس مشاورت

"ماخذ" کی مجلس مشاورت میں جو ممبران شامل ہے ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔"پروفیسر ڈاکٹر تحسین فاراقی "(لاہور)،"پروفیسر ڈاکٹر انوار احمد"(ملتان)،"پروفیسر ڈاکٹر تنظیم الفردوس "(کراچی)،"پروفیسر روبینہ شاہین"(پشاور)،"پروفیسر خواجہ محمد اکرام الدین"،(نئی دہلی)،"پروفیسر ڈاکٹر ابراہیم محمد ابراہیم"(مصر)،"پروفیسر ڈاکٹر خلیل طوقار" (ترکی)اور"پروفیسر سویامانے یاسر"(جاپان)وغیرہ۔

مجلس ادارت

"ماخذ" کے مدیراعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر رشید امجد اور نائب مدیر پروفیسر ڈاکٹر روبینہ شہناز کا نام درج ہے۔

"ماخذ" کی اشاعت کے ادوار درج ذیل ہیں۔

1۔ماخذ (گوجرانوالہ) سہ ماہی جلد:1 شمارہ 1،جنوری ۔مارچ2020ء

2۔ماخذ (گوجرانوالہ) سہ ماہی جلد:1 شمارہ 2،اپریل۔جون2020ء

3۔ماخذ (گوجرانوالہ) سہ ماہی جلد:1 شمارہ 3،جولائی۔ستمبر2020ء

4۔ماخذ (گوجرانوالہ) سہ ماہی جلد:1 شمارہ 4،اکتوبر۔دسمبر2020ء

5۔ماخذ (گوجرانوالہ) سہ ماہی جلد:2 شمارہ 5،جنوری ۔مارچ2021ء

6۔ماخذ (گوجرانوالہ) سہ ماہی جلد:2 شمارہ 6،اپریل۔جون2021ء

7۔ماخذ (گوجرانوالہ) سہ ماہی جلد:2 شمارہ 7،جولائی۔ستمبر2021ء

8۔ماخذ (گوجرانوالہ) سہ ماہی جلد:2 شمارہ 8،اکتوبر۔دسمبر2021ء

9۔ماخذ (گوجرانوالہ) سہ ماہی جلد:3 شمارہ 9،جنوری ۔مارچ2022ء

اشاریہ سازی کے بارے میں

اشاریہ سازی یا اشاریہ مرتب کرنا ایک ایسا فن ہے جس میں رسائد و جرائد، کتابی مواد کے اندراجات کی ترتیب کے لیے مختلف طریقہ ہائے کار واضح کیے جاتے ہیں۔اشاریہ سازی کے بغیر کسی بھی قسم کی تحقیق کو مؤثر طور پر انجام تک پہنچانے کا تصور نہیں کیا جاتا۔اشاریہ سازی کو انگریزی میں "Indexing" کہتے ہیں۔

اشاریہ سازی لائبریری سائنس کا ایک اہم علم ہے۔جو آج کے دور کے محققین کے لئے بہت آسانی فراہم کرتا ہے۔کوئی بھی طالب علم یا محقق جب اپنے موضوع پر کام کرتا ہے تو سب سے پہلے وہ ان پر بنے ہوئے اشاریے دیکھتا ہے۔یہ وہ چابیاں ہیں۔جو تحقیق کا دروازہ کھولتی ہیں۔محقق کو مطلوبہ مواد تک آسان رسائی حاصل ہو جاتی ہے۔اور متعلقہ معلومات و موضوعات آسانی سے منظّم انداز میں مل جاتے ہیں۔اشاریہ سے محقق، لائبریری سٹاف اور قارئین کا وقت بچتا ہے۔اردو میں اشاریہ سازی کا کام بہت دیر سے شروع ہوا جبکہ یورپی

ممالک اور زبانوں میں اشاریہ سازی پر توجہ بہت قبل سے دی جا رہی ہے کیونکہ دانشور اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ کسی زبان کا علمی و تحقیقی کام اس وقت تک مستند نہیں ہوسکتا جب تک اس زبان میں اشاریہ کی کتاب موجود نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں اشاریہ اور اشاریہ سازی پر بہت ساری کتابیں موجود ہیں۔

اردو میں سب سے پہلے اشاریہ سازی کی طرف کس نے توجہ دی یہ کہنا ذرا مشکل ہے، اگر چہ اردو میں اشاریہ سازی کی عمر زیادہ نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی اب تک اس پر مستقل کام نہیں ہوا ہے۔ پاکستان میں " نیشنل بک سنٹر "اور "مقتدرہ قومی زبان" نے اشاریہ سازی پر کافی کام کیا ہے۔ ان اداروں نے اردو ادب، تاریخ، اسلامیات، سائنس اور انجنیئر نگ کے مختلف موضوعات کے الگ الگ اشاریے تیار کیے ہیں۔

اشاریہ کسی بھی ماخذ میں موجود اہم موضوعات ، اشخاص اور دیگر اہم چیزوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ جس کی بناء پر محقق یا قاری کو متن یا ماخذ کی مکمل ورق گردانی نہیں کرنا پڑتی بلکہ وہ کم سے کم وقت میں اشاریہ کی مدد سے اپنے مطلوبہ موضوع تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

اشاریہ کی مدد سے کسی بھی ادیب یا شاعر کے بارے میں بہت قلیل وقت میں بہت زیادہ اور بہترین معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں، اس کے علاوہ تحقیق کے لیے مطلوبہ مواد، ادبا و شعرا کی تخلیقات اور سوانح کے علاوہ نادر و نایاب تصاویر، عکس ہائے تحریر، ادبی کارنامے، کتابوں کے نام، معلومات کی فہرست غرض ہر طرح کی ضروری معلومات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

جب محقق کے سامنے کتب اور رسائل کے اشاریے موجود ہوتے ہیں تو وہ اپنا تحقیقی کام مؤثر طریقے سے انجام تک پہنچانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

الغرض اشاریہ سازی کی مدد سے کتاب میں مذکور اشخاص اور معلومات کو بآسانی تلاش کیا جاسکتا ہے۔ محققین اور خاص طور پر طلبا کو پوری فائلوں کو کھنگالنے کی بجائے آسانی سے اپنے موضوع تک رسائی حاصل ہو سکے کیونکہ ایک تحقیقی مقالہ کو مکمل کرنے کے لیے وقت کی کمی ہوتی ہے۔ محدود وقت میں کام مکمل کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح اشاریہ سے محقق کو اپنا کام بروقت مکمل کرنے کی سہولت حاصل ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆

تحقیقی وادبی مجلّہ "تحصیل"

شمارہ۔1 (جلداول)

جولائی۔دسمبر 2017ء

مقالہ نمبر	1		صفحہ نمبر	3 تا54
مقالہ نگار:	سلطانہ بخش			

عنوان مقالہ:	بھگونت رائے،راحت کاکوروی نایاب مثنویاں

توضیحاتِ مقالہ:

زیرنظر مقالہ میں اردو مثنوی کے آغاز وارتقاء کی تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔بھگونت رائے راحت کاکوروی کی نایاب مثنویوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔راحت سے پہلے مثنوی کا تاریخی لحاظ سے جائزہ لیا گیا ہے۔راحت کی ترجمہ شدہ اوراخذ شدہ مثنویاں ان کے پلاٹوں کے ساتھ ان کی اشاعتوں کی تفصیلات کا ذکر کیا گیا ہے۔"راحت" نے فارسی مثنوی کے نہ صرف اردو تراجم کیے بلکہ ان کو اردو میں نظم میں تبدیل کرکے اس روایت کو برقرار رکھا۔

مقالہ نمبر	2		صفحہ نمبر	55 تا66
مقالہ نگار:	ظفر احمد صدیقی			

عنوان مقالہ:	صنفِ قصیدہ،شعریات،تہذیب اورتاریخ

توضیحاتِ مقالہ:

اردو، فارسی اورعربی کلاسیکی صنف قصیدہ کی اہمیت کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔قصیدہ نگاری کی تاریخ اورتہذیبی روایات عربی، فارسی اوراردو قصیدہ نگاری کا مقام ومرتبہ

اور قصیدہ گو شعرا کا ذکر کیا گیا ہے۔

مضمون میں ایک تفصیلی عنوان محمد بن بدر جاجر کی بیاض "مونس الاحرار فی دقائق الاشعار" جس میں انہوں نے 14 ابواب میں 187 اشعار کے قصائد جمع کیے اور ان کو عنوانات کے اور اپنے تاثرات کی خوبصورتی کے ساتھ تقسیم کیا ہے۔

مقالہ نمبر	3		صفحہ نمبر	67 تا 82
مقالہ نگار:	افضل حق قریشی			

عنوان مقالہ:	نوادر عبدالرحمٰن بجنوری، سربیا اور بلغاریہ میں اسلام کی صورت حال

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون عبدالرحمٰن بجنوری کے دو نایاب مضامین سربیا اور بلغاریہ میں اسلام کی صورتحال کو واضح کرتا ہے مضمون نگار کا دعویٰ ہے کہ یہ دونوں مضامین جن کی ترمیم مولانا محمد علی جوہر نے بالترتیب 11 جون 1913ء اور 22 جون 1913ء میں کی۔ یہ دونوں مضامین "باقیات بجنوری" اور "یادگار بجنوری" میں شامل نہیں۔ مضمون میں سربیا اور بلغاریہ کے مسلمانوں کے تفصیلی حالات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	4		صفحہ نمبر	83 تا 98
مقالہ نگار:	حمزہ فاروقی			

عنوان مقالہ:	غلام رسول مہر اور صبحِ آزادی

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مقالے میں جنوبی ایشیا کے اس ہنگامہ خیز اور کشیدہ صورتحال کے بارے میں ہے جب تقسیم ہندو پاک کے عمل میں ظلم نا انصافی اور جبر سے کام لیا گیا۔

جون کی تقسیم کے منصوبے کے بند ہونے والے دیگر دو عوامل کے خلاف تھے بدقسمتی

سے یہ شق فیصلہ کن طور پر پاکستان کے خلاف گئی اور ان کو جو خدشات تھے کہ مسلم اکثریت والے علاقے نقصان میں جائیں گے وہ سچ ثابت ہوئے۔

مقالہ نمبر	5		صفحہ نمبر	99 تا 114
مقالہ نگار:	نسیم فاطمہ			

عنوان مقالہ:	شیخ المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری: علم پروری، کتاب دوستی اور کتب خانہ داری

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون میں جمیل احمد شرقپوری کی شخصیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جمیل احمد ایک ہمہ جہت شخصیت تھے۔ انسان پرور اور فہم و تدبر ان کا خاصہ تھا۔ جمیل احمد نے برصغیر پاک و ہند میں دین اسلام کی تبلیغ و ترویج سے مشرق و مغرب میں دین اسلام کو پھیلایا۔ جمیل احمد کا تعلق سلسلہ نقشبندیہ سے تھا۔ تصوف ان کی زندگی کا نمایاں پہلو تھا۔ سب سے زیادہ تصوف پر 1445 کتب جمع تھیں۔ جمیل احمد نے انتقال سے پہلے اپنی تمام کتب پنجاب یونیورسٹی لاہور کو عطیہ کر دیں۔

مقالہ نمبر	6		صفحہ نمبر	115 تا 134
مقالہ نگار:	جمیل احمد رضوی سید			

عنوان مقالہ:	اٹھارویں اور انیسویں صدی کا پنجاب سلسلہ چشتیہ کی تجدید و ارتقا اور لنگر کی روایت

توضیحاتِ مقالہ:

ڈاکٹر ساجدہ سلطان علوی جو کہ علوی انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز میگل یونیورسٹی مونٹریال, کینیڈا میں ہند اسلامی تاریخ کی پروفیسر ایمریٹس ہیں۔ انہوں نے بہت سی

ریسرچ پر مبنی مضامین لکھے 2004ء میں ساجدہ علوی نے اٹھارویں اور انیسویں صدی کے دوران چشتی صوفی ازم کی ترقی پر ایک تحقیقی پراجیکٹ شروع کیا یہ منصوبہ 2003ء تا 2014ء تک پایہ تکمیل تک پہنچا۔ اس منصوبے میں خواجہ نور محمد معاروی اور ان کے چار بڑے خلفا کا ذکر کیا گیا۔ قاضی محمد عاقل، خواجہ محمد سلیمان تونسوی، خواجہ محمد معاروی، خواجہ فخر الدین دہلوی کے ہونہار شاگرد تھے۔ زیر نظر مضمون میں لنگر یعنی مفت باورچی خانے کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ لنگر سے فلاح معاشرہ کا تصور اور اہمیت واضح کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	7		صفحہ نمبر	135 تا 140
مقالہ نگار:	عارف نوشاہی			

عنوان مقالہ:	ریاض الاسلام عہد وسطیٰ کی ہند اسلامی اور ہند ایرانی تاریخ کے ایک مورخ

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون نگار ریاض الاسلام جو کہ قرون وسطیٰ کی ہند اسلامی اور ہند ایرانی تاریخ کے حوالے سے ایک اعلیٰ تاریخ دان تھے ان کے ساتھ اپنی یادیں اور مختصر سوانح عمری اور ان کی تصنیفات کا ذکر گیا ہے۔ زیر نظر مضمون میں ریاض الاسلام کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصنیفات کا ذکر کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	8		صفحہ نمبر	141 تا 158
مقالہ نگار:	رفیع الدین ہاشمی			

عنوان مقالہ:	چند نادر اقبال نمبر

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مقالہ علامہ محمد اقبال کے تین نایاب اقبال نمبروں پر روشنی ڈالتا ہے۔ اقبال

ایک عظیم شاعر اور فلاسفر تھے۔ان کے یہ تینوں اقبال نمبر علامہ اقبال کی زندگی میں ہی مرتب ہوئے۔ان اقبال نمبروں میں پہلا معروف ادبی رسالہ "نیرنگ خیال" دوسرا اقبال نمبر "نور التعلیم "اور تیسرا اقبال نمبر "اختر لاہور" شامل ہیں۔

مضمون نگار نے اقبال نمبروں کی تحقیق میں پی ایچ ڈی کی طالبہ یاسمین کوثر کی باریک بینی سے کی گئی تحقیق کو سراہا ہے۔مضمون میں مواد کے علاوہ اقبال نمبر کی دوسری معلومات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے مثال کے طور پر نمبروں کے ایڈیٹوریل میں مطلوبہ الفاظ کیا ہیں اور اعداد کے اداریہ میں کیا بات کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	9		صفحہ نمبر	159 تا 164
مقالہ نگار:	سہیل عمر			

عنوان مقالہ:	نغمہ جبریل آشوب ایک استفسار

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِ نظر مضمون میں علامہ اقبال کی بال جبریل کی غزل کے آخری شعر پر تبصرہ کیا گیا ہے اور اس شعر کو سمجھنے کے لئے بہت سے دوسرے تبصروں سے مدد لی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	10		صفحہ نمبر	165 تا 178
مقالہ نگار:	نگار سید سجاد ظہیر			

عنوان مقالہ:	علامہ اقبال کے تصورِ تاریخ کے تشکیلی عناصر

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون میں علامہ اقبال کے تصور تاریخ کو تشکیل دینے والے عناصر کی وضاحت کی گئی ہے۔مضمون نگار نے علامہ اقبال کی تحریروں سے متعلقہ حوالہ دیتے ہوئے تاریخ کے بارے میں اقبال کے تصور کو واضح کیا۔اقبال نے اپنی شاعری اور افکار سے تاریخ کی روشن

مثالوں کے ذریعے ان کو مستقبل کے لیے تیار کیا جس کے لیے انہوں نے قرآن مسلمان مفکرین اور اہل مغرب کی تاریخ سے استفادہ حاصل کرنے کی ترغیب دی۔

مقالہ نمبر	11		صفحہ نمبر	179 تا 201
مقالہ نگار:	ارشد محمود ناشاد			

عنوان مقالہ:	اقبال کے چند فارسی اشعار وقطعات، غیر مطبوعہ شرح از صوفی تبسم

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِ نظر مقالے میں صوفی غلام مصطفیٰ تبسم جو کہ بیسویں صدی کے سب سے منفرد اور نامور مصنفین میں سے ایک ہیں۔صوفی تبسم نے اپنی علمی ادبی اور تخلیقی استعداد کو مختلف علمی و ادبی میدانوں میں استعمال کیا ہے۔

اقبال کے افکار کو نوجوانوں سے متعارف کروانے کے لیے غلام مصطفیٰ تبسم نے ریڈیو پاکستان میں پروگرام کا ایک سلسلہ شروع کیا۔اس پروگرام میں اقبال کے اردو اور فارسی کے مشکل اشعار کی تشریح کر کے ان کو عام فہم بنایا گیا۔پروگرام کا نام " اقبال کی شاعری" تھا ۔اس سلسلہ وار پروگرام میں فارسی کے 100 اور اردو کے 100 اشعار کو کتابی شکل میں شائع کیا جو فارسی کے غیر مطبوعہ اشعار ہیں۔ان پر بھی مضمون نگار نے روشنی ڈالی ہے۔

مقالہ نمبر	12		صفحہ نمبر	202 تا 216
مقالہ نگار:	مسعود حسین سید			

عنوان مقالہ:	امتیاز علی عرشی کے تحقیقی وتنقیدی کام ایک اشاریہ

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِ نظر مقالہ میں امتیاز علی خان عرشی جو کہ بیسویں صدی کے محققین میں اپنی تحقیق و تدوین کے لئے اپنے شاندار کارناموں کی وجہ سے نہ صرف مشہور تھے بلکہ قابل تقلید بھی تھے کی

کتابوں اور مضامین کا اشاریہ مرتب کیا گیا ہے۔امتیاز علی عرشی نے رضا لائبریری رام پور ہندوستان کے اردو اور عربی مخطوطات کو خود ترتیب دیا اور اپنی قابلیت پر حکومت ہند کی طرف سے سٹیفکیٹ آف آنر اور ساہیتہ ایوارڈ بھی حاصل کیا۔

عرشی کو ماہر غالبیات بھی کہا جاتا ہے عرشی کی اس عقیدت اور محبت کی وجہ سے "مکاتیب غالب" اور "دیوان غالب" منظر عام پر آئیں۔مضمون میں عرشی کے مقالات، مضامین، کتب، اور ان پر لکھی گئی کتاب کا اشاریہ اور اس کی تفصیلات درج ہیں اور مطالعہ کے ان شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔جس کے لیے اسی کو بے پناہ شہرت ملی۔غالب مطالعہ: سوانحی مطالعہ، لسانیات، درسیات عربی ادب، تفسیر، تاریخ اور اشاریہ سازی شامل ہے۔اشاریے میں عرشی کے اعزاز میں مرتب کی کتب کی تفصیل درج ہے اشاریے میں عرشی مضامین کو کلیدی الفاظ میں تقسیم کر کے درج کیا گیا ہے۔اردو اور عربی کی تفصیلی فہرست، مخطوطات، غالب اسٹڈیز، عرشی پر لکھی گئی کتب اور تجزیہ کر کے لکھے گئے مضامین کی فہرست تاریخ اور سوانحی نوٹس درج ہیں۔

مقالہ نمبر	13		صفحہ نمبر	217 تا 246
مقالہ نگار:	خالد ندیم			

عنوان مقالہ:	اشاریہ منظوماتِ اقبال

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِ نظر اشاریہ اس لیے اہمیت رکھتا ہے کہ اس میں منظومات اقبال کی جملہ منظومات درج کرنے سے اس مشکل کو دور کیا گیا جو کسی نظم کو تلاش کرنے میں پیش آتی تھی کیونکہ نظم پر یہ پہلا اشاریہ ہے جو کہ مضمون نگار نے علامہ اقبال کی نظموں پر مرتب کیا۔نظموں کے ذیلی عنوانات کا بھی نظم کے عنوان کے ساتھ بریکٹ میں ذکر کیا گیا ہے۔اور ایک ہی عنوان والی نظموں کے ساتھ ابتدائی سطروں کا ذکر کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	14		صفحہ نمبر	245 تا 258
مقالہ نگار:	عطا خورشید			

عنوان مقالہ:	مولانا آزاد لائبریری میں عہدِ کتب شاہی کے مخطوطات

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون میں مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ بھارت میں موجود کچھ نادر مخطوطات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مقالہ نگار نے لائبریری میں موجود نوادرات کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ یہ شاہی نوادرات قطب شاہی دور کے ہیں۔ وہ کتابیں جو پہلے شاہی کتب خانے میں تھیں پھر ان کو مولانا آزاد لائبریری میں منتقل کر دیا گیا۔ وہ نسخے یا کتب جو قطب شاہی بادشاہوں کے لیے یا ان کے کہنے پر لکھی گئیں اور وہ اب مولانا آزاد لائبریری میں موجود ہیں۔

"""مثنوی گوئی وچوگان"_" مجمع البحرین"، دیوان شمس الدین طبسی"، "نسب نامہ قطب شاہی"، " تفسیر جلالین"، ترقیمہ عبارت"، رسالہ سیدیہ"، اور" مثنوی قضا وقدر"، مضمون نگار کے مطابق شاہی دور کے بارے میں اس وقت تک کوئی تحقیقی کام نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ مولانا آزاد لائبریری میں موجود کتب سے استفادہ حاصل نہ کریں۔

مقالہ نمبر	15		صفحہ نمبر	259 تا 288
مقالہ نگار:	ذبیح اللہ صفا		سید حسن عباس	

عنوان مقالہ:	ایران کی سماجی علمی، ادبی صورتِ حال۔ عربوں کے حملے سے تیسری صدی ہجری کے آخر تک

توضیحاتِ مقالہ:

مقالہ نگار نے عربوں کے ایران پر حملے سے لے کر تیسری صدی ہجری تک ایران

کے سیاسی ،سماجی ،علمی اور ادبی ماحول کو سمجھنے کے لئے تاریخی جائزہ لیا ہے۔مضمون میں کئی سماجی ،سیاسی اور عسکری تحریکوں پر بھی بحث کی گئی ہے۔

مقالے میں "موالی" قبیلے کا بھی ذکر ہے جو عرب کی سرزمین پر موجود تھا۔شعوبیہ تحریک کا بھی کردار اس حوالے سے ہے کہ ایرانیوں کو اقتدار میں لانے میں کردار ادا کیا۔شعوبیہ تحریک عرب کو تنقیدی نگاہ سے دیکھتی تھی ان کے غرور و تکبر کی وجہ سے ان کے خلاف تھی۔

مقالہ نمبر	16		صفحہ نمبر	289 تا 304
مقالہ نگار:	مرکنڈے کٹجو		نیاز سواتی	

عنوان مقالہ:	بھارت میں اردو کا المیہ

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مقالہ میں ہندوستان میں اردو کے بارے میں پائے جانے والے شکوک و شبہات اور غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے۔ یہ مضمون برطانوی نو آبادیات کو اس غلط نظریے کی وجہ سمجھتا ہے۔ جو اس خطے کو تقسیم کرنا اور اس پر حکومت کرنا چاہتے تھے۔مختصر یہ کہ منصف نے نصیحت کی کہ اردو مصنفوں کو صرف سادہ زبان استعمال نہیں کرنی چاہئے بلکہ سنسکرت کا بھی استعمال کرنا چاہئے پھر ہی اردو کو بھارت میں محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

مقالہ نمبر	17		صفحہ نمبر	305 تا 324
مقالہ نگار:	مرزا خان			

عنوان مقالہ:	گوشۂ نوادر ''تحفۃ الہند'' اردو زبان کی اولیں لغت

توضیحاتِ مقالہ:

گوشہ ءنوادر" میں مضمون نگار نے اس مضمون "تحفۃ الہند" جو اردو زبان کی اولین

لغت کہلائی جاتی ہے کے آغاز ارتقا کے بارے میں بحث کی ہے اور مرزا خان کی یہ تصنیف ہندوستان کی تہذیب وثقافت کے مختلف موضوعات کا احاطہ کرتی ہے۔اردو زبان کے ابتدائی ناموں "برج بھاشا"، "کھڑی بولی" کو شامل کیا ہے۔

"تحفۃ الہند" کے بارے میں محققین اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ یہ ایک قدیم اور سب سے اولین اردو زبان کی لغت ہے جس میں بہت سے فارسی کے معنی بھی شامل کر دیے ہیں اور یہی نہیں بلکہ دیوناگری رسم الخط میں بھی تحریر کر دیا گیا ہے۔اس کتاب کی تصنیف میں سات ابواب علم عروض، بیان و بدیع، موسیقی، علم مباشرت، علم قافیہ کے متعلق تفصیل سے وضاحت کی گئی ہے۔اردو دنیا میں تحفۃ الہند کو متعارف کروانے میں سب سے پہلے مسعود بن رضوی نے کام کیا اور فارسی سے قواعد کو اردو میں ترجمہ بھی کیا۔مضمون میں لغت کے چند ابتدائی اوراق کا عکس پیش کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	18		صفحہ نمبر	325 تا 327
مقالہ نگار:	جاوید احمد خورشید			

عنوان مقالہ:	وفیات، سرسوتی دتلا

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مقالہ میں جنوبی ایشیا سے تعلق رکھنے والے محققین جانتے ہوں گے کہ کویتا دتلا ایک نوعمر کے طور پر سامنے آئیں۔کویتا دتلا نے زبان، تعلیم، مذہب کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا۔ کویتا دتلا نے بہت مختصر عمر پائی۔کویتا دتلا نے ریاستوں کی خودمختاری اور نوآبادیاتی نظام پر تحقیق کی۔اس سلسلے میں ان کے اس کام کی اشاعت لا اینڈ ہسٹری ریویو کے مئی کے شمارے میں شامل ہے۔کویتا دتلا کے تحقیقی موضوعات میں سیاست، سماج اور جدید جنوبی ایشیا کی ثقافتی تاریخ ہے۔

کویتا دتلا ایک نوعمر محقق جس کے بیچ پر اتنے کم عرصے میں قابل ذکر اور قابل تقلید تحقیقی کام نظر آتا ہے۔ان کے خاص موضوعات جدید جنوبی ایشیا، سرکار برطانیہ، مذہب،

سیاست، تصور قومیت، بحر ہند اور مطالعات منفی امتیاز ہیں۔

مقالہ نمبر	19		صفحہ نمبر	328 تا 331
مقالہ نگار:	جاوید احمد خورشید			

عنوان مقالہ:	پاکستان میں جماعت اسلامی کا حلقہ خواتین، حامیان نو جدیدیت

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون میں امینہ جمال نے اس کتاب کو جو ان کے پوسٹ گریجویٹ ڈاکٹریٹ کے لئے تحریر کردہ مقالے پر مبنی ہے میں سات ابواب ہیں اس میں "ضمیمہ"، "فرہنگ"، "الفاظ معنی"، "کتابیات" اور موضوع وار فہرست شامل ہے۔

مصنفہ کے مطابق اسلامی جماعت کا تصور جنوبی ایشیا میں روایتی تصور اسلام کے لیے مشکلات پیدا کرتا ہے ان کی کتاب کا مقصد خواتین کا اسلام کے منصوبوں میں شامل کرنا ہے۔

مقالہ نمبر	20		صفحہ نمبر	1 تا 16
مقالہ نگار:	ایم اکرام چغتائی			

عنوان مقالہ:	Wahadat al wajood and Wahadat al shahood: so me observation with special reference to Punjabi poetry

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مقالہ میں ابن العربی دنیائے اسلام کے ممتاز صوفی، عارف اور محقق ہیں۔ تصوف میں آپ کو شیخ اکبر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کہ بارے میں تصورات اور فکر کو واضح کیا گیا ہے

وجودیہ" اور" شہودیہ" کے کٹر پیروکاروں کے متضاد نظریات کے علاوہ ان کے

درمیان مصالحت کا راستہ تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔جیسا کہ ہندوستان کی ایک انقلابی مفکر اور ماہر الہیات شاہ ولی اللہ نے اشارہ کیا کہ ہم تشبیہ اور استعارہ کو ایک طرف چھوڑ دیں۔تصوف کے ان دو مکاتب فکر میں ہندوستانی دانشوروں کے بہت سے نامور نمائندوں خصوصا برصغیر کے صوفیشعرا کو بہت متاثر کیا" میر درد"، "ابن العربی" اور" احمد سرہندی" کی فکر سے متاثر ہونے والے پیروکار اور عظیم پنجابی صوفی شاعر "بلھے شاہ" جن کو پنجاب کا" رومی" بھی کہا جاتا ہے۔

مقالہ نمبر	21		صفحہ نمبر	17 تا 42
مقالہ نگار:	سید تنویر واسطی			

عنوان مقالہ:	Republican Turkish poets represtative poems with Turkish terts and their English translation

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں ترکی کی شاعری کے دونوں ادوار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔مضمون میں جمہوریہ ترکی کے پہلے پچاس سالوں کے دس بڑے شعرا کی چند نظمیں اصل اور انگریزی ترجمے کے ساتھ متعارف کروائی گئی ہیں۔سلطنت عثمانیہ کی جمالیاتی اور اسلوبیاتی ترقی چھ صدیوں کے دوران اپنے عروج پر پہنچی ہے۔اس کے بعد 1923ء میں سلطنت کی جگہ جمہوریہ ترکی نے لیلی، اور شاعرانہ میراث نے اظہار کے نئے ذرائع اور طریقوں کی تلاش کی۔

مقالہ نمبر	22		صفحہ نمبر	43 تا 58
مقالہ نگار:	انور معظم			

عنوان مقالہ:	Identification virus Identies: The Muslims religious identity syndrome

توضیحاتِ مقالہ:

زیر بحث مضمون میں ہندوستانی شناختوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔جن کی اپنی ایک الگ تاریخ ہے۔مضمون میں بنیادی طور پر سماجی ہندوستان کا منظر پیش کیا گیا ہے اور اس میں اردو شاعری کی کچھ مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں۔مضمون نگار نے میر تقی میر کی شاعری کو ثقافت کا بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔اس بات کی بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ گزشتہ 65 برسوں کے دوران ہندوستانی ثقافت سیاسی،انتخابی شناخت کی ثقافت میں تبدیل ہوگئی ہے۔مضمون ان اہم زمروں کے تحت کلسٹر شدہ شناختوں کی بھی وضاحت کرتا ہے جیسے جنس،ثقافت, زبان،نسل اور نظریہ۔مسلمانوں کی مذہبی شناخت اور ان کی ذیلی شناختوں کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	23		صفحہ نمبر	59تا64
مقالہ نگار:	حسن بیگ			

عنوان مقالہ:	Henry Beveridge and Annette Beveridge: late ninteenth century scholors of the early Mughal period

توضیحاتِ مقالہ:

انیسویں صدی کے آخر کے اسکالرز "ہنری بیورج" اور اینٹ بیورج" کے پیش کردہ مغل بادشاہ بابر سے جہانگیر تک کے مغل دور کے علمی کاموں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔مضمون میں نہ صرف علماء کی زندگیوں پر بلکہ علما کے کارناموں پر بھی بحث کی گئی ہے۔مضمون میں اس بات کو بھی واضح کیا گیا ہے کہ بعد کے علماء ان مصنفین کی تخلیقات کے مرہون منت ہیں۔

مقالہ نمبر	24		صفحہ نمبر	65تا100
مقالہ نگار:	حسن عمر			

عنوان مقالہ:	Religious Tolerance: some observaton in the context of islam west encounter

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِنظر مقالے میں مذہبی رواداری کے کثیر جہتی تصور کی چھان بین کرنا ہے۔جس میں اخلاقی, نفسیاتی،سماجی،قانونی،سیاسی اور مذہبی جہتیں شامل ہیں۔راوداری کی جہت کا تعلق یا اظہار اسلامی روایات کے اندر پایا جاتا ہے اور روشن خیالی کے بعد مغربی افکار میں کیسے داخل ہوا؟ سیکولر راوداری کے معاملے میں ایک مثبت اور کھلے ذہن کے رویے کا سامنا کرنا پڑے گا جو مذہبی حیثیت سے ایک دوسرے کے لیے راوداری کی نوعیت کی پالیسیوں اور قوانین کو تحریک دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔اسلامی روایات،اور عملی طور پر مذہبی راوداری اور اپنے عقیدے پر عمل کے درمیان تعلق سے متعلق بہت سے سوالات کے زبردست جوابات فراہم کرتی ہیں۔

مقالہ نمبر	25		صفحہ نمبر	101 تا 108
مقالہ نگار:	منیر واسطی سید			

عنوان مقالہ:	Shah Wali Ullah Al Fauz al Kabir fiusual al tafsir

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مضمون عظیم عالم شاہ ولی اللہ کے ذہین اور مربوط نقطہ نظر کو وضاحت سے پیش کرتا ہے اور اس بات کی بھی وضاحت کرتا ہے کہ مسلمانوں کو زندہ رہنے کے لیے قرآنی علوم کا مطالعہ کرنے کی فوری ضرورت ہے۔عصری تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے شاہ ولی اللہ کی توجہ قرآن اور اس کی تفسیری تفصیلات اور اس کے ترجمہ وتفسیر کی وضاحت کے اصولوں پر مرکوز ہے۔اس مشکل دور میں شاہ ولی اللہ قرآن کی اہمیت اور تفسیر کے ذریعے مسلمانوں کو مذہبی معدومیت سے بچانا چاہتے تھے

مقالہ نمبر	26		صفحہ نمبر	109 تا 118
مقالہ نگار:	سونا ایمی کو			

عنوان مقالہ:	Learn in Urdu write in the vernacular translating process of commentary of Holy Quraan in south Asia

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مقالہ پوری دنیا میں بالعموم اور جنوبی ایشیا میں بالخصوص قرآن کی ماخذ زبان عربی کے علاوہ قرآن کی تفسیر لکھنے کی مختلف نوعیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مضمون میں سات سوستر تفسیر کی کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ اردو کی زبان میں لکھی گئی اور یہ کتابیں 1986ء تک لکھی گئیں۔ مضمون میں اردو کتاب " تفہیم القرآن " کے مکمل اور جزوی تراجم کا بھی ذکر کیا گی جو کہ جنوبی ایشیا کی اب تک لکھی گئی سب سے اہم قرآن کی تفسیروں میں سے ایک ہے۔

مقالہ نمبر	27		صفحہ نمبر	119 تا 154
مقالہ نگار:	نجیب عارف			

عنوان مقالہ:	List of manuscripts relating to india and ceylon held in the national library of scotland

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مقالہ سکاٹ لینڈ کی نیشنل لائبریری میں موجود بھارت اور سیلون سے متعلق مخطوطات کے تراجم کی فہرست کے بارے میں ہے۔ نیشنل لائبریری آف سکاٹ لینڈ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ہر کتاب کو کاپی کرنے کا حق رکھتی ہے اس کے نتیجے میں ہر ہفتے پانچ ہزار

کتابیں اس لائبریری کو بھیجی جاتی ہیں۔ یہ اسکاٹ لینڈ کی سب سے بڑی لائبریری ہے۔ لائبریری میں تاریخی نقشے، دستاویزات، کاغذات اور خطوط کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ لائبریری میں ہندوستان اور سیلون دونوں ممالک کے متعلق مجموعے، مخطوطات، یاداشتیں اور دیگر اشیاء شامل ہے۔ محققین کی سہولت کے لیے مندرجہ بالا فہرست کی اسکین شدہ تصویر بھی دی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	28		صفحہ نمبر	155 تا 157
مقالہ نگار:	منیر واسطی سید			

عنوان مقالہ:	Book Review the conference of the birds

توضیحاتِ مقالہ:

کتاب پر تبصرہ : "پیر فرید الدین عطار "، پرندوں کی کانفرنس ، پینگوئن کتب، یو کے، سید منیر واسطی نے اس تبصرہ میں مشہور شاعر "فرید الدین عطار" جو کہ فارسی نظم کے مشہور شاعر کا افسانہ ہے۔ بنیادی طور پر ان پرندوں کی تمثیل ہے۔ جو مردوں کے لیے علامت ہیں۔ اپنے رب اور خالق کو تلاش کرتے ہیں۔ مردوں کی نمائندگی کرنے والے جانوروں کا تمثیلی استعمال اتنا ہی قدیم ہے جتنا قدیم یونانیوں کا "افکم دربندی" نے اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے "منطق الطیر "برصغیر میں کئی مرتبہ چھپ چکا ہے۔

اس کے روایتی تعارف سے اجتناب کیا ہے اور معلوماتی تعارف جو اسلام میں صوفی روایت کو واضح طور پر بیان کرتا ہے۔ اور تصور اسلام سے باہر نہیں ہے۔

مقالہ نمبر	29		صفحہ نمبر	158 تا 159
مقالہ نگار:	منیر واسطی سید			

عنوان مقالہ:	A tribute to professor Ali Mohsin Siddiqi

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِ نظر مضمون میں نگار نے پروفیسر علی محسن صدیقی کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔"پروفیسر علی محسن صدیقی" شعبہ ایم اے اسلامیات ،عربی اور فارسی جامعہ کراچی میں بحثیت فیکلٹی آف اسلامک اسٹیڈیز میں اسلامی علوم کے طویل عرصے تک استاد رہے اور بعد میں ڈین بھی رہے۔ریٹائرمنٹ کے بعد"پروفیسر محسن علی صدیقی"فیڈرل بی ایریا کراچی کے ایک چھوٹے سے گھر میں رہتے تھے۔انہوں نے ایک لائبریری بنائی جس میں ماخذ مواد جمع کیا کیونکہ وہ تحقیق کا ارادہ رکھتے تھے۔اپنے کیریئر کے دوران اپنی تنقیدی اپریٹس کے ساتھ " قصیدہ کعب " کا ترجمہ کیا تھا۔پروفیسر صدیقی نے بیس سے زائد اسلامی تاریخ کی کتابوں کی تصنیف، تدوین یا تراجم کیے۔اپنے شاگرد ڈاکٹر نگار سجاد سے کافی تعاون کیا۔پروفیسر صدیقی نے بڑی لگن سے اپنے تحقیقی منصوبوں کو آگے بڑھایا۔ناشتے کے بعد اپنی پڑھائی میں مصروف ہو جاتے۔اور رات گئے تک یہ سلسلہ چلتا۔مضمون نگار نے اپنے ساتھ شفقت کے لمحات کو یاد کیا ہے جو ان کے ساتھ پروفیسر صدیقی نے گزارے۔ اور ان کی تدفین اور جنازہ میں بھی شریک ہوئے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

تحقیقی و ادبی مجلّہ "تحصیل"

شمارہ۔2 جلد اول

جنوری۔جون 2018ء

صفحہ نمبر توضیحات مقالات مقالہ نگار عنوانات نمبر شمار

مقالہ نمبر	1		صفحہ نمبر	5تا30
مقالہ نگار:	رشید حسن خان			

عنوان مقالہ:	گنجینۂ معنی کا طلسم: رنگارنگ معنویت کی دریافت

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مقالہ میں غالب کی شاعری میں استعمال کیے گئے الفاظ کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔تا کہ واحد الفاظ،مرکب الفاظ اوران کے علاوہ بھی بہت سے ایسے الفاظ جو غالب نے اپنی شاعری میں استعمال کیے۔مضمون نگار نے غالب کے بیس کے قریب اشعار پر بحث کی ہے جو غالب کے مختلف معروف کاموں میں غلط نقل ہوئے ہیں۔املا اور ہجے کے بارے میں بھی دلچسپ معلومات ہیں جو پڑھنے اور حوالہ دینے کے قابل ہیں۔مقالہ نگار نے " قادر نامہ غالب" کا ذکر کیا ہے کہ اس کو لفظوں کی گنتی میں نہیں کیا گیا لیکن قادر نامہ کی دو غزلوں کو شمار کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	2		صفحہ نمبر	31تا50
مقالہ نگار:	عارف نوشاہی			

عنوان مقالہ:	علی رضا نقوی، پاکستان کے ایک لائق فارسی شناس اور فائق لغت نگار

توضیحاتِ مقالہ:

مقالہ نگار نے سید علی رضا نقوی کے بارے میں اپنی یادوں کو بیان کیا ہے جو کہ بعد میں علمی وظائف کے طور پر بھی سامنے آتی ہیں۔ مقالے میں سید علی رضا نقوی کی لغت نگاری اور فارسی زبان میں برصغیر میں تذکرہ نویسی پر ان کی باریک بینی سے کی گئی تحقیق کے حوالے سے متعلق حوالہ جات موجود ہیں۔ سید علی رضا نقوی کو پاکستان میں اسی لیے بھی اہمیت حاصل ہوئی کہ انہوں نے پاکستان میں مقیم غیر ملکی لوگوں کے لیے سبق آموز تحریریں تیار کیں۔ مقالہ نگار نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ جن کی کتاب کو ایران میں سال کی بہترین کتاب قرار دیا گیا ان کے متعلق پاکستان میں اکثر لوگ ناواقف ہیں اس میں میڈیا کا کردار بھی افسوسناک رہا جس نے لوگوں کو علی رضا نقوی سے بے خبر رکھا۔

مقالہ نمبر	3		صفحہ نمبر	51 تا 102
مقالہ نگار:	ابرار عبدالسلام			

عنوان مقالہ:	انیسویں صدی میں اردو تاریخ گوئی، تاریخی ناموں کی روایت کا فروغ

توضیحاتِ مقالہ:

انیسویں صدی عیسوی میں اردو تاریخ کے بارے میں مصنفین میں پائے جانے والے مختلف رجحانات کے بارے میں زیر بحث مقالہ میں اس پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسی طرح 217 کتابوں کے عنوانات اور ذاتی ناموں کے ساتھ اہم نوٹس کا ذکر کیا گیا ہے کتابوں کے عنوان اور ان کے پس منظر کے بارے میں مفید معلومات درج ہیں۔

مقالہ نمبر	4		صفحہ نمبر	103 تا 108
مقالہ نگار:	حسن بیگ			

عنوان مقالہ:	عبدالرحیم خان خاناں، ہندوتوا کا پرچار

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون میں عبدالرحیم خان خانان کی شاعری کے ساتھ جو سیاست کی گئی اس کی تفصیل پیش کی گئی ہے اور اس سلسلے میں جو وہ بھارت کی نئی پرانی حکومتوں کے رجحانات کو سامنے رکھ کر تجزیہ کرتا ہے کہ کس طرح عبدالرحیم خان خانان کے شاعرانہ کام کو بغیر کسی شہادت یا ثبوت کے اپنے نقطہ نظر کے تحت شائع کیا جاتا رہا۔ ہندوستانی گورنمنٹ نے حال ہی میں دہلی میں ایک کانفرنس منعقد کی جس میں انہوں نے اپنے نقطہ نظر اور سوچ کے مطابق پوسٹر کے ساتھ نمائش پیش کی اس میں اس بات کا ذکر کیا تھا کہ ان سے منسوب شاعرانہ کام کے بہت کم ثبوت ہیں۔ ایڈیٹرز اپنے خیالات کو شامل کر کے ان کے کام کو پیش کر رہے ہیں خاص طور پر ایک سوچ جس کا نام "ہندوتوا" ہے۔

مقالہ نمبر	5		صفحہ نمبر	109 تا 118
مقالہ نگار:	ایم خالد فیاض			

عنوان مقالہ:	گیان چند جین کی اشک شناسی اور ناول ''گرتی دیواریں''

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِ نظر مضمون ڈاکٹر گیان چند جین کی کتابوں کے مندرجات پر روشنی ڈالتا ہے اوپندر ناتھ اشک کے کاموں کو محفوظ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں اردو ادب کی مختلف اصناف جیسے ڈراموں، شاعری، مختصر کہانیوں اور ناولوں میں "اشک" کے تسلسل کو تسلیم کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	6		صفحہ نمبر	119 تا 158
مقالہ نگار:	ابوریحان البیرونی		عطش درانی	

عنوان مقالہ:	یاقوت

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِنظر مقالہ البیرونی کی کتاب The precious stones" "ایک معرکتہ الآرا تصنیف ہے۔جو طبعی کیمیا اور علم جواہر کے بارے میں ہے۔اس کا اردو ترجمہ عطش درانی نے کیا عربی متن کو ترمیم کر کے حیدر آباد دکن سے شائع کیا عربی متن کا انگریزی ترجمہ حکیم محمد سعید نے کیا۔اس مقالے میں کتاب کی فصل دوئم کے باب اول کو تاریخی ،ادبی اور تکنیکی لحاظ سے پیش کیا جارہا ہے جو کہ قیمتی اور نایاب جواہر یا قوت کے بارے میں معلومات اور حواشی پر مشتمل ہے۔

مقالہ نمبر	7		صفحہ نمبر	159 تا167
مقالہ نگار:	مجلس ادارت			

عنوان مقالہ:	پاکستان میں فہرست نویسی نسخہ ہائے خطی فارسی کا ایک اختصاص

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مقالہ ایک تبصرے پر مشتمل ہے اس میں فارسی کاموں کا غیر معمولی کیٹلاگ جس میں "فہرست ہائے نسخہ خطی پاکستان" کی چار جلدوں کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔اس میں پاکستان کے فارسی مخطوطات کے 335 مجموعوں کا احاطہ کیا گیا ہے اس کیٹلاگ کی بھاری مقداریں مختلف لائبریریوں، ذاتی ذخیروں اور عجائب گھروں میں محفوظ شدہ سات ہزار سے زیادہ مخطوطات کی تفصیلات فراہم کرتی ہیں یہ غیر معمولی کام ڈاکٹر عارف نوشاہی نے کیا۔کیٹلاگ کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ کیٹلاگ میں مخطوطہ کے متعلقہ معلومات کی وضاحت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی۔

مقالہ نمبر	8		صفحہ نمبر	108 تا175
مقالہ نگار:	عطا خورشید			

عنوان مقالہ:	جامعات میں تحقیق: کچھ تسامحات، کچھ استدراکات

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِنظر مضمون کا مقصد جامعات میں اردو تحقیق کے اہم کاموں کا تجزیہ کرنا ہے جس میں تشخیص کے معیارات، غیر منصوبہ بند موضوعات اور ان سب سے بڑھ کر دنیا بھر کی اکیاسی یونیورسٹیوں میں ہونے والی ادبی تحقیق کے تمام حاصل شدہ نتائج کے حوالے سے مختلف مسائل اٹھائے گئے ہیں مضمون میں اردو ادبی تحقیق کے پس پردہ اسباب پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	9		صفحہ نمبر	176 تا 185
مقالہ نگار:	محمد عاصم قریشی			

عنوان مقالہ:	انیسویں صدی کا ہندوستان: جدید موثر اسلامی تحریکات ایک عصری تناظر

توضیحاتِ مقالہ:

امریکہ میں مقیم ایک افغان مسلمان مصنف تمیم انصاری اپنے زمانے کے مسلم مصلحین عبدالوہاب، سر سید احمد خان، جمال الدین افغانی کو اپنی کتاب "Destiny Disrupted" میں مرکوز کیا ہے اس کام کا مقصد اندرونی اور بیرونی خطرات کے خلاف ان کی جدوجہد کو اجاگر کرنا ہے۔ مصنف نے مختصراً ان کے اسلامی منصوبوں کے کردار کی وضاحت کی ہے۔ جسے وہابی تحریک، علی گڑھ تحریک اور اسلامی جدیدیت کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اور جو اصطلاحات کیں ان سے متعلق کچھ چھوٹے مسائل پر بھی بحث کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	10		صفحہ نمبر	186 تا 198
مقالہ نگار:	مرزا خان			

عنوان مقالہ:	گوشہ نوادر تحفۃ الہند اردو زبان کی اولین لغت

توضیحاتِ مقالہ:

"تحفۃ الہند" کا اولین عکس قسط اول تحصیل کے شمارہ نمبر 1 جولائی دسمبر 2017ء

میں شامل کیا گیا تھا "تحفتہ الہند" کی دوسری قسط تحصیل کے دوسرے شمارے میں شامل ہے کیونکہ ابھی تک "تحفتہ الہند" کا مکمل متن شائع نہیں ہوا ہے۔لہذا اس کے مختلف اجزاء یا ابواب ہی شائع ہوئے ہیں اس شمارے میں بھی تو "تحفتہ الہند" کے کچھ صفحات کا عکس دیا گیا ہے۔"تحفتہ الہند" کئی موضوعات کا احاطہ کرتی ہے یہ چونکہ اردو زبان کی اولین لغت شمار ہوتی ہے اسی لئے اس کی اہمیت مسلمہ ہے۔اس لغت میں اردو زبان کے ابتدائی روپ مثلا کھڑی بولی، برج بھاشا، "ہندوستانی" وغیرہ کے علاوہ اس میں علم عروض، علم قافیہ، علم بیان و بدیع، علم موسیقی، علم مباشرت، علم قافیہ کے متعلق معلومات درج ہیں۔

1 تا 16	صفحہ نمبر		11	مقالہ نمبر
			انور معظم	مقالہ نگار:

Real cause of decline of Muslim culture suspension of Hikmah Atantive Analysis	عنوان مقالہ:

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِنظر مقالہ میں مسلم ثقافت کے زوال کا ایک تجزیہ پیش کیا گیا ہے کہ جب تک مسلم ثقافت حکمت اور قرآن کو لے کر چلتی رہی کامیاب رہی اس کی جڑیں مضبوطی سے پھیلتی رہیں لیکن جیسے ہی حکمت سے انحراف کیا مسلم اُمہ زوال پذیر ہونا شروع ہوئی اور نظر انداز ہونا شروع ہو گئے اور یہ مضمون مسلم ثقافتوں کے زوال کے عوامل پر بھی روشنی ڈالتا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں نے اسلام کو سمجھنے کے لئے حکمت قرآن کی بجائے منگول مذہبی طریقوں کو بنیادی جگہ دی کتاب اور حکمت کی بجائے دوسرے طریقوں کو اپنایا۔

17 تا 38	صفحہ نمبر		12	مقالہ نمبر
			محمد اکرام چغتائی	مقالہ نگار:

Dr Daud Rahbar First Pakistani Teacher in Turkey march 1954 to August 1959	عنوان مقالہ:

توضیحاتِ مقالہ:

زیر بحث مقالہ ترکی میں داؤد رہبر کی یاداشتوں کا احاطہ کرتا ہے، ڈاکٹر داؤد رہبر نے انقرہ، ترکی میں اپنے کیریئر کا آغاز کیا مضمون میں مختصر بتایا کیا گیا ہے کہ انہیں ترکی میں کیسے اور کس نے شمولیت کی سفارش کی تھی۔

مضمون میں اردو زبان و ادب کے بہت سے معروف ناموں جیسے مولوی عبدالحق، مولانا صلاالدین احمد، مشفق خواجہ، اعجاز حسین بٹالوی، ضیا محی الدین، سید صمد حسین رضوی اور آغا بابر کے خطوط کے ذریعے ان کے ترکی کے کے دور کی تفصیلات سامنے آئیں۔ جن کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	13		صفحہ نمبر	39تا70
مقالہ نگار:	محمد سہیل عمر			

عنوان مقالہ:	شہدا بالقسط Wilness for fair play repairing historical memory the case of Jerusalem

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون میں فرتھسٹ مسجد کے بارے میں تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔ اور اس امکان کو تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ مسجد کو دوبارہ کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟ مسلمانوں کی مذہبی اور جذباتی وابستگی مسجد سے تھی اور اس کو حاصل کرنا اعزاز سمجھتے تھے۔

مقالہ نمبر	14		صفحہ نمبر	71تا94
مقالہ نگار:	افتخار شیخ			

عنوان مقالہ:	English and Pakistani Culture Shiblee, Iqbal and Arnold or ambivalenc Revisited

توضیحاتِ مقالہ:

انگریزی کے ساتھ برصغیر کے مسلمانوں کے ثقافتی تعامل کی تاریخ کو تین مرحلوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے جو کہ ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں لیکن پھر بھی شناخت کے لحاظ سے الگ الگ ہیں۔ رویوں اور نقطہ نظر کے لحاظ سے بھی ہر ایک کی اپنی نمائندہ ثقافتی خصوصیات ہیں جن کا احاطہ کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	15		صفحہ نمبر	95تا116
مقالہ نگار:	James Freezer A millar			

عنوان مقالہ:	Cataloge of manuscripts in the persic, Arabic and Sunskerrit language

توضیحاتِ مقالہ:

جیمز فریزر نے شمارہ "تحصیل" میں فارسی، عربی اور سنسکرت زبانوں پر مشتمل مخطوطات کا ایک کیٹلاگ پیش کیا ہے۔ "تحصیل" نے یہاں پر اس نادر کیٹلاگ کی کاپی پیش کی ہے جو محقق اور طلبا کے لیے اور قارئین کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

☆☆☆☆☆☆☆

تحقیقی و ادبی مجلّہ "تحصیل"

شمارہ۔3 جلد اول

جولائی۔۔دسمبر 2018ء

مقالہ نمبر	1		صفحہ نمبر	5تا40
مقالہ نگار:	نجیبہ عارف			

عنوان مقالہ:	انیسویں صدی کے ریختی گوشعرا ایک نادر و غیر مطبوعہ ماخذ

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِ نظر مضمون میں ایک ایسی تصنیف کا تعارف کروایا گیا ہے جس کا کام یا عنوان اس سے پہلے منظر عام پر نہیں آیا اور مصنف کا نام عبدالغفور ناسخ ہے اور یہ کام ریختی شاعروں کا ہے۔ ریختی انیسویں صدی میں اردو شاعری کی ایک صنف ہے اور یہ ایک معروف ادبی لائبریری "انڈین انسٹی ٹیوٹ" میں محفوظ ہے یہ اپنی نوعیت کے نادر کاموں میں سے ایک ہے کیونکہ یہ شاعر اور معاشرے کے بارے میں بہت کچھ دکھاتا ہے۔ یہ کام بارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ جس میں شاعروں کی تفصیلات دکھائی گئی ہیں ان میں سے اکثر عاشور کے شاگرد ہیں۔ "ناسخ" کے متعلق ان کی تخلیقات کے مختصر احوال پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ تصنیف کے ساتویں باب پر روشنی ڈالتا ہے جس میں ناسخ نے اس دور کے سات معروف شاعروں کے مقالے بیان کئے ہیں۔

مقالہ نمبر	2		صفحہ نمبر	41تا58
مقالہ نگار:	عارف نوشاہی			

عنوان مقالہ:	مثنوی فخریۃ النظام کا نو دریافت مخطوطہ

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون کا مقصد غازی الدین خان کی مثنوی فخریۃً النظام پر مبنی پی ایچ ڈی کے مقالے کا تجزیہ کرنا ہے۔غازی الدین خواجہ فخرالدین چشتی دہلوی کے شاگرد تھے۔خان نے اپنے سرپرست کی زندگی کو بیان کرنے کے لیے دو کام کیے۔فخریۃً النظام ابھی تک غیر مطبوعہ ہے اور نثری تصنیف مناقب فخریہ 1884ء حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی ہے۔ریسرچ اسکالر عظمیٰ عزیز خان نے مثنوی کی تدوین کی۔اس نے اپنے تحقیقی کام کی بنیاد دو مخطوطات پر رکھی۔

مقالہ نمبر	3		صفحہ نمبر	59تا88
مقالہ نگار:	فیض الدین احمد			

عنوان مقالہ:	جلیانوالہ باغ کا سانحہ:محرکات وعوامل

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِنظر مضمون میں جلیانوالہ باغ کے قتل عام اور اردو شاعری میں اس دردناک منظر کی دلخراش منظرکشی کا مختصر بیان فراہم کیا گیا ہے۔جلیانوالہ باغ کا واقعہ 1919ء کو پیش آیا۔یہ ایک افسوس ناک واقعہ تھا۔اردو کے بہت سے نامور شعرا اس واقعے کو دیکھنے کے لئے زندہ تھے اور اپنے جذبات کا اظہار کیا کہ کس طرح اور کون اس کا ذمہ دار تھا واقعہ کے بارے میں اکبرالآبادی جو اردو شاعروں میں ایک بڑا نام رکھتے تھے نے اس واقعے کی مذمت کے لئے اشعار لکھے۔بہت سے معروف اور غیر معروف شعرا شامل ہیں۔جنہوں نے اس واقعہ پر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔

مقالہ نمبر	4		صفحہ نمبر	89تا104
مقالہ نگار:	محمد راشد شیخ			

عنوان مقالہ:	سورت کا ایک علمی خانوادہ

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مضمون "سورت" (گجرات کا اہم شہر) سے تعلق رکھنے والے مصنفین اوراسکالرز کی تعداد کے لحاظ سے کتابیں لکھنے اور مرتب کرنے کی ایک طویل روایت کی تصویر پیش کرتا ہے۔جس کے لیے مضمون نگار نے اردو فارسی اور انگریزی زبانوں کے مستند ماخذات کی تصدیق کی ہے اور رضی الدین احمد جسے "بخشومیاں" کا لقب دیا جاتا ہے، کا تحقیقی کام "حدیقہ احمدی" تھا علاقے کے فکری منظر نامے کی مختصر سوانح عمری کو پیش کرتا ہے۔جس میں بہت سے غیر معروف شاعروں اور ادیبوں کو زیر بحث لایا گیا ہے کیونکہ اس موضوع پر 444 کاموں سے استفادہ کرنے کے بعد یہ کتاب مرتب کی گئی ہے۔اس کے علاوہ یہ کام ڈاکٹر عبدالرحمان بارکر کے مجموعے میں محفوظ کیا گیا جو آئی ایس اے ٹی سی کوالمپور ملائیشیا میں محفوظ ہے۔

مقالہ نمبر	5		صفحہ نمبر	105 تا136
مقالہ نگار:	خالد امین			

عنوان مقالہ:	تحریک اتحاد اسلامی: معاصر وعلمی وادبی تحریکوں پر اثرات

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مقالہ میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ کس طرح "دارالعلوم" اور" ندوۃ العلما" نے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں میں اسلام ازم کی راہ ہموار کی اور مسلمانوں میں دنیا پر راج کرنے کی روح پھونکی۔سر سید نے اس منصوبے کی حمایت کے لیے بہت محنت کی اور اس کے ساتھ ہی وہ برطانوی حکومت کی بھی حمایت کررہے تھے۔مضمون میں اسلام ازم کے نظریات کی حمایت میں دارالعلوم کے کردار کا ذکر کیا گیا ہے دیو بند سے تعلق رکھنے والے بہت سے علمائے کرام نے عوام کو متحرک کرنے کے لیے بہت محنت کی اور بہت سا لٹریچر تیار کیا۔ ندوۃ العلماء ان تین اہم منصوبوں میں سے ایک ہے جو اسلام ازم کے جذبات کی حمایت کرتے ہیں

مقالہ نمبر	6		صفحہ نمبر	137 تا150
مقالہ نگار:	داؤد عثمانی			

عنوان مقالہ:	میر غلام بھیک نیرنگ کی ایک نادر تحریر: اردو زبان اور افسانہ نگاری

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون کا مقصد انگریزی تنقید کے اصولوں پر مبنی ترجمہ شدہ مختصر کہانی کا جائزہ لینا تھا۔ مضمون میں کہانی کے پلاٹ کو بیان کی گیا ہے۔ اور کچھ ایسے شعبوں کو دکھایا گیا ہے۔ جہاں مضمون نگار مصنف کے قائل تھے۔

مضمون میں ترجمہ کا تعارف میں نیرنگ کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سیاسی اور سماجی طور پر سرگرم تھا۔

اس مقالے میں میر غلام بھیک نیرنگ کے ایک مضمون اردو زبان اور افسانہ نگاری کا متن ضروری نوٹوں کے ساتھ پیش کیا ہے جو 1903ء میں ماہنامہ "مخزن" لاہور میں شائع ہوا تھا۔

مقالہ نمبر	7		صفحہ نمبر	151 تا162
مقالہ نگار:	سلطانہ بخش			

عنوان مقالہ:	سید حسن شاہ ضبط

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون سید حسن شاہ ضبط کی مختصر سوانح عمری اور نثری اور شاعرانہ کاموں پر مشتمل ہے۔ ضبط سید عبداللہ کی نسل سے تھے۔ جسے عام طور پر مظلوم کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ضبط کا ناول "نشتر" اردو زبان میں اس صنف کے ابتدائی کاموں میں سے تھا۔ ضبط کی فارسی میں سے ایک نظم کو ان کے بھائی جن کا نام میر حسن شاہ حقیقت تھا، نے اردو میں ترجمہ کیا تھا۔ جس کا عنوان "غضب عشق" تھا حقیقت کے بیٹے محسن علی محسن کو "تذکرہ سراپا سخن

"شعرا اردو کے لیے بھی جانا جاتا تھا۔سراپا سخن تذکرہ کی مختلف تصانیف میں سے ایک تھی جس میں 733 شعرا کی سوانح حیات شامل ہیں۔ نایاب کام انسانی جسم کے حصوں پر شاعری پر مشتمل ہے۔اردو اور فارسی کے بہت سے تذکرہ مصنفین نے ضبط کی مختصر زندگی کا احوال لکھا ہے جس میں ان کے اشعار بھی شامل ہیں۔شاعری میں ضبط کی دلچسپی کی وجہ سے اردو کلاسیکی دور کے استاد شاعر شیخ قلندر بخش جرات سے رابطہ کیا بعد میں جرات نے انہیں اپنا شاگرد تسلیم کرلیا۔

مقالہ نمبر	8		صفحہ نمبر	163 تا 178
مقالہ نگار:	عارف نوشاہی			

عنوان مقالہ:	محمد ایوب قادری برعظیم کی اسلامی تاریخ وتہذیب کے ترجمان

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون میں محمد ایوب قادری کے گیارہ غیر مطبوعہ خطوط پیش کئے گئے ہیں جو مضمون کے مصنف اور دیگر محققین کو جہاں ضروری نوٹ کے ساتھ لکھے گئے۔محمد ایوب قادری کے مختصر تعارف کے ساتھ مضمون میں یہ معلومات موجود ہیں کہ قادری اپنی پوری زندگی میں کتب اور نایاب تحریریں جمع کرنے کے کتنے شوقین رہے۔قادری ایک باکمال آدمی تھے۔اور جس طرح سے بعض نادر کلاسیکی فارسی متون کی تدوین کی گئی۔ وہ اب بھی حوالہ دینے کے لیے موزوں ہے۔اہم دستاویزی معلومات بھی فراہم کرتے ہیں۔

مقالہ نمبر	9		صفحہ نمبر	179 تا 218
مقالہ نگار:	معین الدین عقیل			

عنوان مقالہ:	خواجہ حسن نظامی اور ڈاکٹر غلام یزدانی

توضیحاتِ مقالہ:

ایک متن پیش کیا گیا ہے جس کا عنوان خواجہ حسن نظامی از ڈاکٹر غلام یزادنی ہے۔ خاکہ نگاری کی صنف پر توجہ مرکوز کرنے والے کسی بھی مجموعے میں متن غیر ترمیم شدہ رہا۔خاص

طور پر معروف مصنف خواجہ حسن نظامی کے لکھے ہوئے خاکے ڈاکٹر سلیمان شاہ جہانپوری نے ایڈیٹ کئے ہیں لیکن اس میں جو متن تیار کیا جا رہا ہے وہ شامل نہیں۔اس خاکے کے مصنف ڈاکٹر غلام یزدانی خود اپنے ہم عصروں میں ایک جانا پہچانا نام ہیں۔اور انہیں اسکالرشپ کے اعزاز سے نوازا گیا۔اس مضمون میں خواجہ حسن نظامی کے متعلق بہت سی نئی معلومات دی گئی ہیں۔

مقالہ نمبر	10		صفحہ نمبر	178 تا 218
مقالہ نگار:	ایچ بلوغ مین		نیاز سواتی	

عنوان مقالہ:	ترجمہ: برعظیم کی فارسی لغات تقابل، خصوصیات تجاویز

توضیحاتِ مقالہ:

یہ اردو ترجمہ انیسویں صدی کے ہندوستان میں فارسی لغت نگاری کے بارے میں گہرا تجزیہ فراہم کرتا ہے۔جو جرمن متشرق اور فارسی زبان وادب کے اسکالر ہینرج بلاک مین نے لکھا ہے جس نے اپنے کیریئر کا بیشتر حصہ ہندوستان میں گزارا۔ترجمہ میں ساٹھ سے زائد فارسی لغات کے بارے میں تفصیلات فراہم کی گئی ہیں۔مشہور فارسی کے مندرجات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔فارسی لغات میں "برہان قات "ایک اہم تذکرہ کے طور پر کیا ہندوستان میں اس پر شدید تنقید بھی ہوئی۔غالب نے بھی شدید تنقید کی۔

مقالہ نمبر	11		صفحہ نمبر	219 تا 230
مقالہ نگار:	جاوید احمد خورشید			

عنوان مقالہ:	کراچی منظّم بدنظمی کا شکار شہر

توضیحاتِ مقالہ:

کراچی شہر کے حالات کا جائزہ لیا گیا ہے۔کراچی میں تشدد کے واقعات اور پس منظر کے بارے میں تفصیل سے بات کی گئی ہے۔کراچی میں تشدد کے واقعات کی تاریخ نئی نہیں ہے۔تقسیم ہند کے بعد شہر میں وہ آبادی جو بے گھر تھی۔اس آبادی نے کراچی کی رہائش گاہوں میں بحران کو جنم دیا۔مہاجر تنظیم ایم کیو ایم اور سندھیوں کے درمیان نسلی کشیدگی، بدامنی

اور تشدد میں اضافے کا باعث بنی۔1970ء کی دہائی کے اوائل میں یہ فسادات پھیلے۔کراچی کے کچھ حصے جرائم کے اڈے بن چکے ہیں اور تشدد میں اضافے کا باعث بن چکے ہیں۔

مقالہ نمبر	12		صفحہ نمبر	231 تا 246
مقالہ نگار:	مرزا خان			

عنوان مقالہ:	گوشہ نوادر تحفۃ الہند اردو زبان کی اولین لغت (قسط سوم)

توضیحاتِ مقالہ:

اردو زبان کی لغت "تحفۃ الہند" کی پہلی اور دوسری قسط "تحصیل" کے شمارہ اول دوئم میں پیش کی ہیں تو "تحفۃ الہند" کی تیسری قسط "تحصیل" کے اس شمارہ 3 میں شامل کی گئی ہے۔"

مقالہ نمبر	13		صفحہ نمبر	1 تا 76
مقالہ نگار:	منیر واسطی سید			

عنوان مقالہ:	Mavlid or Nativity poem by Suleman Selebi

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون میں میلاد کے متعلق بتایا گیا ہے۔یہ شاعرانہ کلام ہوتا ہے۔جسے نبی ﷺ کو مخاطب کر کے لکھا جاتا ہے۔سلیمان سلیبی نے آپ ﷺ کے لیے پیش کیا۔آپ ﷺ کی تعریف میں صدیوں سے شاعرانہ کلام لکھا جاتا رہا ہے جو ترکی زبان، اردو اور ملائی جیسی زبانوں میں لکھا جاتا ہے اور پڑھا جاتا ہے۔اور مذہبی ادب میں شاعری کی ایک الگ صنف قرار پائی۔"میلاد" کے مصنف 1950ء میں پیدا ہوئے۔انہوں نے بہترین تعلیم حاصل کی۔ترکی میں میلاد کی بہت اہمیت بتائی گئی ہے اور نعت کو سب سے بڑی اولین اسلامی نعتیہ نظم تسلیم کرتے ہیں۔

مقالہ نمبر	14		صفحہ نمبر	77تا90
مقالہ نگار:	شہاب یار خان			

عنوان مقالہ:	Shakespeare and Iqbal: an illumination(ishraq context)

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون میں "شیکسپیئر اور اقبال" کے ادبی کاموں میں مشترک خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو دونوں شاعروں میں کئی جگہ مماثلت نظر آتی ہے۔ "علامہ اقبال کے مکالمے کی ساخت" شیکسپیئر" کے مکالمے کی ساخت سے ملتی جلتی ہے۔ زبان دانی اور موضوعات میں مشترک نسبت پائی جاتی ہے۔ مقالے میں دونوں شاعروں کے بنیادی موضوعات کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ دونوں کا نقطہ نظر اشراقی ہے۔

مقالہ نمبر	15		صفحہ نمبر	91تا100
مقالہ نگار:	غزل فاروقی			

عنوان مقالہ:	Translation historical consciousness by M Hasan Askri

توضیحاتِ مقالہ:

"محمد حسن عسکری" کا مقصد تھا کہ ان کو پڑھنے والے بہت سے سامعین کا یہ حق ہے کہ وہ اس ترجمہ سے مستفید ہوں کیونکہ ان کی تحریروں میں سے یہ ایک بہترین تحریر تھی۔ اس میں پاکستانی ادب کے حالات کا گہرائی سے تجزیہ کیا گیا ہے۔ جس سے یہ بات سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ کہ ہم نے اپنی تاریخ کو کتنا نظر انداز کیا ہے۔ یہ تحریر ترجمہ کے مطالعے کے دو حصوں یا اجزا کی وضاحت کرتی ہے۔ ایک ترجمے کا "نظریہ "دوسرا" ادبی فن" کے طور پر ترجمہ کی مشق ، ترجمے کو پڑھنے سے دلچسپی، ترجمے کے مطالعے کی بڑھتی ہوئی تعلیمی موجودگی طلبا اور اساتذہ کو سمجھنے

میں مدد فراہم کر سکیں گے کہ آیا ترجمہ کسی دوسری زبان میں بالکل وہی چیزیں پیش کر سکتا ہے۔

مقالہ نمبر	16		صفحہ نمبر	101 تا 102
مقالہ نگار:	منیر واسطی سید			

عنوان مقالہ:	Obituary Mrs. Hamida Akhtar Hussain Raipuri

توضیحاتِ مقالہ:

مسز حمیدہ اختر حسین رائے پوری ایک ممتاز مصنفہ تھیں۔ جو زبان و ادب کے دانشور حلقوں میں ایک معروف نام تھا۔ ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری نامور خطاط کی اہلیہ تھیں۔ مضمون نگار کے مطابق فہمیدہ اختر کو خراج تحسین پیش کرنا ذاتی نوعیت کا ہے۔

مقالہ نمبر	17		صفحہ نمبر	103 تا 104
مقالہ نگار:	منیرا واسطی سید			

عنوان مقالہ:	شمشاد فقیر: ایک اصل لیکن بھولی ہوئی شاعرہ

توضیحاتِ مقالہ:

"شمشاد فقیر" کو ایک اصل لیکن بھولا ہوا شاعر کہنا ان معنوں میں درست ثابت ہو سکتا ہے کہ شمشاد فقیر کو ان کی اصلیت اور وژن کے لیے یاد نہیں رکھا گیا وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ امیر گھرانے سے تعلق تھا۔ وہ ایک دلکش سوانح عمری کے مصنف بھی تھے جو ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد شائع ہوئی۔ بے سہارہ لوگوں کے لئے ٹرسٹ بھی شروع کیا۔ اپنا شعری مجموعہ ''عنقیہ'' مضمون نگار کو دیا۔ وہ اپنے اگلے شعری مجموعے کی تیاری کر رہے تھے۔ زندگی بھر ایک بے حس دنیا کی بے حسی کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے 1998ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔

مقالہ نمبر	18		صفحہ نمبر	105 تا 106
مقالہ نگار:	منیر واسطی سید			

عنوان مقالہ:	A tribute kareem Bakhsh Khalid

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون نگار کریم بخش خالد اور علامہ شمس بریلوی سے متعلق اپنی یادداشتیں بیان کرتے ہوئے ان کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ کریم بخش خالد کو سیرت نبوی پر سندھی میں لکھی گئی کتاب پر پہلا انعام دیا گیا۔ محبّ وطن پاکستانی تھے۔ قائد اعظم کی قیادت میں جدوجہد آزادی کے گواہ اور شریک رہے۔ فرقہ پرستی کو نہ پسند کرتے تھے۔

"علامہ شمس بریلوی" بہت سی اسلامی کلیات کی ہمہ گیر مترجم تھے۔ سیاست سے متعلق معاملات میں بہت سرگرم تھے۔ "علامہ شمس بریلوی" کی صاحبزادی کراچی یونیورسٹی کے شعبہ سیاسیات میں ملازم تھیں۔ "علامہ شمس" اسلامی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ "سیرت الرسول" پر سیرت ایوارڈ ملا۔ "علامہ شمس" نے عربی، فارسی، اردو کی اہم تصنیفات کے کلام کا ترجمہ کیا۔ مدینہ پبلشنگ ہاؤس کے ساتھ طویل اور پرجوش وابستگی رہی۔ "جہان شمس" ان کی کامیابیوں ان کی زندگی ان کے کیریئر کے متعلق بہت سی معلومات فراہم کرتی ہے۔

مقالہ نمبر	19		صفحہ نمبر	107 تا 108
مقالہ نگار:	منیر واسطی سید			

عنوان مقالہ:	Allama Sham Brelvi

توضیحاتِ مقالہ:

ہندوستان کے مولوی محمد برکت اللہ اور مصر کے احمد فادلی نے مشترکہ طور پر ٹوکیو، جاپان سے محفوظ شدہ دستاویزات اسلامی بھائی چارے کو مرتب کیا۔ اسلامی بھائی چارے نے دیگر مذاہب کے ساتھ برادرانہ جذبات کو فروغ دیا۔ اس جریدے کا نقطہ نظر اسلامی تھا۔ برطانوی پالیسیوں پر تنقید کی وجہ سے پابندیوں کی زد میں رہا۔ ٹوکیو، جاپان میں اسلامی تعلیمات پھیلیں جس کی وجہ سے وہاں لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ برکت اللہ ٹوکیو یونیورسٹی میں اردو علوم کے بانی رہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

تحقیقی و ادبی مجلّہ "تحصیل"

شمارہ۔4 جلداول

جنوری۔جون2019ء

مقالہ نمبر	1		صفحہ نمبر	5 تا22
مقالہ نگار:	انور معظم			

عنوان مقالہ:	غالب کی مذہبی تعقل پسندی کی جہات

توضیحاتِ مقالہ:

غالب کی تخلیقات سے پہلے اردو شاعری میں پیش کرنے کے لئے بہت سے موضوعات تھے۔ احساسات و جذبات کی جمالیاتی تخلیق کو شاعری کا حسن سمجھا جاتا تھا۔اس وقت اردو شاعری میں خیالات یا فکری نوعیت پر بہت کم توجہ دی جاتی تھی۔اور اردو شاعری کی نوعیت حسی بھی زیادہ تھی اس مضمون کا مقصد غالب کے فارسی اشعار فراہم کرنا ہے۔تاکہ اس بات کا ثبوت دیا جاسکے کہ کس طرح غالب نے اپنی شاعری میں عقلی سوچ کی قدر کی۔یہ مضمون غالب کو اپنی شاعری میں عقلیت پسند ثابت کرنے کے لئے بہت سے سوالات پیش کرتا ہے۔

مقالہ نمبر	2		صفحہ نمبر	23 تا28
مقالہ نگار:	محمد اقبال مجددی			

عنوان مقالہ:	حکیم رحیم الدین طرب دہلوی

توضیحاتِ مقالہ:

حکیم رحیم الدین طرب دہلوی یا انیسویں صدی کے اردو اور فارسی زبان کے صوفی شاعر تھے۔تدوین و ترجمہ نگاری میں دلچسپی لیتے تھے اس مضمون کا مقصد شاعر کی

زندگی اور کام کو پیش کرنا ہے۔مضمون میں ان کی کتب کی مختصر تفصیل دی گئی ہے جس میں ان کا ترجمہ شدہ فارسی کام بھی شامل ہے۔ترجمہ شدہ فارسی تحریریں صوفیانہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔

مقالہ نمبر	3		صفحہ نمبر	29 تا 46
مقالہ نگار:	احمد سعید			

عنوان مقالہ:	ہندوستان میں مسلم مالیات کی سرگزشت

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں مسلمانوں اور ہندوؤں کی معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے بارے میں ایک جامع تصویر پیش کی گئی ہے خاص طور پر انشورنس کے کاروبار میں ہندوؤں کے مقابلے میں مسلمان تاجر بہت کم تھے۔مضمون میں بڑے بڑے بینکوں کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جنہوں نے مسلمانوں کو اس صورتحال میں استحصال سے بچایا۔مضمون میں ان مالی معاملات کا گہری نظر سے مظاہرہ و مشاہدہ کیا گیا ہے جو مسلمانوں کو درپیش تھے۔

مقالہ نمبر	4		صفحہ نمبر	47 تا 62
مقالہ نگار:	عارف نوشاہی			

عنوان مقالہ:	نذر صابری اسلاف کے کاروانِ تحقیق سے بچھڑے ہوئے ایک محقق اور ادیب

توضیحاتِ مقالہ:

عارف نوشاہی تحقیق اور کتابیات کے بڑے کام کے بارے میں بہت مشہور ہیں اور ان کے کریڈٹ پر بہت سا تحقیقی کام ہے۔منٹ اور درست تفصیلات اس کا ایک اور قابل ذکر اور اہم کام ہے اس مضمون میں عارف نوشاہی نے نذر صابری کے خطوط پیش کیے ہیں نذر صابری نے فارسی زبان میں بہت سا تحقیقی کام کیا ہے۔اور بہت سے فارسی کلاسیکی متون کی تدوین کی ہے۔نذر صابری نے تقریبا تین دہائیوں تک عارف نوشاہی کو خطوط لکھے۔اس مضمون کے چار حصے ہیں۔عارف نوشاہی نے اس کے دوسرے حصے میں اپنی بھرپور یادیں

مختصر تفصیلات کے ساتھ شیئر کی ہیں جو انتہائی نایاب ہیں مضمون کا ایک اور حصہ نذر صابری کے تخلیق کردہ کاموں کی کتابیات کی تفصیلات کے ساتھ درج ہے

مقالہ نمبر	5		صفحہ نمبر	63 تا 70
مقالہ نگار:	محمد اکرام چغتائی			

عنوان مقالہ:	ایلوئس اشپرینگر کی اردو خدمات

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون کا مقصد ہے کہ Aloyssprenger کے اردو کاموں کو اجاگر کیا جائے کیونکہ وہ قرون وسطیٰ کے مغرب پر اسلامی ثقافت کے اثرات کو فراخ دلی سے تسلیم کرنے والے پہلے مغربی اسکالر ہیں۔ یہ اپنی نوعیت کی پہلی کوشش تھی۔ مشرق میں گزارے تیرہ برسوں کے دوران انہوں نے ادب کی تخلیقات کو جمع کرنے کے وسیع مواقع حاصل کیے اور انہیں لکھنؤ کی لائبریریوں کی فہرست بنانے کے لیے حکومت کی طرف سے ملازمت دی گئی اور دو سال انہوں نے مصر کا سفر کیا۔

مقالہ نمبر	6		صفحہ نمبر	71 تا 86
مقالہ نگار:	عصمت درانی			

عنوان مقالہ:	مولوی عزیز الدین عزیز ایک تاریخ گو شاعر

توضیحاتِ مقالہ:

مولوی عزیز الدین عزیز بہاولپور کے نواب صادق محمد خان کے قابل اعتماد ساتھی تھے۔ وہ بہت ہمہ جہت صلاحیتوں کے مالک تھے ان کا خاص کام تاریخ گوئی تھا۔ جس کے وہ ماہر بھی تھے کسی واقعہ کا سال دکھاتے ہوئے تحریر کا فن کے علاوہ خطاط، درباری شاعر اور مفتی بھی تھے۔ ان کے خطاطی میں شاندار کاموں کی وجہ سے انہیں بہاولپور کے نواب نے "یاقوت کا نام دیا تھا۔ مضمون میں شاعر کی زندگی اور کام کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	7		صفحہ نمبر	87 تا 104
مقالہ نگار:	ارشد محمود ناشاد			

عنوان مقالہ:	حکیم محمد یوسف حضروی اوران کا سفر نامہ ''سیرِ سوات''

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِنظر مضمون میں حکیم محمد یوسف جعفری کی زندگی اور کام کے بارے میں تفصیلات فراہم کی گئی ہے۔خاص طور پر ان کی سفری تحریر "سیر سوات" یہ ان کے نو کاموں کی وضاحت کرتا ہے۔سفری تحریر کے بارے میں یوسف حضروی کے تصور کا بھی حوالہ دیا گیا کہ ایک سفر نامہ نگار کو اپنے قارئین کے سامنے اس علاقے کی حقیقت پر مبنی تصویر پیش کرنی چاہیے سفر نامہ لکھنے کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یوسف حضروی نے بہت سی چیزوں پر گفتگو کی ہے۔

مقالہ نمبر	8		صفحہ نمبر	105 تا 261
مقالہ نگار:	رفاقت علی شاہد			

عنوان مقالہ:	کریم الدین صفت مرادآبادی احوال وآثار

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِنظر مضمون میں پہلی بار" کریم الدین صنعت مرادآبادی" کی زندگی خاص طور پر تاریخ پیدائش اور رام پور کے نواب فیض اللہ خان کے ساتھ ان کی دوستی اور معاصر مآخذوں پر تحقیق کی کوشش کرتا ہے یہ ان کے کاموں کی تعداد اور وہ کہاں محفوظ کیے گئے ہیں اس کے بارے میں بتاتا ہے۔شاعر کریم الدین صنعت مرادآبادی کی زندگی اور کام کے متعلق بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے۔مضمون کے دوسرے حصے میں شاعر کے ادبی کاموں کی تفصیل دی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	9		صفحہ نمبر	127 تا 144
مقالہ نگار:	ساجد صدیق نظامی			

عنوان مقالہ:	اردو میں فنی وتکنیکی نثر تھامس نان جیز نگ، کالج روڈ کی خدمات

توضیحاتِ مقالہ:

اردو زبان کے بارے میں زیادہ تر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ جدید سائنسی موضوعات یا مباحث بیان کرنے سے قاصر ہے۔اردو زبان بھی جدید سائنسی موضوعات سے بحث کرتی ہے خاص طور پر اٹھارہویں صدی میں کی گئی حیدرآباد دکن کے نواب شمس الامرا اور حکمرانوں کی کوششیں, دہلی ٹرانسلیشن سوسائٹی اور علی گڑھ سائنٹفک سوسائٹی نے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

مقالہ نمبر	10		صفحہ نمبر	145 تا184
مقالہ نگار:	فیض الدین احمد			

عنوان مقالہ:	قحطِ بنگال کا آشوب اور اردو شاعری

توضیحاتِ مقالہ:

1943ء میں بنگال میں قحط اور اسے اردو شاعری میں کیسے بیان کیا گیا۔اس مضمون میں اس کی تفصیل بتائی گئی ہے۔1943ء میں بنگال کی سنگین صورتحال، تاریخی بیان اور اردو شاعری میں اس تصویر کشی کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔مضمون کے آغاز میں برطانوی حکومت کی ظالمانہ پالیسیوں کا ذکر ہے۔مضمون میں قحط کے خلاف اردو شاعری سے بہت سی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔اردو شاعروں نے اپنے جذبات کے اظہار کے لئے بہت اصناف استعمال کیں جن پر شعری تنقید بھی کی گئی ہے۔اس دور کی شاعری میں خواتین اور بچوں کے دکھوں کی بھی تصویر کشی کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	11		صفحہ نمبر	185`تا198
مقالہ نگار:	خالد امین			

عنوان مقالہ:	سید ابوالاعلیٰ مودودی اور سلطنتِ عثمانیہ

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِنظر مقالہ میں نوجوان سید ابوالاعلیٰ مودودی کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ سلطنت عثمانیہ کے خاتمے کے گواہ ہیں۔ یورپی ممالک کی طرف سے عثمانیوں کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور الزام تراشی شروع کی گئی اس مضمون کا یہ مقصد ہے کہ لوگوں کو بتایا جائے کہ مولانا مودودی نے اپنے سامعین کو ایک واضح تصویر فراہم کرنے کے لیے اپنی تحریروں کا ترجمہ کیا۔ محمد علی جوہر نے برصغیر میں مسلمانوں کو یورپی مظالم سے آگاہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ سید محمد جعفری کے ذریعے محمد علی جوہر کے اعتراف میں تالیف کردہ مضمون اس بات کا گواہ ہے کہ سید مودودی نے ان کی کتنی تعریف کی۔ مضمون اپنے موضوع سے متعلق بہت سے متعلقہ بنیادی ذرائع پر مشتمل ہے۔

مقالہ نمبر	12		صفحہ نمبر	199 تا 214
مقالہ نگار:	جاوید احمد خورشید			

عنوان مقالہ:	ماخذ تحقیق کتابیات، تصنیفات، مقالات و دیگر از ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری

توضیحاتِ مقالہ:

ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہاں پوری وہ واحد پاکستانی اسکالر ہے جنہوں نے نصف صدی سے زیادہ ابوالکلام آزاد کی زندگی اور کارناموں پر کام کیا۔ ابوسلیمان شاہ جہاں پوری ہندوستان میں اپنے ملک پاکستان سے زیادہ قابل تعریف ہے جہاں وہ تقسیم کے فوراً بعد ہجرت کر گئے۔ انہوں نے بہت سے کاموں میں برصغیر کی تقسیم سے پہلے کی تاریخ پر توجہ مرکوز کی ہے۔ انہوں نے خاص طور پر دیوبند کے علما کرام کے خطے کی فکری تاریخ کو بیان کرنے والے کام تیار کیے ہیں۔ ان کی تقریباً تمام تخلیقات ان کے ہم عصروں کے لکھے ہوئے سوانحی خاکے اور ان کی کتابوں کے جائزے شامل ہیں۔

مقالہ نمبر	13		صفحہ نمبر	215 تا 222
مقالہ نگار:	محمد سہیل عمر		محمد عمید فاروقی	

عنوان مقالہ:	سوہنی ماہی وال نسوانی کرداروں کی علامتی معنویت (ترجمہ)

توضیحاتِ مقالہ:

سوہنی ماہیوال کی کہانی پنجاب اور سندھ کی مشترکہ ادبی روایات کو پیش کرتی ہے یہ کہانی دریائے چناب کے گرد گھومتی ہے۔مشہور صوفی شاعر شاہ عبدالطیف بھٹائی نے سندھی زبان میں اس کا اردو ترجمہ کیا ہے۔شاہ عبداللطیف بھٹائی نے دریا سے کہانی کو کھولا ہے۔پانی جو اس میں علامتی قدر رکھتا ہے۔شاعر نے سوہنی کو تسلی دینے کے لیے جو الفاظ شاعری میں استعمال کیے ہیں وہ تیرھویں صدی کی صوفی شاعری میں کثرت سے استعمال کیے۔سوہنی ماہیوال کی کہانی ایک مشترکہ روایات کا اشتراک بھی ہے۔

مقالہ نمبر	14		صفحہ نمبر	223 تا 234
مقالہ نگار:	محمد عمید فاروقی			

عنوان مقالہ:	خودنوشت حاجی غلام محمد منشی

توضیحاتِ مقالہ:

ایک انگریزی متن کا یہ اردو ترجمہ حاجی غلام محمد منشی کی سوانح عمری کو پیش کرتا ہے سوانح عمری ایک نسبتاً طویل وقف، دیباچہ، دس انتہائی مختصر ابواب پر مشتمل ہے۔اس کے لکھنے کی وجہ سوانح عمری میں ان کی کاوشوں کے بارے میں بہت کچھ بیان کیا گیا ہے جو دسویں باب میں ہے۔سوانح عمری انگریزی متن کا یہ اردو ترجمہ خودنوشت کو پیش کرتا ہے۔

مقالہ نمبر	15		صفحہ نمبر	235 تا 238

مقالہ نگار:	معین الدین عقیل			

عنوان مقالہ:	تبصراتی شذرہ ارمغان حجاز کا جاپانی ترجمہ

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مضمون ٹوکیو یونیورسٹی آف فارن اسٹڈیز میں اردو کاموں کے جاپانی تراجم کے ساتھ ارمغان حجاز کی جاپانی زبان میں منتقلی کو پیش کرتا ہے۔کئی اردو کلاسیکی اور جدید تحریریں جاپانی زبان میں پیش کی گئیں۔پہلی بار جاپانی بابائے اردو نے "باغ و بہار" کا اردو ترجمہ کرنا شروع کیا بہت سے لوگوں نے راستہ بنایا۔

مقالہ نمبر	16		صفحہ نمبر	239تا259
مقالہ نگار:	میرزا خان			

عنوان مقالہ:	گوشہ نوادر تحفۃ الہند اردو زبان کی اولین لغت (قسط چہارم)

توضیحاتِ مقالہ:

"تحفۃ الہند" میں شامل مواد کا عکس دیا گیا ہے۔گوشہ نوادر کے تحت یہ سلسلہ جاری ہے اور "تحفتہا لہند" اردو زبان کی اولین لغت کی قسط چہارم اس شمارے میں شامل کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	17		صفحہ نمبر	1 تا22
مقالہ نگار:	منیر واسطی سید			

عنوان مقالہ:	George Remond,s reports on the 9/11 -12 Turco Italian warm Libya

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں لیبیا کے دفاع کے لیے اپنی خدمات پیش کرنے والے عثمانی افسر

کی یاداشتیں پیش کی گئی ہیں۔ایک اہم عصری ماخذ فرانسیسی میگزین "illustration" کے جنگی نمائندے remond George کی بھیجی گئی رپورٹس بھی میگزین میں شامل ہیں۔اس مضمون کا مقصد لیبیا میں "remond" کے تجربات اوران کے ترک فوجیوں کے ساتھ ملاقاتوں کے بارے میں ہے جو سلطنت عثمانیہ سے آئے تھے۔ان کا مقصد افریقہ میں آخری عثمانی سرزمین کا دفاع کرنا تھا۔

مقالہ نمبر	18		صفحہ نمبر	23تا40
مقالہ نگار:	فیصل نذیر			

عنوان مقالہ:	Deconstructing deconstruction post - colonial theory, post modernism and post structurlism

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِنظر مضمون جدیدیت اور مابعد ساختیات کے درمیان واضح فرق کی وضاحت کرتا ہے اور دلیل پیش کرتا ہے کہ Bhaba's کے مابعد نوآبادیات کے نظریہ میں اپنی کلیدی اصطلاحات، ابہام، درمیانہ پن، دوغلہ پن وغیرہ مابعد جدیدیت کے مسائل سے ماخوذ ہیں۔ مضمون میں دریدہ، اولیمن اور فوکالٹ کے مابعد ساختیات کے حوالے سے اور اس کی روشنی میں bhaba's کے نقطہ نظر کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے اور نوآبادیاتی تنقید میں مابعد جدیدیت پر بھی تنقید کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	19		صفحہ نمبر	41تا78
مقالہ نگار:	محمد سہیل عمر			

عنوان مقالہ:	De-colonozing psychology some remarks from the Marginalize perspective

توضیحاتِ مقالہ:

لوگوں کو تین ناگزیر مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے مثلا مسئلہ فطرہ، سماجی مسئلہ، مذہبی مسئلہ۔اس مضمون میں عصر حاضر میں مذہب کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔اب یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ مذہب ایک قدیم توہم پرستی بلکہ مذہبی جبلت انتہائی طاقت ور ہے۔عقیدہ اور مذہب کے درمیان دراڑ نے آخرکار جدید سائنس کو اس کے موجودہ حالات کے درمیان لاکر کھڑا کر دیا ہے جس کی وجہ سے جدید سائنس متضاد ہوگئی ہے۔مضمون میں اسی بات کی وضاحت کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	20		صفحہ نمبر	79تا88
مقالہ نگار:	محمد عثمان			

عنوان مقالہ:	Al Gazali A crridor of hope for a living theological paradigm

توضیحاتِ مقالہ:

امام غزالی کو اشعری مکتبہ کلام الہیات کے ماہر کے طور پر مانا جاتا ہے۔اس مضمون کا مقصد غزالی پر لگائے گئے الزامات کا تجزیہ کرنا ہے کیونکہ غزالی کو امت مسلمہ کے زوال کا ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے۔وہ اسلامی تاریخ میں عقلیت پسندی کی موت کا لازمی سبب تھے اور ان کے فلسفے سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوسکا اس سے واضح ہوتا ہے کہ انھوں نے فلسفہ میں فلسفے کی تلقین نہیں کی۔غزالی لسانیات میں شاندار تھے غزالی نے اپنے یادگار کام میں توحید کی وضاحت کی ہے۔

مقالہ نمبر	21		صفحہ نمبر	89تا104
مقالہ نگار:	محمد شعیب خان			

عنوان مقالہ:	Socio polotical and administrative develoment in Bahawalpur state during victorian Era 1837- 1901

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِنظر مضمون کا مقصد انیسویں صدی کے ہندوستان میں ریاست بہاولپور کے لیے برطانوی کردار کو تلاش کرنا ہے۔ ریاست بہاولپور کی تاریخ کو وکٹوریہ دور کے دو مرحلوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ریاست نے انگریزوں کے لئے اپنی عزت، وفاداری اور عقیدت کا مظاہرہ کیا اور اس کے بدلے میں انگریزوں نے انہیں سہولیات فراہم کیں۔ مضمون میں انتظامی ترقی، اعلیٰ ثقافت، تعلیم، صحت اور ریلوے، مذہب اور پرنٹنگ پریس اور اخبارات جیسے پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ بلدیات، تاریخیں اور قانون سازی کے بارے میں بھی وضاحت کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	22		صفحہ نمبر	105 تا 118
مقالہ نگار:	ماہ رخ خان			

عنوان مقالہ:	Emotions Expression and Barriers of Communication in Shakespears seven ages of man

توضیحاتِ مقالہ:

شکسپیئر نے اپنی نظم ’’Seven ages of man‘‘ زندگی کو ایک اسٹیج کے طور پر پیش کیا ہے اور اسے انسان کی فطرت اور رویے میں ہونے والی تبدیلیوں کی بنیاد پر سات مراحل میں تقسیم کیا ہے۔ نظم کا موضوع زندگی کا دور ہے جو بچپن سے شروع ہو کر موت پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس مضمون کا مقصد انسان کی زندگی کے ہر مرحلے میں درپیش رکاوٹوں پر بات کرنا ہے۔ شکسپیئر کی انسانی نفسات کے بارے میں گہری آگاہی کو نظم میں پیش کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	23		صفحہ نمبر	119 تا 122
مقالہ نگار:	منیر واسطی سید			

عنوان مقالہ:	Book Rerick Maqulat e Barkati Dr Shuail Barkati

توضیحاتِ مقالہ:

سید منیر واسطی نے علامہ حکیم محمود احمد کی کتاب مقالات برکاتی پر تبصرہ پیش کیا ہے یہ کتاب علامہ محمود احمد کے جمع کردہ مضامین، تجزیے اور انٹرویوز پر مشتمل ہے۔ جو مختلف جرائد میں شائع ہوئے نیز وہ بھی جو 9 فروری 2013ء کو ان کی وفات کے وقت شائع نہیں ہوئے تھے۔ آخر میں قائداعظم اکیڈمی کے ڈائریکٹر خواجہ رضی حیدر کی نثری شاعری دی گئی ہے۔ حکیم محمود احمد کی کتب اور مقالات کی کتابیات بھی درج ہیں۔

مضمون نگار نے مسز راشدہ آفتاب اقبال کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور ان کے ساتھ اپنی یادوں کو شیئر کیا ہے۔ مضمون نگار کی خواہش تھی کہ راشدہ سے دوبارہ ملاقات ہو لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکا لیکن ان کی زیر دستخطی کتاب مضمون نگار کے لیے کسی خزانے سے کم نہ تھی۔

مقالہ نمبر	24		صفحہ نمبر	123 تا 124
مقالہ نگار:	منیر واسطی سید			

عنوان مقالہ:	Obituary a tribute to Mrs. Rashida Aftab Iqbal

توضیحاتِ مقالہ:

بغیر فہرست شدہ مشرقی مخطوطات کا ایک وضاحتی کیٹلاگ جو ہندوستان میں مسلمانوں کی تاریخ اور ثقافت سے متعلق ہے۔ جسے رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے اپنی آخری کی طباعت شدہ کیٹلاگ کی اشاعت کے بعد سے حاصل کیا ہے۔ جس میں تمام عربی، فارسی، اردو اور ترکی کے مخطوطات کو بیان کیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

تحقیقی وادبی مجلّہ "تحصیل"

شمارہ 5 جلداول

جولائی،دسمبر 2019ء

مقالہ نمبر	1		صفحہ نمبر	1 تا16
مقالہ نگار:	عارف نوشاہی			

عنوان مقالہ:	عبدالرحیم خانِ خاناں یادداشت اور مہر سے مزین کنزالاعمال

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِنظر مضمون شیخ علی متقی کے" کنز العمال " کے نایاب مخطوطہ کا تعارف کرایا گیا ہے۔ جواس وقت بخارا، ازبکستان کی مشہور لائبریری میں موجود ہے۔اس مخطوطہ پر عربی زبان میں ڈاک ٹکٹ اور نوٹ موجود ہیں۔ جوعبدالرحیم خان خاناں نے لکھے تھے مضمون میں خان خاناں کے ریمارکس کا اردو ترجمہ پیش کیا گیاان کی اپنی ذاتی لائبریری بھی تھی۔ان کی لائبریری میں رکھے کچھ مخطوطات منظر عام پر آ چکے ہیں۔مزید یہ کہ مضمون میں ان پر اب تک شائع ہونے والی اردو، انگریزی اور فارسی کی تصانیف کا ذکر ہے۔

مقالہ نمبر	2		صفحہ نمبر	17 تا46
مقالہ نگار:	احمد سعید			

عنوان مقالہ:	مولانا ظفر علی خان کی اسلامی بازار تحریک کمزور مسلم معیشت

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون میں اسلامی بازار کے تصور کی وضاحت کی گئی ہے جوایک اردو شاعر معروف

ایڈیٹر اور سیاسی شخصیت مولانا ظفر علی خان نے غیر منقسم ہندوستان کے مسلمانوں کو مسلم تاجروں سے 75 فیصد اشیائے خورد و نوش اور ضرورت کی دیگر اشیاء خریدنے پر آمادہ کیا تھا۔ اس تصور کا مقصد مسلمانوں کی معاشی بہبود کو بڑھانا تھا کیونکہ مسلمان اس وقت معاشی طور پر پسماندہ تھے۔ مولانا ظفر علی خان نے عوامی اجتماعات منعقد کیے اور مسلمانوں کو اس پر توجہ دینے کی ترغیب کے لیے ایک نظام وضع کرنے کی پیشکش کی۔ اپنی مجلسوں میں انہوں نے آپ ﷺ کی تعلیمات کا اشتراک کیا جیسا کہ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو تجارت کرنے کی ترغیب دی۔ مولانا نے نہ صرف اپنے مراکز میں اس تصور کی حمایت کی اور مسلمانوں کی اکثریت کو قائل کرنے کے لیے ہندوستان کے کچھ حصوں کا سفر بھی کیا۔

مقالہ نمبر	3		صفحہ نمبر	47 تا 64
مقالہ نگار:	سلطانہ بخش			

عنوان مقالہ:	چندراین منظوم اسلامی صوفیانہ تمثیل کا نقشِ اول

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون کا مقصد مولانا داؤد کی چودھویں صدی کے مثنوی کے فن کو متعارف کروانا ہے۔ شاعر نے تصوف کے موضوع کو استعمال کرنے کے لئے تمثیل لکھی۔ اس کی صنف تمثیل ہے جس میں شاعر نے اپنے زمانے کے قارئین کو مسحور کرنے کے لیے تصوف کے بہت سے موضوعات پر بحث کی ہے مثنوی کا روایتی آغاز تھا جیسے حمد نعت اور منقبت۔

مقالہ نمبر	4		صفحہ نمبر	56 تا 80
مقالہ نگار:	نجیبہ عارف			

عنوان مقالہ:	1868 کی دہلی کا شماریاتی جائزہ ایک اہم دستاویز کا قلمی نسخہ

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون میں اٹھارویں صدی کے اوائل میں دہلی کے مقامات اور لوگوں کے بارے میں اعداد و شمار کا اشتراک کرنا ہے جو ایک ایسے مخطوطہ میں موجود ہے جیسے ایڈنبرا یونیورسٹی کے اورینٹل مینواسکرپٹس کے سیکشن میں محفوظ کیا گیا ہے ایسٹ انڈیا کمپنی اپنے مقامی مشیروں کے ذریعے ایسے سروے کرواتی تھی خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے حکم پر کیا گیا ایک سروے ہے۔ شہر کے اعداد و شمار اس میں موجود معلومات کی نوعیت کو ظاہر کرنے کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔

مقالہ نمبر	5		صفحہ نمبر	81 تا 84
مقالہ نگار:	حسن بیگ			

عنوان مقالہ:	علامہ شبلی نعمانی کی ایک غیر معروف علمی خدمات

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مضمون ایک عربی تصنیف کے پیچھے کی مختصر کہانی پر روشنی ڈالتا ہے۔ عربی زبان کی کتاب "امتحان الالباء لکافتہ الاطباء" اور اس کا اردو میں ترجمہ یہ کام بنیادی طور پر حکیموں جڑی بوٹیوں کی دوائیں استعمال کرنے والے روایتی معالجین کے تعلیم اور امتحانی سوالات و جوابات سے متعلق ہے۔

مقالہ نمبر	6		صفحہ نمبر	85 تا 102
مقالہ نگار:	بصیرہ عنبرین			

عنوان مقالہ:	''اسرارِ خودی بیاض اور مطبوعہ کلام تقابلی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں علامہ اقبال کی 1923ء میں شائع ہونے والی تصنیف مثنوی "اسرار خودی" کے منتخب اشعار کا اس کے دو بیاضوں کے ساتھ موازنہ کیا گیا ہے تا کہ اقبال

اکیڈمی لاہور کی طرف سے اس کے وسیع پیانے پر شائع شدہ متن میں ترمیم کا ذکر کیا جا سکے۔

مضمون نگار نے بیاض سے مختلف اشعار کا ذکر کیا ہے۔مثنوی کا 1923ء کا متن اس کا تیسرا ایڈیشن تھا۔اس کا پہلا ایڈیشن 1915ء اور ڈوسرا ایڈیشن 1918ء میں شائع ہوا سب سے پہلے شاعر علامہ اقبال کی بہت سی درستگیاں پیش کرتے ہیں۔کیونکہ اس پر تنقید کی گئی تھی۔علامہ اقبال کو اس میں کچھ تبدیلیاں کرنی پڑی تھیں اس میں شامل عنوانات بڑی حد تک مختلف ہیں بیاض کے مندرجات سے پتہ چلتا ہے کہ مثنوی اس وقت اپنے آخری نسخے تک نہیں پہنچی تھی دوسری بیاض کا بھی یہی حال ہے یہ بیاض چند اشعار سے خالی ہے جو بعد میں شائع ہونے والے اس کے آخری نسخے میں شامل ہیں۔

مقالہ نمبر	7		صفحہ نمبر	103 تا 108
مقالہ نگار:	ظفر حسین ظفر			

عنوان مقالہ:	مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی: دو غیر مطبوعہ خط

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون میں سید ابوالاعلیٰ مودودی کے نامور عالم اور سوانح نگار مولانا غلام رسول مہر کو بالترتیب 1962ء اور 1952ء میں لکھے گئے دو نایاب خطوط کا اشتراک کیا گیا ہے۔مضمون میں نوٹس اور وضاحتیں شامل ہیں۔

مقالہ نمبر	8		صفحہ نمبر	109 تا 136
مقالہ نگار:	راشد شیخ			

عنوان مقالہ:	علامہ عبدالعزیز میمن: اردو زبان میں تالیفات و مقالات

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِ نظر مضمون معروف عربی اسکالر اور ماہر لسانیات علامہ عبدالعزیز میمن کی اردو

تخلیقات کو پیش کرتا ہے اپنے پسندیدہ شاعر ابوالاعلیٰ معاری کی شاعری سے متاثر ہو کر انہوں نے اردو میں بھی اپنی تخلیقات کے بارے میں لکھا مضمون میں ان کے مختصر اردو اقتباسات پیش کئے گئے ہیں۔ اپنی ایک تحریر میں معاری نے ادب کے بارے میں ابن خلدون کے تصور کو بیان کیا ابن خلدون نے ادب کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ یہ زبان, تاریخ, لغت، قوافی، اخلاقیات، اخبار اور تصنیف کا منظّم مطالعہ ہے۔

مقالہ نمبر	9		صفحہ نمبر	137 تا 152
مقالہ نگار:	محمد تنزیل الصدیقی الحسینی			

عنوان مقالہ:	بقا غازی پوری: سوانح اور شاعری

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون کا مقصد بقا غازی پوری کی زندگی کا احوال اور تین زبانوں اردو، فارسی اور عربی میں شاعری سے انتخاب فراہم کرنا ہے۔ غازی پوری مولوی عبدالاحد شمشاد لکھنوی کے شاگرد تھے۔ غازی پوری سر سید احمد خان کو خط لکھتے تھے اور اس کے بارے میں سر سید احمد خان نے انہیں علی گڑھ یونیورسٹی میں اپنے ساتھ کام کرنے کی دعوت دی مضمون میں ان کے کاموں کا اعتراف کیا گیا ہے۔ بہت سے طلبا ان سے شاعری کی تربیت لیتے تھے ان کی شاعری مختلف گلدستوں میں شائع ہوئی۔

مقالہ نمبر	10		صفحہ نمبر	153 تا 164
مقالہ نگار:	مورا کامی آسوکا			

عنوان مقالہ:	امراؤ جان ادا اور شاہد رعنا محرکات تخلیق

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون میں مرزا ہادی رسوا کے اردو ناول امراؤ جان ادا کے پیچھے جو محرکات

تھے ان کو اجاگر کیا گیا ہے قاری سرفراز حسین اعظمی کا نام شاہد رعنا تھا۔اور خاص طور پر ان کے درباریوں کے تصورات نے اپنے ناول کے ذریعے رسوا کی مخالفت کی راہ ہموار کی اعظمی نے اپنے ناول میں شریف مردوں کے ساتھ شادی کرنے والی عورتوں کی مخالفت نہیں کی دوسری طرف رسوا نے ان کی مخالفت کی دونوں ناول نگاروں نے خواتین کے کرداروں کی تصویر کشی کی۔جو اپنی زندگی کو شریف خواتین کے طور پر گزارنے کی خواہش رکھتی ہیں۔

مقالہ نمبر	11		صفحہ نمبر	165 تا 184
مقالہ نگار:	بی بی امینہ			

عنوان مقالہ:	اردو لغت (تاریخی اصول پر) میں مندرج اسناد امثلہ تجزیہ

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون میں اردو لغت تاریخی اصول پر کے اندراجات کے پیچھے فراہم کردہ سیاق و سباق کے مختلف نمونوں کی وضاحت کرتا ہے۔ اس لغت کی 22 جلدیں ہیں۔ پہلی جلد 1977ء میں شائع ہوئی اور آخری 2010ء میں شائع ہوئی۔لغت میں 750 سال پرانے ماخذ کا استعمال کیا گیا۔ یہ بہت سی مثالیں دیتا ہے۔ جہاں لغت نے اپنے مقرر کردہ اصولوں کی خلاف ورزی کی مضمون میں ان کے خلاف اندراجات کی فہرست فراہم کی گئی ہے جن کا شاعری اور نثر دونوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اور ان کو استعمال کرنے کے لیے جو ذرائع منتخب کیے گئے ہیں ان میں سے جو قابل اعتماد ہیں ان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	12		صفحہ نمبر	185 تا 192
مقالہ نگار:	جاوید خورشید			

عنوان مقالہ:	مالدیپ دھیویھی زبان عربی، فارسی اور اردو کے مشترک الفاظ

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون کا مقصد مالدیپ کے جزیروں کی دھیویہی زبان کی اردو کے ساتھ مماثلت کو تلاش کرنا ہے۔دھیویہی زبان جزائر کی تاریخ فراہم کرتی ہے یہ زبان جدید ہند آریائی زبانوں سے بہت متاثر ہےاس زبان کے ابتدائی نسخوں میں عربی زبان کے الفاظ دھیو یہی زبان میں کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ بہت سے محققین نے اس زبان اوراس کے لوگوں پر تحقیق کی ہےاور خطے کی دوسری زبانوں کے ساتھ اس کے تعلقات کو تلاش کرنے کے لئے بہت کوشش کی ہے۔

مقالہ نمبر	13		صفحہ نمبر	1 تا 30
مقالہ نگار:	میرزا خان			

عنوان مقالہ:	تحفۃ الہند زبان کی اولین لغت: قسط پنجم

توضیحاتِ مقالہ:

تحفۃ الہند میں اردو زبان کی اولین لغت قسط پنجم پیش کی گئی ہےاور یہ سلسلہ " تحصیل " کے پہلے شمارے سے لے کر قسط وار شائع کیا جارہا ہے جو کہ ایک بہت عمدہ کاوش ہےاس میں لغت کا عکس پیش کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	14		صفحہ نمبر	31 تا 44
مقالہ نگار:	محمد اکرام چغتائی			

عنوان مقالہ:	Aloys Sprenger in London

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون میں Aloyssprenger کے 12 خطوط جو 29 جولائی 1942ء

کو بھیجے گئے ان کو پیش کیا گیا ہے، جولندن یونیورسٹی کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔ یہ خطوط سو سائٹی آف ڈفیوژن آف نالج دفتر کے انچارج ڈیوڈ کونولی کو بھیجے گئے ہیں۔ اس نے لغت کے حروف تہجی A سے خلاصہ تصنیف کیا۔

مقالہ نمبر	15		صفحہ نمبر	45 تا 58
مقالہ نگار:	محمد سہیل عمر			

عنوان مقالہ:	Anthropocosmic vision: The Lightof Dharma in all Wisdom Traditions

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون ان دھرمی اصولوں کے بارے میں وضاحت کرتا ہے جو اب تک دھندلے ہو چکے ہیں۔ مضمون میں حکمت کی روایات یا عالمی مذاہب جیسے ہندومت، بدھ مت، زرتشت، یہودیت، عیسائیت اور اسلام کا اشتراک کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	16		صفحہ نمبر	59 تا 62
مقالہ نگار:	شہاب یار خان			

عنوان مقالہ:	Lost Tradition of Balkanian Drama of the Ottoman Era

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون کا مقصد عثمانی دور کے بلقانی ڈرامے کی کھوئی ہوئی روایات کو اجاگر کرنا ہے اس غلط فہمی کو دور کرنا ہے کہ شیڈو تھیٹر بنیادی طور پر "سیراگلی" تک محدود تھا۔ جہاں دربار اور حرم کی خواتین اسے دیکھ سکتی تھیں۔

مقالہ نمبر	17		صفحہ نمبر	63تا68
مقالہ نگار:	سہیل عمر			

عنوان مقالہ:	Translation of Gayatri Mantra and Iqbal

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون ترجمہ گائتری منتر اور اقبال ہے۔اقبال نے اپنی نظم آفتاب کے ذریعے گائتری کا ترجمہ پیش کیا ہے۔آفتاب پہلی بار مخزن میں 1902ء میں شائع ہوئی تھی۔اس میں رگ وید کی اس قدیم اور مشہور دعا کو متعارف کروایا گیا تھا۔جس میں نظم میں روشنی کی علامت کو تصوف میں اس کے مشابہ نظریات کے ذریعے بیان کیا گیا تھا۔مضمون میں نظم آفتاب میں روشنی سے پیدا ہونے والے اظہار کی وضاحت کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	18		صفحہ نمبر	69تا86
مقالہ نگار:	غلام مصطفےٰ خان			

عنوان مقالہ:	Archival Annexure

توضیحاتِ مقالہ:

خاکی اردو کا ایک نامعلوم صوفیانہ شاعر تھا قلمی نام خاکی اور سید محمد عرف مدن صاحب تھا۔خاکی ہندوستان کا ایک عظیم صوفی شاعر ہے لیکن خاکی کے متعلق ان کے ادبی اور شاعرانہ کام کے حوالے سے کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے۔سوائے اس کے جو خاکی کے کیے ہوئے کام سے جمع کر سکیں۔خاکی کا مکمل دیوان حبیب گنج لائبریری علی گڑھ میں محفوظ ہے اور اب تک دستیاب واحد نسخہ ہے اس میں خط نسخ میں لکھی ہوئی اٹھارہ سو سے زیادہ آیات ہیں۔خاکی کی شاعری میں غزل، قصیدہ اور 55 آیات پر مشتمل ایک مثنوی ہے۔جس میں بعض مذہبی عقائد کی تشبیہات ہیں۔

مقالہ نمبر	19		صفحہ نمبر	87تا119
مقالہ نگار:	دامیر خیری			

عنوان مقالہ:	Book Review Iqbalاقبال سب کے لیے

پروفیسر شہاب یار خان پی ایچ ڈی کی تدوین مطبوعہ ابن سینا، پبلشنگ ہاؤس بچوں کے لیے اقبال کی شاعری بہت متاثر کن اور منفرد ہے۔اقبال کے تخلیق کردہ کاموں اور شاعری نوجوانوں کی مناسب تربیت ان میں نظم وضبط کے اصول پیدا کرنے کی خواہاں ہے۔اس مجموعہ کا ترجمہ رضا کار طلبہ کے ایک گروپ نے کیا۔ "بوسنیا کے نوجوان "اقبال کی نظم بچے کی نماز سے متعلق بہت دلچسپی کا باعث بنی۔

☆☆☆☆☆☆☆

تحقیقی وادبی مجلّہ "تحصیل"

شمارہ۔6۔جلداول

جنوری۔جون2020ء

مقالہ نمبر	1		صفحہ نمبر	1 تا30
مقالہ نگار:	عارف نوشاہی			

عنوان مقالہ:	لایق جونپوری کی مثنوی سادہ پرکار

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون کا مقصد فارسی مثنوی سادہ اور پرکار کے حقیقی مصنف کے بارے میں معتبر تفصیلات فراہم کرنا ہے اس مضمون میں بہت سے اشعار کا حوالہ دیا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کام عبدالقادر بیدل کی بجائے لائک جونپوری کی تصنیف ہے۔ٹونک، ہندوستان میں محفوظ شدہ مخطوطہ کے مصنف کے طور پر عبدالقادر بیدل کا نام کام کے ترقیمہ میں موجود ہے۔اس کے مدیر نے 22افراد کا دیباچہ لکھا ہے جس میں عبدالقادر بیدل کو اس کے شعر سے منسوب کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	2		صفحہ نمبر	31 تا82
مقالہ نگار:	عبدالعزیز ساحر			

عنوان مقالہ:	تاریخ المشائخ چشت (جلد پنجم) استدراک وتسامحات

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون کا مقصد ستر(70) سے زائد اقتباسات پر روشنی ڈالنا ہے۔بہت سی شخصیات کے نام اور مقامات جنہیں پروفیسر خلیق احمد نظامی کی معروف اردو تصنیف تاریخ

المشائخ چشت جلد پنجم نے غلط طریقے سے شامل کیا ہے۔ اسے چشتی حکم کی مستند تصانیف میں سے ایک شمار کیا جاتا ہے۔ مضمون میں پبلشرز کے بارے میں تفصیلات بتائی گئی ہیں۔ جنہوں نے اس کام کو پرنٹنگ میں آنے کے بعد تیار کیا ہے۔ مضمون شیئر کرتا ہے کہ غلطیوں کی تعداد کے باوجود یہ کام اب بھی معلومات کا ایک قابل ذکر ذریعہ ہے اور خاص طور پر مصنف کا انداز تحریر واقع قابل تعریف ہے۔

مقالہ نمبر	3		صفحہ نمبر	83 تا 100
مقالہ نگار:	محمد راشد شیخ			

عنوان مقالہ:	کردار ساز اساتذہ اور ان کے چند واقعات

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مضمون ان اساتذہ پر روشنی ڈالتا ہے جنہوں نے نہ صرف مضبوط لوگ پیدا کیے بلکہ ان کی شراکت دوسروں کے لیے مثالیں قائم کرتی ہے یہ مضمون پندرہ مثالی اساتذہ پیش کرتا ہے جن پر کوئی بھی معاشرہ فخر کر سکتا ہے یہ بے لوث اساتذہ اپنے شاگردوں کی نہ صرف مدد کرتے تھے بلکہ وہ اپنے معمولی مالی وسائل سے اپنے شاگردوں کی مالی معاونت بھی کرتے تھے۔

مقالہ نمبر	4		صفحہ نمبر	101 تا 114
مقالہ نگار:	تنزیل الصدیقی الحسینی			

عنوان مقالہ:	مولانا محمد اکرم خان علمی، ادبی وصحافتی خدمات

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون کا مقصد مولانا محمد اکرام خان کی زندگی اور کارناموں کو پیش کرنا ہے جنہوں نے بہت فعال، سیاسی اور فکری زندگی گزاری۔ انھوں نے بنگلہ دیش میں صحافت کا آغاز کیا۔ جس میں مسلمانوں کی آواز اور مسائل کو پیش کیا گیا۔ انہوں نے تحریک پاکستان میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا انہوں نے پانچ جلدوں پر مشتمل تفسیر لکھی جو۔ بنگلہ زبان میں قرآن پاک کی پہلی مکمل طویل تفسیر تھی۔ مولانا محمد اکرم خان نے حضرت محمد ﷺ کی سوانح حیات "مصطفیٰ

سیرت" بھی لکھی۔ مصطفیٰ سیرت کو بنگلہ زبان میں وہی اہمیت حاصل ہے جو اردو زبان میں سیرت النبی ﷺ کو حاصل ہے انہوں نے بنگلہ دیشی لوگوں کی سماجی تاریخ بھی لکھی۔ وہ خود شاعر تھے اور پاکستان نامہ شائع ہوا تو اس میں ان کی شاعری مرتب کی گئی تھی۔

مقالہ نمبر	5		صفحہ نمبر	115 تا 128
مقالہ نگار:	ارشد محمود ناشاد			

عنوان مقالہ:	گوشہ خطوطِ سید ابوالاعلیٰ مودودی: مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے تین نادر اور غیر مطبوعہ خط

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِ نظر مضمون مولانا سید ابوالاعلی مودودی کے مرزا عزیز فیضانی دار پوری کو لکھے گئے۔ تین غیر مطبوعہ خطوط پیش کرتا ہے۔ دار اپوری ایک شاعر، نثر لکھنے والے اور بہت سے خبر رساں اداروں کے اخبار ایڈیٹر تھے۔ مضمون میں دار اپوری کے کاموں کی تفصیلات فراہم کی گئی ہیں۔ آغاز میں مولانا کے خطوط کا مختصر اسلوب پیش کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	6		صفحہ نمبر	129 تا 150
مقالہ نگار:	ظفر حسین ظفر			

عنوان مقالہ:	خطوط مودودی بر نام چوہدری غلام محمد

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مضمون مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے غیر مطبوعہ خطوط پیش کرتا ہے جو مولانا کے قریبی ساتھی چوہدری غلام محمد کو لکھے گئے تھے۔ شروع میں مصنف نے مولانا کے پہلے سے شائع شدہ خطوط پر مشتمل کتابوں اور مجموؤں کے بارے میں تفصیلات بتائیں مضمون خطوط میں سامنے آنے والی شخصیات کے بارے میں تفصیلات فراہم کرتا ہے۔

مقالہ نمبر	7		صفحہ نمبر	151 تا 154

مقالہ نگار:	مجلسِ ادارت			

عنوان مقالہ:	خطوطِ مودودی بہ نام حکیم قاری احمد پیلی بھیتی

توضیحاتِ مقالہ:

جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے غیر مطبوعہ خطوط مختلف امور پر ان کے خیالات کے بارے میں معلومات کا خزانہ ہے۔ زیر نظر مضمون ان کے چار غیر مطبوعہ خطوط پیش کرتا ہے جو معروف خطیب، حکیم اور مدیر قاری احمد پیلی بھیتی کو بھیجے گئے ہیں مولانا مودودی نے اس سلسلے میں جو خیالات کا اظہار کیا ہے وہ ان کے لسانی نقطہ نظر کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

مقالہ نمبر	8		صفحہ نمبر	155 تا 158
مقالہ نگار:	معین الدین عقیل			

عنوان مقالہ:	مکاتیب مولانا ابوالاعلیٰ مودودی بر نام معین الدین عقیل

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مختصر مضمون مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے غیر مطبوعہ خطوط پیش کرتا ہے جس میں مولانا نے مصنف کو رسیدیں بھیجی تھیں جنھوں نے مولانا کو اپنی کتابیں اور ایک پمفلٹ تحریک پاکستان اور مولانا مودودی کو بھیجا تھا۔ مصنف نے مولانا سے ان کی رہائش گاہ لاہور اچھرہ میں ملاقات کا تجربہ بیان کیا ہے۔

مقالہ نمبر	9		صفحہ نمبر	159 تا 168
مقالہ نگار:	ڈیوڈ واٹریسن		منیب الحسن رعنا	

عنوان مقالہ:	ترجمہ: محسن حامد کا ناول ''عالم گیریت کا تناظر''

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں محسن حامد کے ناول کو موضوع بنایا گیا اور اس ناول کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے ناول میں عالمگیریت اور اس کے تناظر میں اقدار اور ثقافتی سرگرمیوں کی تبدیلی اور اس سے

پیدا ہونے والے رویے نے سرحدوں سے پرے انسانی شناخت کو ضروری سمجھا۔

مقالہ نمبر	10		صفحہ نمبر	169 تا 185
مقالہ نگار:	اکرام چغتائی			

عنوان مقالہ:	گوشہ نوادر: ایک قدیم فہرستِ کتب

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مضمون 1850ء سے پہلے کے ممتاز مشرقی ڈاکٹر آیلوئس سپرینگر کی مرتب کردہ کتابوں کا ایک اشاریہ شیئر کرتا ہے جسے برلن کے اسٹیٹ لائبریری میں محفوظ کیا گیا تھا۔ برصغیر میں اپنے تیرہ سال کے دور میں اس نے عربی، فارسی، ترکی اور اردو کاموں کی کتابوں اور مخطوطات پر مشتمل اشاریہ مرتب کیا سپرینگر رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن سے وابستہ تھے اپنی تنظیم کے دوران کی بہت سی لائبریریوں میں موجود عربی، فارسی اور ترکی زبانوں کے کام نکالے۔ مورخ سرہندی ایلیٹ نے انہیں موتی محل، ٹاپ خانہ اور لکھنؤ کی فرخ بخش لائبریریوں میں موجود کاموں کی کتابیات مرتب کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے مذکورہ کتب خانوں کی بنیاد پر کتابوں کا ایک اشاریہ مرتب کیا جو آٹھ جلدوں پر اختتام پذیر ہوا۔

مقالہ نمبر	11		صفحہ نمبر	1 تا 8
مقالہ نگار:	انور معظم			

عنوان مقالہ:	For Consideration of the Muslim Elite for world peace a proposal

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون کا مقصد ادارہ سازی کی اہمیت کے لیے قرآن پاک کی بنیاد پر رہنما اصولوں کا اشتراک کرنا ہے۔ مسلم معاشروں کے زوال کی سب سے بڑی وجہ قرآن کی تعلیمات کو علمی وسماجی، اقتصادی، سیاسی، فکری، تعلیمی اور ثقافتی اداروں میں تبدیل کرنے کے نقطہ نظر کو نظر انداز کرنا ہے۔

مقالہ نمبر	12		صفحہ نمبر	9تا24
مقالہ نگار:	منیر واسطی سید			

عنوان مقالہ:	Maulana Rahmatullah khairanvi: Turkish Facts of his life and work

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی زندگی اور ان کے کاموں سے متعلق ہے جن کی علمی و مذہبی کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں شائع ہوئی اور انگریزی، ترکی دیگر زبانوں میں بھی ترجمہ کیے گئے۔ اردو میں دو مکمل ماخذ تاریخی کرداروں کے ساتھ ساتھ اس وقت کے ثقافتی حالات سے متعلق تفصیلات بھی پیش کرتے ہیں۔ کیرانوی نے اٹھارہ کتابیں لکھیں۔ جو دہلی، آگرہ، استنبول سے شائع ہوئیں۔ کیرانوی کی کتابوں کا بہت سی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

مقالہ نمبر	13		صفحہ نمبر	25تا85
مقالہ نگار:	محمد سہیل عمر			

عنوان مقالہ:	Iqbal's Vision of civilization Modernity and Nationalism are his Ideas Relevant today

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مضمون جمہوریت قوم پرستی اور کمیونزم کے بارے میں اقبال کے تصور کو پیش کرتا ہے اور انہوں نے واضح کیا کہ یہ دراصل سامراج کے جبر کے پہلو ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ امت مسلمہ انسانیت کے لیے نمونہ بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ پاکستانی انسانیت کے جذبے کے ساتھ امت کو زندہ کرنے کے لیے پہل کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆

تحقیقی و ادبی مجلّہ "تحصیل"

شمارہ۔7 جلد اول

جولائی۔۔دسمبر 2020ء

مقالہ نمبر	1		صفحہ نمبر	1 تا 28
مقالہ نگار:	احمد سعید			

عنوان مقالہ:	شملہ وفد: ایک نیا تناظر

توضیحاتِ مقالہ:

آغا خان سوم کی قیادت میں پینتیس ممتاز مسلم رہنماؤں پر مشتمل ایک مسلم وفد نے اکتوبر 1906ء کو گورنر جنرل لارڈ منٹو سے ملاقات کی جس میں مسلم آبادی کے کچھ مطالبات پیش کیے ان میں سے ایک الگ انتخابات کا مطالبہ بھی تھا جس نے قیام پاکستان کی راہ ہموار کی اس مضمون کا مقصد ان جرائد پر روشنی ڈالنا ہے جنہوں نے جداگانہ انتخابات کے مطالبے کو تسلیم کروانے کے لیے سخت جدوجہد کی ان میں چند جرائد کے نام ماہ نامہ، ڈیکن ریویو، ہفتہ وار، وطن، لاہور، علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ، سول اینڈ ملٹری گزٹ آرکائیول ریسرچ وغیرہ

اخبارات پر مبنی ذرائع کے علاوہ مصنف نے بہت سے ادبی ذرائع اور خواجہ عبدالرؤف عشرت لکھنوی کی ایک مفصل نظم کا ذکر بھی کیا ہے اس کے علاوہ مضمون میں ہندو اخبارات کا ذکر کیا گیا جو مسلمانوں کے لئے بدزبانی کرتے اور اپنے قارئین کو گمراہ کرتے تھے

مقالہ نمبر	2		صفحہ نمبر	29 تا 45
مقالہ نگار:	عارف نوشاہی			

عنوان مقالہ:	خان آرزو سے منسوب ایک بیاض

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِنظر مضمون میں سراج الدین علی خان آرزو سے تاریخی طور پر منسوب ایک بیاض جنگ کے نایاب فارسی نسخے کا تنقیدی جائزہ لیا گیا یہ نسخہ اسلامی مشاورتی اسمبلی لائبریری تہران میں محفوظ ہے۔ بیاض اکہتر صفحات پر مشتمل ہے اور 88 شاعروں کی تخلیقات کو شامل کرنے کے لئے ہاتھ سے لکھی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	3		صفحہ نمبر	46 تا 50
مقالہ نگار:	محمد اکرام چغتائی			

عنوان مقالہ:	خیری برادران اور جرمن نژاد مستشرقین علمی وفکری روابط

توضیحاتِ مقالہ:

خیری برادران عبدالستار حیدری اور عبدالجبار حیدری بیسویں صدی کے اوائل میں اپنا وطن چھوڑنے کے بعد قاہرہ مصر چلے گئے اس مضمون میں ان کی خدمات کو بیان کیا گیا ہے

خیری برادران آکسفورڈ یا کیمبرج جا سکتے تھے لیکن انہوں نے اپنے مشن کے لیے ایک ایسے الگ ملک کا انتخاب کیا جہاں وہ نوآبادیاتی طاقتوں کے چنگل سے آزاد ہو کر کام کر سکیں گے۔ جامعہ الازہر میں مفتی عبدہ ان کے استاد تھے۔ وہ مصر سے بیروت چلے گئے۔

مقالہ نمبر	4		صفحہ نمبر	51 تا 64
مقالہ نگار:	عصمت درانی			

عنوان مقالہ:	مولوی حافظ عزیز الدین عزیز علوی ساعت ساز

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون کا مقصد مولوی حافظ عزیز الدین ساعت ساز کے بارے میں غلط فہمیوں

کو دور کرنا ہے کیونکہ ایک اور مولوی عزیز الدین بھی تھے جن کا قلمی نام عزیز صاحب اور خطاط تھے۔ دونوں شعرا کی شاعرانہ تخلیقات ایک دوسرے میں ضم ہوگئیں۔ ساعت ساز اپنے عنوان "ابورجہ" کی وجہ سے بہت جانے جاتے تھے اور ان کی ایک کتاب "نظم الوراثہ" پر ان کا عنوان درج ہے دوسری طرف عزیز الدین خوشنودی کا لقب "یا قوت" راقم تھا۔ جو نواب صادق محمد خان نے دیا تھا۔

مقالہ نمبر	5		صفحہ نمبر	65 تا 78
مقالہ نگار:	محمد سہیل عمر		خالد ندیم	

عنوان مقالہ:	رقعاتِ سرمد کا ایک کامیاب مخطوطہ

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مضمون سرمد کے 23 رقعات کو مکمل طور پر بیان کرتا ہے۔ جو چار حصوں پر مشتمل ہے۔ صوفی اور شاعر سرمد کی مختصر زندگی رکعت کا فارسی متن ان کا انگریزی اور اردو ترجمہ ایک گہری صوفیانہ حقیقت سے بھری ہوئی ہیں۔ سرمد ایک ایرانی یہودی تھا جس نے اسلام قبول کیا فارسی میں تین سو رباعیات تحریر کیں۔

مقالہ نمبر	6		صفحہ نمبر	79 تا 106
مقالہ نگار:	محمد یامین عثمان			

عنوان مقالہ:	علامہ اقبال اور عطیہ فیضی باہمی روابط کے تاریخ ساز اثرات

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ علامہ اقبال کی فارسی شاعری لکھنے کی تحریک کے پیچھے بیگم عطیہ فیضی کا ہاتھ تھا اس میں یہ بھی بتایا گیا کہ شاعر کے ساتھ اس کا رشتہ لندن میں کیسے شروع ہوا علامہ اقبال نے عطیہ فیضی سے 1970ء میں لندن میں ملاقات کی

جب وہ اپنی تعلیم کے حصول کے لیے وہاں گئے۔عطیہ بھی وہاں تھی لیکن اس نے وہاں پر اپنی تعلیم مکمل نہیں کی۔عطیہ فیضی نے ایک عشائیہ میں علامہ اقبال سے متاثر ہوکران کا ذکر انہیں حافظ کی شاعری کا حافظ بتا کر کیا۔

مقالہ نمبر	7		صفحہ نمبر	107 تا126
مقالہ نگار:	خالد ندیم			

عنوان مقالہ:	اردو میں فرضی مکتوب نگاری نوعیت اور روایت

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں اردو کے بہت سے معروف ادیبوں اور شاعروں کے لکھے گئے خطوط پر تنقیدی بحث کرنے کی کوشش کی گئی ہے ان خطوط میں خط لکھنے والوں کے ذہن میں کوئی خاص اور مخصوص وصول کنندہ نہیں تھا یعنی ان کو خیالی خطوط بھی کہا جا سکتا ہے ان خیالی مضمون نما خطوط کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ان خیالی خطوط میں مصنفین اور اسکالرز کی ان معلومات اور مسائل کو بھی دیکھا جا سکتا ہے جن کو اپنی متواتر تحریروں میں شیئر نہیں کرتے۔خیالی مضمون نما خطوط کی مثالیں ایم اسلم کے خط کا جواب، محمد یونس کی قیدی کے خطوط، مجنوں گورکھپوری کے پردیسی کے خطوط شامل ہیں۔

مقالہ نمبر	8		صفحہ نمبر	127 تا142
مقالہ نگار:	شمس بدایونی			

عنوان مقالہ:	خطوط شمس الرحمان فاروقی بہ نام شمس بدایونی

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون معروف نقاد شاعر افسانہ نگار شمس الرحمان فاروقی کے غیر مطبوعہ خطوط اور ای میلز کو پیش کرتا ہے جو ڈاکٹر شمس بدایونی کو بھیجے گئے تھے۔خطوط دو حصوں میں تقسیم ہیں۔

پہلے حصے میں 13 خطوط ہیں اور دوسرے حصے میں 4 خطوط ای میل دیے گئے ہیں۔ پہلا خط 20 ستمبر 1989ء کا تھا۔ آخری خط 4 جون 2020ء کو لکھا گیا ہے۔ خطوط قارئین کو شمس الرحمان کے تلخ تبصروں کے کے ساتھ ساتھ ادبی بات چیت دیکھنے کا ایک دل چسپ موقع فراہم کرتے ہیں۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے مولانا شاہ آسی سکندرپوری، امام احمد رضا خان اور علامہ اقبال کے بارے میں ڈاکٹر بدایونی کی تنقیدی فہم کے جواب میں واضح کیا کہ فقہ اور احادیث کے متعلق وہ ڈاکٹر بدایونی سے زیادہ علم رکھتے تھے۔

مقالہ نمبر	9		صفحہ نمبر	143 تا 158
مقالہ نگار:	عارف نوشاہی			

عنوان مقالہ:	پروین شاکر کے خطوط (فارسی ادب سے)

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِ نظر مقالے میں اردو کی مشہور شاعرہ پروین شاکر کے چار غیر مطبوعہ خطوط پیش کیے گئے ہیں۔ جو مضمون مصنف کو لکھے گئے تھے۔ خطوط فارسی زبان سیکھنے کی طرف فطری رجحان کو ظاہر کرتے ہیں۔ پروین شاکر نے فاصلاتی تعلیم کے ذریعے فارسی زبان سیکھنے میں اپنی دلچسپی ظاہر کی۔

پروین شاکر نے فارسی شاعری کی ایرانی شاعرہ فرخ زاد کی تعریف میں ایک نظم لکھی۔ انھوں نے فرخ زاد کی فارسی شاعری کو بہت اچھے انداز میں پیش کیا۔ پروین شاکر نے مقالے کے مصنف کی طرف سے فارسی ادب کی نئی اور پرانی کتابوں کی پیشکش کو قبول کرنے سے گریز کیا خطوط کی لکھائی صاف، قابل فہم اور رواں تھی۔

مقالہ نمبر	10		صفحہ نمبر	159 تا 174
مقالہ نگار:	محمد تنزیل الصدیقی الحسینی			

عنوان مقالہ:	قاضی احتشام الدین مرادآبادی: علمی و ادبی خدمات

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون میں قاضی احتشام الدین مراد آبادی کی مختصر زندگی کا خاکہ اور علمی خدمات پیش کی گئی ہیں۔ان کی ادبی اصناف میں شاعری، تراجم اور کتاب مقدس کی تفسیر، تفسیر اکسیر اعظم جیسے اہم اور قابل قدر کارنامہ تھے۔ان کی تفسیر میں اردو نثر بہت ہی واضح اور سادہ محاورہ ہے جو ان کے ہم عصروں میں نایاب تھا۔ قرآن پاک کی تشریحات کرتے ہوئے آپ سرسید احمد خان پر تنقید کرتے ہیں اور اپنی تفسیر میں ان کو جواب دہ ٹھہراتے ہیں۔انہوں نے 1884ء میں "مظہر الاسلام" جیسے رسالوں کی تدوین بھی کی۔ان کا شعری محاورہ اتنا ہی سادہ ہے جتنا کہ ان کی نثر ہے انہوں نے اپنا قلمی نام فرہاد رکھا۔

مقالہ نمبر	11		صفحہ نمبر	175 تا 188
مقالہ نگار:	حسن بیگ			

عنوان مقالہ:	وقائع بابر: چند صراحتیں

توضیحاتِ مقالہ:

معروف دانشور مظہر محمود شیرانی کے وقائع بابر کے اردو متن کے جائزے میں کوئی متعلقہ حوالہ نہیں دیا گیا ہے پروفیسر یونس جعفری دہلی یونیورسٹی کے شعبہ فارسی میں کام کرتے تھے اڈیٹر کی درخواست پر اصل فارسی متن کو اردو میں پیش کیا ہے۔وقائع بابر کے اردو زبان پر اس کے مدیر نے ذکر کیا ہے کہ اصل تصنیف بابر نامہ پہلے ہی ترکی اور فارسی زبانوں میں شائع ہو چکی ہے جس کا عنوان ہے۔ "وقائع بابری" ان زبانوں میں عنوان اختیار کیا گیا ہے وہ درست ہے جیسا کہ محمد ظہیر الدین بابر اپنی تحریر میں بعض اوقات لفظ وقار لکھتے ہیں۔متعلقہ ذرائع کی بنیاد پر ٹیکسٹ ایڈیٹر واضح کرتا ہے کہ بابر نامہ کو "تزک بابری" میں جائزہ لینے والوں سے غلطی ہوئی ہے۔

مقالہ نمبر	12		صفحہ نمبر	189 تا 198

مقالہ نگار:	خالد امین			

عنوان مقالہ:	وفیاتِ پروفیسر احمد سعید

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون میں خالد امین مضمون نگار نے پروفیسر احمد سعید کے متعلق اپنی عقیدت کو پیش کیا ہے پروفیسر احمد سعید ایم اے او کالج لاہور اور اسلامیہ کالج لاہور میں تاریخ کے استاد کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے اسلامیہ کالج کی صد سالہ تاریخ کے موقع پر دو جلدوں پر مشتمل کتاب ''اسلامیہ کالج لاہور'' کی صد سالہ تاریخ کے نام سے لکھی وہ 25 سے زائد کتب کے مصنف تھے۔ علمی اور تحقیقی کام پر ان کو حکومت پاکستان کی طرف سے صدارتی ایوارڈ برائے حسن کارکردگی ملا۔ وہ بہترین استاد اور اعلیٰ اخلاق کے مالک اور انسان پرور تھے۔

انہوں نے اپنی ایک کتاب ایم اے او کالج کے دو افراد کے نام کی۔ جن میں ایک کالج کی گھنٹیاں بجانے والا دوسرا سائیکلوں کی دیکھ بھال کرنے والا تھا۔ یہ دونوں ایم اے او کالج کے ملازم تھے۔ تحریک پاکستان، قائد اعظم محمد علی جناح، مولانا ظفر علی خان، زمیندار، انقلاب، وطن اور پیسہ اخبار ان کے خاص موضوعات تھے۔

مقالہ نمبر	13		صفحہ نمبر	1 تا 14
مقالہ نگار:	شہاب یار خاں			

عنوان مقالہ:	Shakspear and The fall of civilization

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون شیکسپیئر کے زمانے میں طاعون کی بیماری پھیلنے سے متاثر ہونے کے بارے میں ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے آجکل ہم کرونا وائرس کی وجہ سے مایوسی اور خوف کا شکار ہیں۔ بے روزگاری اور خوف زدہ صورتحال سے دوچار شیکسپیئر لاک ڈاؤن میں تھا اور اس کے لندن شہر والے بھی اسی طرح گھر میں قید ہو کر رہ گئے تھے۔ شیکسپیئر ایک ڈرامہ نگار تھا زندگی اس

کے سامنے ہر طرح سے بدل رہی تھی۔اور وہ اپنے تمام تاثرات ،خدشات اور امیر اور غریب لوگوں کے شکوک وشبہات کا اندراج کرنا چاہتا تھا۔

مقالہ نمبر	14		صفحہ نمبر	15 تا 18
مقالہ نگار:	جاوید احمد خورشید			

عنوان مقالہ:	Obituary Dr Syed Munir Wasti dies silently

توضیحاتِ مقالہ:

ڈاکٹر منیر واسطی کئی کتابوں کے مصنف تھے وہ اعلیٰ سطح پر بطور ایک محقق کے جانے جاتے تھے۔وہ ایک دانشور فیملی سے تعلق رکھتے تھے وہ بہت کم گو اور نرم مزاج انسان تھے وہ فیض احمد فیض کے استاد تھے وہ جامعہ کراچی میں انگریزی کے استاد تھے وہ 25 نومبر 2020ء کو وفات پا گئے اور انھیں جامعہ کراچی میں ہی دفن کیا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

تحقیقی وادبی مجلّہ "تحصیل"

شمارہ۔8 جلداول

جنوری۔جون 2021ء

مقالہ نمبر	1		صفحہ نمبر	1 تا 28
مقالہ نگار:	محمد اکرم چغتائی			

عنوان مقالہ:	1857 سے قبل جرمنی میں اردو فارسی اخبارات

توضیحاتِ مقالہ:

زیرنظر مضمون میں برصغیر میں 1857ء سے پہلے شروع ہونے والے نادرونایاب اردواور فارسی اخبارات کو پیش کیا گیا ہے جواس وقت برلن جرمنی کی مرکزی لائبریری میں محفوظ ہیں۔اردو میں صحافت اور تحقیقی کام کی تاریخ نے کبھی ان اخبارات کا حوالہ نہیں دیا۔1857ء سے پہلے شروع ہونے والے گیارہ اخبارات تھے اٹھ اردو میں باقی فارسی میں یہ دہلی،لکھنؤ، آگرہ، بنارس دہلی بریلی کلکتہ سے شائع ہوئے۔محفوظ شدہ اخبارات چارسوانتالیس صفات پرمشتمل ہیں۔اردوجرائدکی تعریف میں کبھی بھی بنارس کے زائرین ہندکا ذکرنہیں کیا گیا۔

مقالہ نمبر	2		صفحہ نمبر	29 تا 40
مقالہ نگار:	عارف نوشاہی			

عنوان مقالہ:	مرکزتحقیقات فارسی ایران وپاکستان کے پچاس سال

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون کے مصنف ان برسوں کے دوران رونما ہونے والے واقعات کا گہری نظر سے مشاہدہ کرنے اور اپنی علمی قابلیت کی وجہ سے دونوں ممالک پاکستان اور ایران کے درمیان ثقافتی تبادلے کوفروغ دینے والی سرگرمیوں کی تفصیل پیش کرتے ہیں۔

مقالہ نمبر	3		صفحہ نمبر	41 تا 48
مقالہ نگار:	محمد اسلم انصاری			

عنوان مقالہ:	ترجمہ قرآن حکیم از علامہ محمد مارماڈیوک پکھتال

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مضمون مارماڈیوک پکھتال نے قرآن پاک کا انگریزی میں ترجمہ کیا تھا اس پر روشنی ڈالتا ہے اس انگریزی ترجمے سے انگریزی زبان کے سیکھنے والے طبقے کو کافی فائدہ پہنچا مارماڈیوک بطور مترجم اور ناول نگار کے بہت شہرت رکھتے تھے اور نامور انگریزی مترجمین نے ان کی حیثیت کو خوب پہچانا اور سراہا۔ علامہ رشید رضا جو کہ محمد عبدو کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے ترجمے کا جائزہ لیا۔ ترجمہ مکمل کرنے کے بعد وہ جانتا تھا کہ ان کے ترجمہ کے کام کو اس وقت تک خوش آمدید نہیں کہا جائے گا جب تک الازہر یونیورسٹی کے علما اسے قبول نہ کریں۔

مقالہ نمبر	4		صفحہ نمبر	49 تا 84
مقالہ نگار:	لیلیٰ عابدی			

عنوان مقالہ:	انیسویں صدی کی اردولغت غیر معیاری اسالیب زبان

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون کا مقصد انیسویں صدی کے اردو لغات میں اردو الفاظ کے بےہودہ بول چال کے استعمال کو تلاش کرنا ہے۔ اس میں لغت نگاروں کے کے ذریعے زبان کے اس طرح کے استعمال کے لئے اردو کے بہت سے مساوی الفاظ کا ذکر ہے۔ مضمون میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس وقت ہماری اردو کیا تھی؟ اس میں اردو کی معروف لغات، لغت نگاروں اور شعرا کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اردو لغت نگاروں میں ان الفاظ کو اپنی تخلیقات میں شامل کرنے کا کوئی معیار

نہیں تھا۔لغت نگاروں کا سماجی پس منظران الفاظ کے لئے مختلف معیارات کا باعث بنا۔

مقالہ نمبر	5`			صفحہ نمبر	85 تا 119
مقالہ نگار:	ٹی آر رینا				

عنوان مقالہ:	رشید حسن خان کی فارسی دانی برعظیم کے کلاسیکی سرمایہ

توضیحاتِ مقالہ:

زیرنظر مضمون برصغیر میں کلاسیکی فارسی کے بارے میں معروف تحقیق اردو کی متعدد متون کے مدیر رشید حسن خان کی مختصر سوانح حیات اور نقطہ نظر پیش کرتا ہے جو زیادہ تر ان کے شائع شدہ اور غیر مطبوعہ خطوط پر مبنی ہے۔رشید حسن خان نے علامہ شبلی کی فارسی تصنیف کی تدوین کی ہے جس میں ان کی استعاروں اور تشبیہات کے منفرد استعمال کو مدیر نے سہراہا ہے۔خان نے خاقائی کے کام کا بھی تنقیدی تجزیہ کیا۔

مقالہ نمبر	6			صفحہ نمبر	120 تا 150
مقالہ نگار:	ظفر حسین حجازی				

عنوان مقالہ:	علامہ اقبال اور مغربی تہذیب کی فکری بنیادیں

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں امت اسلامیہ اور انسانیت کے خلاف مغربی نظریہ کے بارے میں علامہ اقبال کے تنقیدی نقطہ نظر پر بحث کی گئی ہے۔سائنسی نظریات کے بارے میں ان کی سمجھ نے انہیں الحاد اور سراسر سرمایہ داری کی طرف راغب کر دیا۔انسانوں کے درمیان دشمنی، خودغرضی ،انا پرستی اور مادیت پرستی ان کے تقاضوں کی مشترکہ خصوصیات ہیں۔ یورپی علماء نے انیسویں صدی میں کچھ علمی بحث کو نیا اور تازہ سمجھا جس پر عربی علما صدیوں پہلے بحث کر چکے تھے آئن سٹائن کے نظریے کی بنیادی باتیں ماضی میں اسلامی اسکالر نے پہلے ہی زیر بحث لائی تھیں۔

مقالہ نمبر	7			صفحہ نمبر	1 تا 18
مقالہ نگار:	حسن بیگ				

عنوان مقالہ:	Assessment of Urdu Babarnam as by Uzbek Researcher

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِ نظر مضمون میں پی ایچ ڈی کے تحقیقی کام پر تبصروں کے بارے میں وضاحت کرتا ہے بابرنامہ کے اردو تراجم اور اصل نثر کی زبان کے مخطوطہ سے ان کا موازنہ کرتا ہے۔ مضمون میں ان غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو پی ایچ ڈی کے تحقیقی کام میں نہیں ہونی چاہیے مضمون میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ ریسرچ سکالر کو 1924ء میں خجستہ سلطانہ بیگم کی تدوین کردہ بابرنامہ کے اصل کام کا انتخاب کرنا چاہیئے تھا تاکہ اس کا ترکی زبان کے نسخے سے موازنہ کیا جا سکے۔ اس کے برعکس ریسرچ سکالر عالم نے نصیر الدین حیدر کے اردو تراجم کا انتخاب کیا جس کی تدوین عبید اللہ قدسی نے کی۔ تحقیقی کام کے بنیادی ترجمے میں خجستہ سلطانہ بیگم کا تعارف اور نوٹس شامل نہیں ہیں۔

مقالہ نمبر	8		صفحہ نمبر	19 تا 32
مقالہ نگار:	محمد اسد حبیب			

عنوان مقالہ:	Udas Naslain A theorical Analasis of Abdullah Hussain Urdu Novel

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مضمون ترجمہ کی تکنیک اور طریقہ کار کا جائزہ لیتا ہے۔ عبداللہ حسین کا ناول "اداس نسلیں" مصنف نے خود لکھا اور ''The reary Generation'' کے نام سے انگریزی میں ترجمہ کیا اور ترجمہ کرتے ہوئے عبداللہ حسین نے ترجمہ کی تکنیک اور ترجمے کے طریقے کی طرف بہت خاص توجہ دی۔ ترجمہ کی نوعیت اور اصل متن اور ترجمہ شدہ متن کے درمیان تعلق کی نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے نتائج نکالے گئے۔ مضمون نگار ترجمہ کے مقصد کا اندازہ لگاتا ہے اور سامعین پر ہدف کے متن کے اثرات کا جائزہ لیتا ہے جسے ماخذ متن کے ذریعے تخلیق کیا گیا ہے۔

تحقیقی وادبی مجلّہ "تحصیل"

شمارہ۔9 جلداول

جولائی۔۔۔دسمبر 2021ء

مقالہ نمبر	1		صفحہ نمبر	1 تا 40
مقالہ نگار:	انور معظم			

عنوان مقالہ:	عقلیت پسند سید جمال الدین افغانی: اسلامی سوشل ازم کی حمایت

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون کا مقصد سید جمال الدین افغانی کے نظریے کو اجاگر کرنا ہے۔جس کے مطابق اسلام اور اس کے نازل کردہ قوانین عقلیت کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں۔اور اس طرح مسلمان مذہبی سماجی اخلاقیات کی بنیاد پر اپنے عقیدے کو برقرار رکھتے ہوئے سیاسی طور پر متحد ہوسکتے ہیں۔

مقالہ نمبر	2		صفحہ نمبر	41 تا 72
مقالہ نگار:	شمس بدایونی			

عنوان مقالہ:	پروفیسر حنیف نقوی کے خطوط بنام شمس بدایونی

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِنظر مضمون میں پروفیسر حنیف نقوی کے پچیس غیر مطبوعہ خطوط پیش کیے گئے ہیں جو ڈاکٹر شمس الدین بدایونی کو بھیجے گئے ہیں۔یہ خطوط اردو حروف کے بہت سے دوہے اور ایک

شعر "سطر" کے بارے میں بہت سی مفید معلومات سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو اقوال کے طور پر استعمال ہو رہے ہیں۔

مقالہ نمبر	3		صفحہ نمبر	73 تا 86
مقالہ نگار:	یوسف چوہان			

عنوان مقالہ:	اصول ادبی تنقید: نفسیاتی مکتبہ فکر اور سائنسی طریق کار

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون کا مقصد آئی اے رچرڈز کے اردو تراجم اور ان کے ماہرین مثلاً ڈاکٹر جمیل جالبی، بلال احمد زبیری، ڈاکٹر مرزا حامد بیگ کے حوالے سے اہم ادبی تنقید کے اصولوں کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔ تقریباً تمام اردو مترجمین نے ایمانداری اور روانی سے ترجمہ کرنے کی وکالت کی۔ مضمون میں اردو مترجمین کے رجحان کو ظاہر کیا گیا ہے۔ جنہوں نے ماخذ متن کے اسلوب کی پیروی نہیں کی۔ مضمون نگار متن کا ترجمہ کرتا ہے۔ اصطلاحات کا ترجمہ کرنا ہر مترجم کے لئے بہت دشوار ہوتا ہے۔

مقالہ نمبر	4		صفحہ نمبر	87 تا 136
مقالہ نگار:	سید عامر عالم رضوی			

عنوان مقالہ:	اردو رباعی تنوعات اسالیب و موضوعات

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مضمون دکنی دور سے لے کر آج تک پھیلے ہوئے اردو کے مرکوف شعرا کو پیش کرتا ہے۔ تاکہ تجزیہ کیا جاسکے کہ شاعری کلاسیکی، رومانویت سماجی، سیاسی اور دیگر وسیع موضوعات کو کس طرح پیش کرتی ہے۔ میر تقی میر نے بھی اپنے جذبات واحساسات کے اظہار کے لیے اس فورم کا استعمال کیا۔ دہلوی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے شعرا جن میں مرزا غالب، ذوق

،ظفر،مومن نے اپنے اپنے جذبات کی عکاسی کی ہے۔

مقالہ نمبر	5		صفحہ نمبر	137 تا 150
مقالہ نگار:	محمد زبیر			

عنوان مقالہ:	صحرائے راجپوتانہ کا ایک گمنام فارسی شاعر فیض عثمانی

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون معروف محقق حافظ محمود شیرانی کے ایک نامعلوم فارسی شاعر فیض عثمانی کے بارے میں ایک مضمون پیش کرتا ہے یہ مضمون مظہر محمود شیرانی کی 8 جلدوں میں مدون رہا۔ یہ مضمون محقق کی برسی کے موقع پر 15 اکتوبر 1980ء کو روزنامہ جنگ میں شائع ہوا۔ اس مضمون میں ان کے فارسی اشعار کو نعت، حمد، غزل کی مختلف شکلوں میں دکھایا گیا ہے۔ اس مضمون میں ان کی شاعری پر مختصر تبصرہ کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	6		صفحہ نمبر	151 تا 158
مقالہ نگار:	فضل کریم			

عنوان مقالہ:	بلوچی افسانوں کے اردو تراجم، آغاز وارتقا

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون میں بتایا گیا ہے کہ بلوچی زبان میں ترجمہ کب اور کیسے شروع ہوا۔ بلوچی زبان میں سب سے پہلے مذہبی کتابوں کا ترجمہ کیا گیا۔ مذہبی متون کا بلوچی ترجمہ 1876ء میں مکتبہ درخالی سے وجود میں آیا۔ جس میں قرآن پاک اور دیگر اسلامی متون کا بلوچی اور بریلوی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا تھا کہ عیسائی مشنریوں کی کوشش کا مقابلہ کیا جاسکے جو اس وقت بلوچستان کے لوگوں کو متاثر کرنے کے لئے سرگرم تھے۔ بلوچی زبان میں ادبی ترجمہ کا آغاز 1950ء میں ہوا۔ جب مولانا خیبر محمد ندوی کے زیر اہتمام "ماہنامہ" عمان" نے

بہت تعاون کیا۔

مقالہ نمبر	7		صفحہ نمبر	159 تا 169
مقالہ نگار:	محمد اکرم چغتائی			

عنوان مقالہ:	جرمنی میں قدیم اردو مطبوعات 1857 سے قبل

توضیحاتِ مقالہ:

جرمنی میں قدیم اردو مطبوعات کے متعلق ایک مقالہ "تحصیل" شمارہ ہشتم جنوری جون 2021ء میں تفصیل سے پیش کیا گیا ہے۔ جس میں 1857ء سے قبل کے نادر و نایاب اخبارات کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے جو ڈاکٹر لوئیس اسپرنگر جرمنی جاتے ہوئے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ زیر نظر مقالہ میں عربی، فارسی اور اردو کی نادر و نایاب کتب پر مفید معلومات دی گئی ہیں جو عرصہ دراز سے گمنامی میں پڑی رہیں۔ مضمون نگار نے بہت محنت اور کوشش سے نادر و نایاب ذخیرے کو شائع کرنے کا ارادہ کیا اور اس سلسلے میں محمد اکرام چغتائی نے اردو کتب کے سرورق پر شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ تاکہ محققین و قارئین اس قیمتی ذخیرے سے واقف ہو سکیں اور ان کی موجودگی کا بھی ان کو علم ہو سکے۔

مقالہ نمبر	8		صفحہ نمبر	1 تا 12
مقالہ نگار:	شہاب یار خان			

عنوان مقالہ:	New Begning as a pseudoconcept in Shakespearan art

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون کا مقصد شیکسپیئر کے اس تصور کو پیش کرنا ہے جس میں زندگی کا نئے سرے سے آغاز کیا جائے۔ ایک ایسا آغاز جس میں ماضی کے پچھتاوے کا احساس بھی ہو اور

نئے آغاز کے لیے تبدیلی ضروری ہے۔شیکسپیئر کے ڈرامے کے سیاسی ڈھانچے میں ہونے والی تبدیلی بلکل اس قسم کی ہے جو ہم دنیا بھر کے سماجی، تعلیمی اور سیاسی نظاموں میں محسوس کرتے ہیں۔مخصوص افراد اور سیاسی جماعتوں کا عروج و زوال اس کے بنیادی اصولوں کو از سر نو متعین کرنے میں کوئی کردار ادا نہیں کرتا۔انسانی فطرت اور عجز و انکساری، لالچ، ظلم اور جہالت، خودغرضی، انا پرستی نام اور چہرے بدلنا اور کردار بدلنے کے علمبردار وہی رہتے ہیں اسی وجہ سے تبدیلی کا تصور جعلی اور بے معنی نظر آتا ہے۔

مقالہ نمبر	9		صفحہ نمبر	13 تا 22
مقالہ نگار:	محمد صہیب خان			

عنوان مقالہ:	The Administration of colonel Minchin: A new Era of development and prosperity for the Bahawal Pur state

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مضمون ایک تاریخی شخصیت کرنل منچن کے بارے میں ہے جو مغلیہ سلطنت کے زوال پذیر سالوں میں ابھرنے والی ریاست بہاولپور میں اہم امور سرانجام دے رہے تھے۔نواب محمد بہاول خان چہارم کے انتقال کے بعد ریاست بہاولپور کے امور کی دیکھ بھال کے لئے کرنل منچن 1866ء میں اسسٹنٹ کے طور پر تعینات کیا گیا۔وہ درحقیقت بہاولپور میں انقلابی تبدیلیاں لائے بعد میں ان کے ماتحتوں جانشینوں نے ان کی پیروی کی اور ان کے طرز حکمرانی کو اپنایا۔

مقالہ نمبر	10		صفحہ نمبر	23 تا 40
مقالہ نگار:	محمد ذیشان اختر			

عنوان مقالہ:	Modernity in Pakistan fantastic roots and where to find them

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مضمون پاکستان میں جدیدیت کی مقبولیت پر روشنی ڈالتا ہے۔ بنیادی اور اطرافی جدیدیت کی لہر نے اردو ادب کو بخوبی اپنی لپیٹ میں لے کر بہت حد تک اثر انداز کیا لیکن یہ لہر انگریزی سرپرستی سے شروع ہو کر پاکستان میں جدیدیت کے خاتمے پر جا پہنچتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

تحقیقی وادبی مجلّہ "ماخذ"

شمارہ۔1 جلداول

مارچ مئی2020ء

مقالہ نمبر	1	صفحہ نمبر	1 تا12
مقالہ نگار:	اللہ یار ثاقب رضا	ڈاکٹر مشتاق عادل	

عنوان مقالہ:	نذیر احمد کے ناولوں میں تکنیکی رجحانات

توضیحاتِ مقالہ:

1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کی سیاسی، سماجی، معاشرتی، معاشی اور تہذیبی حالت بہت خراب تھی اوران حالات سے مسلمانوں کے ذہنی اوراخلاقی رویوں میں بھی نمایاں تبدیلیاں آئیں۔اسی انتشار اور خانہ جنگی کے دور میں سرسید تحریک کے تحت جو شعرااوراد بانے مسلمانوں کی مدد کی۔ان میں ڈپٹی نذیر احمد بھی تھے۔جنھوں نے ادب برائے ادب کی بجائے ادب برائے زندگی کے تحت مسلمانوں کی عقلی اور اخلاقی تربیت کے لیے لکھا۔اردو ناول نگاری میں ڈپٹی نذیر احمد نے پہلی دفعہ تکنیک کا استعمال کیا جس کے تحت انہوں نے اپنے خیالات کو بہتر اور موثر انداز میں قارئین تک پہنچایا۔انہی تکنیکی رجحانات کا تفصیل سے تجزیہ کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	2	صفحہ نمبر	13 تا23
مقالہ نگار:	عرفان پاشاڈاکٹر	ڈاکٹر محمد امجد	ڈاکٹر عابد

عنوان مقالہ:	جدید اردو شاعری میں دہشت گردی

توضیحاتِ مقالہ:

بیسویں صدی میں عالمی دہشت گردی نے جہاں زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کیا۔ خصوصا 9 / 11 کے بعد عالمی سطح پر دہشت گردی نے سماجی زندگی پر بہت اثر کیا۔ اس طرح ادبا اور شعرا کو بھی دہشت گردی نے متاثر کیا اور انہوں نے اپنی شاعری میں دہشت گردی کے رجحان کی بھرپور مذمت کی اور اردو شاعری میں دہشت گردی کو پیش کیا۔ ان شعرا میں منصور آفاق، عباس تابش، ریاض مجید، کشور ناہید اور تبسم کاشمیری نمایاں ہیں۔

مقالہ نمبر	3		صفحہ نمبر	24 تا 34
مقالہ نگار:	محمد مقصود حسین شاہ		ڈاکٹر ظفر حسین ہرل	

عنوان مقالہ:	پروفیسر محمد یونس حسرت فکاہیہ شاعری کے تناظر میں

توضیحاتِ مقالہ:

پروفیسر محمد یونس حسرت ایک ڈراما نگار مترجم ،اشاریہ نویس ، محقق اور مدون تھے۔ پروفیسر محمد یونس بچوں کے ادیب اور شاعر بھی تھے۔ انہوں نے نہ صرف بچوں کے لیے ادب تخلیق کیا بلکہ بڑوں کے لیے بھی شاعری کی۔ انہوں نے لوگوں کے مسائل کو مزاحیہ شاعری کے ذریعے بیان کیا۔ وہ معاشرے میں پھیلی ہوئی خامیوں اور مسائل کو اپنی شاعری کے ذریعے منظر عام پر لا کر ختم کرنے کے خواہشمند تھے۔ اس مضمون میں ڈاکٹر یونس حسرت کی فکاہیہ شاعری کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	4		صفحہ نمبر	35 تا 44
مقالہ نگار:	رخسانہ بلوچ ڈاکٹر		ڈاکٹر محمد افضال بٹ	

عنوان مقالہ:	سندی تحقیق اور تدوین

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون سندی تحقیق میں اردو تالیف کی ضرورت اور اہمیت کو اجاگر کرنے کی

کوشش کرتا ہے۔اس وقت نوے فیصد سندی تحقیق فکشن کے گرد گھومتی ہے۔آٹھ سو سال پرانی شاعری فی الحال تحقیق سے باہر ہے۔خاص طور پر کلاسیکی متون کی تالیف نہ ہونے کے برابر ہے۔ سندی تحقیق کے معیار کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

مقالہ نمبر	5		صفحہ نمبر	54 تا 62
مقالہ نگار:	خالد ندیم			

عنوان مقالہ:	اردو میں فرضی مکتوبات نگاری کی چند مثالیں

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں فرضی خطوط کا ذکر کیا گیا ہے۔ایسے خطوط جس میں مصنفین اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لیے لکھتے تھے جن میں کسی خط کا جواب تو نہیں ہوتا لیکن پھر بھی مصنف ایک مضمون لکھتا ہے۔ یہ مضامین سنجیدہ تنقیدی تحریریں، خیالات کا پرچار، تاثراتی، ادبی تحریریں اور مضامین ہوسکتے ہیں۔انہیں فرضی مکتوب کہا جاتا ہے

مقالہ نمبر	6		صفحہ نمبر	36 تا 78
مقالہ نگار:	حمیرا خالد		ڈاکٹر شاہد اقبال کامران	

عنوان مقالہ:	اسلامی فقہ کی تشکیل جدید اور اقبال

توضیحاتِ مقالہ:

اقبال مشہور مذہبی اسلامی مفکر تھے۔اور ان کی اسلامی فکر کی ابتدا ہوئی۔اقبال نے اجتہاد کی وضاحت اس نظریے کے ساتھ کی کہ وہ آزادانہ فیصلے کا اظہار کرے لیکن فیصلے سے آزادنہ ہو اور قرآن وسنت سے آزاد نہ ہو۔اقبال نے کبھی بھی غیر فعال رویے کو قبول نہیں کیا۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ نہ تو قدامت پرستی اور نہ ہی جدیدیت اچھی ہے بلکہ توازن ہونا چاہیے۔

مقالہ نمبر	7		صفحہ نمبر	79 تا 102

مقالہ نگار:	ارشد بیگم ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	مرزا سعید کے کرداروں کی نفسیاتی کشمکش مغربی فکر کے تناظر میں

توضیحاتِ مقالہ:

مرزا سعید اردو کے عظیم ناول نگار ہیں۔ان کے ناولوں پر مغربی ادب اور تہذیب و ثقافت کا بہت گہرا اثر ہے۔انہوں نے "خواب ہستی "اور "یاسمین" کے کرداروں میں نفسیاتی کشمکش کو پیش کیا ہے۔مشرقی مما لک کے لئے مغرب خوابوں کی دنیا ہے۔اور بہت سے لوگ مغرب جانے کی خواہش رکھتے ہیں۔مرزا سعید کے ناول ان کی نفسیاتی کشمکش پر روشنی ڈالتے ہیں۔اپنے ہم معاصرین کی طرح وہ بھی تعلیم کو مسلمانوں کے مسائل کا حل سمجھتے ہیں۔ اس مقالے میں انہی مسائل کے پس منظر میں مغربی مما لک کی نفساتی کشمکش کے بارے میں تفصیلی مطالعہ کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	8		صفحہ نمبر	103 تا 116
مقالہ نگار:	شگفتہ فردوس ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	معاصر مزاحمتی شاعری میں خواتین کا کردار

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں عصری مزاحمتی شاعری میں خواتین کے کرداروں اوران کے شاعرانہ تاثرات کا احاطہ کیا گیا ہے۔سماجی جبر ،معاشی استحصال ،سیاسی محکومی اور طوق کسی قوم یا معاشرے کے افراد میں مزاحمتی رویے کے ابھرنے کی بنیادی وجوہات ہیں۔ترقی پسند تحریک نے عالمی سطح پر استعماری قوتوں کے خلاف مزاحمتی شاعری کو بھی فروغ دیا۔حقوق نسواں نے بھی خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے آواز اٹھائی اور سماجی پابندیاں بھی مزاحمتی ادب کی شکل میں سامنے آئیں۔

مقالہ نمبر	9		صفحہ نمبر	117 تا 133
مقالہ نگار:	سبینہ اویس اعوان ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	اقبال کا تصور نیا زمانہ نئے صبح وشام پیدا کر ایک تفصیلی جائزہ

توضیحاتِ مقالہ:

اقبال کی شاعری میں خاص طور پر نوجوان نسل کے لئے ایک پیغام ہے۔علامہ اقبال کا مجموعہ کلام جاوید نامہ عوام میں مقبول تحریر تھی۔ یہ نظم مسلم نوجوان نسل کے لیے ایک رہنما اصول پیش کرتی ہے۔انہوں نے نہ صرف اپنے بیٹے کو مخاطب کیا بلکہ نوجوان لیڈروں میں اپنا نظریہ پیش کرنے کی کوشش بھی کی۔ اقبال نوجوان نسل کے بارے میں بہت پر امید تھے۔ان کا خیال تھا کہ نوجوان اپنی صلاحیتوں کو مثبت انداز میں استعمال کر کے ایک نئی دنیا کو تشکیل دے سکتا ہے۔ اقبال کا نصب العین آپ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے کردار کی تشکیل اور انقلاب لا سکتے ہیں۔

مقالہ نمبر	10		صفحہ نمبر	134 تا 141
مقالہ نگار:	محمد شوکت علی		جاوید اقبال	ڈاکٹر عرفان

عنوان مقالہ:	اقبال شناسی کی روایات میں اہم اقبال نمبرز

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون میں ان مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے جو قیام پاکستان سے قبل اقبال نمبر شائع کرتے تھے۔ان رسالوں میں "نیرنگ خیال"، "جوہر" اور "طلوع اسلام" قابل ذکر ہیں۔قیام پاکستان کے بعد اہم رسائل کے کام پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ان جرائد کے مطالعہ سے نہ صرف اقبالیات پر بلکہ اقبالیات کی دلچسپی کا بھی پتہ چلتا ہے۔ان رسالوں نے نہ صرف پاکستان میں اقبال کی تفہیم کو اجاگر کیا بلکہ اقبال کی بین الاقوامی شہرت میں بھی اضافہ

کیا۔اس مضمون کو پڑھ کر ایک عام قاری اقبال کے متعلق ان جرائد کے کردار سے آسانی سے واقف ہوسکتا ہے۔

مقالہ نمبر	11		صفحہ نمبر	142 تا 151
مقالہ نگار:	ڈاکٹر نازیہ یونس			

عنوان مقالہ:	عشق بخیر کا جمالیاتی منظرنامہ

توضیحاتِ مقالہ:

"عشق بخیر" ایک معروف ہم عصر شاعر رحمان فارس کی خوبصورت نظموں کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب آرٹ ،محبت ،خوبصورتی، قدرتی مناظر اور نسائی خوبصورتی کی جمالیات کی جزئیات کی تفصیلات بیان کرتی ہیں۔نظم کے بعد نظم ،آیت کے بعد آیت رحمان فارس نے اپنی محبت کی جادوئی طاقت اور خوبصورتی کی تفصیلات کو اس دلکش انداز سے پیش کیا ہے کہ قارئین محسور ہوجاتے ہیں۔رحمان فارس شاندار تخیل اور فن کو اس کی بہترین شکل کو فروغ دینے کے لیے ایک پر جوش وجذبے سے کام کرتے ہیں۔نسائی خوبصورتی کی اور جمالیات نقطہ نظر اتنی مہارت سے پیش کیا گیا ہے کہ قارئین دیر تک اس کے اثر سے نکل نہیں پاتے۔

مقالہ نمبر	12		صفحہ نمبر	152 تا 161
مقالہ نگار:	شائستہ حمید خان ڈاکٹر		ریحانہ کوثر	ماجد مشتاق

عنوان مقالہ:	غلام عباس اور چیخوف کا موضوعاتی اشتراک

توضیحاتِ مقالہ:

یہ تحقیقی مضمون دونوں افسانوی مصنفین غلام عباس اور چیخوف کے تقابل سے متعلق ہے۔ دونوں ہی ادب کی دنیا کے معتبر نام ہیں۔ان دونوں نے اپنے عہد کے ادب کو فروغ دینے کے لیے بہت سی مشہور اور بے مثال مختصر کہانیاں لکھیں۔غلام عباس اور چیخوف مختلف

جگہوں پر رہنے کے باوجود ان کے خیالات، موضوعات اور فنی تحریروں میں کافی مماثلت تھی۔ دونوں مصنفین کا موضوع عام انسان اور ارد گرد سے لیا گیا ہے۔ ان کی بنیادی فکر اور مختصر کہانیوں کا موضوع انسانوں کی زندگی کے لئے لکھنا ہے۔

مقالہ نمبر	13		صفحہ نمبر	162 تا 178
مقالہ نگار:	فرزانہ اقبال ڈاکٹر		ڈاکٹر ندیم حسن	

عنوان مقالہ:	اردو کے پردہ نشین مضمون نگار خواتین (ماقبل 1930) افسانے سے حقیقت تک، ایک تحقیقی جائزہ

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون ان خواتین مضمون نگاروں کے بارے میں ہے جو سماجی، نسائی مسائل کی وجہ سے اپنے مضامین فرضی ناموں سے شائع کرتی تھیں۔ ان خواتین مضمون نگاروں کو اردو مضمون نگاری کی تاریخ میں پردہ نشین کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں ان مضمون نگار خواتین کی خدمات اور ان کی سماجی مجبوریوں اور ان کی تخلیقات کی اشاعت کے لئے ان کی کوششوں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ محققین نے ان کے اصلی ناموں اور خاندانی پس منظر پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

مقالہ نمبر	14		صفحہ نمبر	179 تا 190
مقالہ نگار:	محمد آصف ڈاکٹر		محمد اشرف	

عنوان مقالہ:	ریگ دیروز راشد کے تصورِ ماضی کی ایک جمالیاتی تجسیم

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مضمون راشد کی نظم "ریگ دیروز" کے بارے میں ہے۔ جس میں شاعر ماضی کے تصور کو جمالیاتی اور فنی دلکشی پر غور کرتے ہوئے دریافت کرتا ہے۔ راشد کا خیال ہے کہ ماضی

بانجھ پن، عدم پن کی علامت ہے۔ راشد کے مطابق ماضی تباہی، پسماندگی، ظلم و جہالت ،آمریت زندگی کے قدیم تصور سے مغلوب ہے جس کا مستقبل کے مسائل سے کوئی تعلق نہیں۔ راشد اپنی تخلیقی اظہار کے لئے پرانے فارسی، عربی اور مشرقی ادب سے استفادہ کرتے ہیں لیکن وہ ماضی کے استعاروں سے کوئی تعلق نہیں دکھاتا۔ ماضی کے خلاف پہلا ردعمل ان کی شاعری کا بنیادی جزو ہے اور اس کی جھلک اس نظم میں بھی نظر آتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

تحقیقی وادبی مجلّہ "ماخذ"

شمارہ۔2 جلداول

جون۔اگست 2020ء

مقالہ نمبر	1		صفحہ نمبر	1 تا 18
مقالہ نگار:	روبینہ شاہین		ڈاکٹر محمد الطاف یوسف زئی	پروفیسر ڈاکٹر عامر سہیل

عنوان مقالہ:	گردشِ رنگِ چمن کا اسلوبیاتی مطالعہ معنیاتی تناظرات

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں " گردشِ رنگِ چمن "میں اسلوبیاتی خصوصیات کا معنیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔اسلوب بیان اطلاقی لسانیات کی اہم شاخوں میں سے ایک ہے۔یہ تحقیق نثر اور شاعری سے متعلق ہے۔اس کے چار بنیادی شعبے ہیں جیسے صوتیات،مورفولوجی،نحو اور معنوی ہیں۔بعض اوقات ہم نظم وضبط کے پانچویں شعبے عملیت پر بھی بحث کرتے ہیں۔

مقالہ نمبر	2		صفحہ نمبر	18 تا 28
مقالہ نگار:	انور علی ڈاکٹر		ڈاکٹر طاہر عباس	

عنوان مقالہ:	اردو افسانے میں صوبہ خیبر پختونخواہ کی ایک رسم ’’سورہ‘‘ کا تجزیہ

توضیحاتِ مقالہ:

پختونوں میں بے شمار صفات ہیں۔جوان کو روشن خیال ظاہر کرتی ہیں لیکن ان کے

کچھ نقصانات بھی ہیں اور کچھ ایسے رسم ورواج اب بھی موجود ہیں جو صدیوں سے چلتے ہیں لیکن پختون ان کو پسند نہیں کرتے۔اس مقالے کا مقصد پختونوں کو ایک الگ روشن راہ دکھانا ہے۔

مقالہ نمبر	3		صفحہ نمبر	29 تا 40
مقالہ نگار:	امتیاز حسین		ڈاکٹر سعدیہ طاہر	

عنوان مقالہ:	انشائیہ اردو ادب میں

توضیحاتِ مقالہ:

انشائیہ کو اردو ادب میں نثر کی ایک صنف کے طور پر جانا جاتا ہے پہلے تو انشائیہ کو سمجھنے کے بارے میں کافی بحث ہوئی اور اس کے حق اور خلاف بے شمار مضمون لکھے گئے۔ پچھلے ساٹھ سالوں میں انشائیہ پر ہونے والے کام کو دیکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ انشائیہ نے اردو ادب میں زبردست ارتقائی منازل طے کی ہیں۔

مقالہ نمبر	4		صفحہ نمبر	41 تا 54
مقالہ نگار:	فہمیدہ تبسم ڈاکٹر		ڈاکٹر ارم صبا	

عنوان مقالہ:	اکیسویں صدی اردو نظم اور ڈرامائی عناصر (منتخب مطالعہ)

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون کے مطابق اکیسویں صدی کی اردو شاعری اور ڈرامائی عناصر ادبی تحریکیں اور رجحانات سے اردو ادب میں بہت سی تبدیلیاں آئی ہیں۔لوگ اپنے ادبی خیالات اور رجحانات کا اندازہ اپنی سوچ کے مطابق کرتے ہیں جن حالات سے گزر رہے ہوتے ہیں۔ شاعری کی تین اہم اقسام ہیں۔بیانیہ، ڈرامائی اور گیت۔جن کا احاطہ کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	5		صفحہ نمبر	55 تا 71
مقالہ نگار:	دبیر عباس			

عنوان مقالہ:	اسلم انصاری کی رباعی

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِنظر مضمون اسلم انصاری کی شاعری میں اہم صنف سخن قربانی کے متعلق ہے۔اسلم انصاری عصر حاضر کے ممتاز اردو شاعر اقبال شناس، محقق اور نقاد بھی سمجھے جاتے ہیں۔انہوں نے نہ صرف اردو بلکہ عربی، فارسی شاعری کی۔انھوں نے اردو میں نظم اور غزل کے علاوہ رباعی لکھنے کا بھی کامیاب تجربہ کیا۔

مقالہ نمبر	6		صفحہ نمبر	72 تا 79
مقالہ نگار:	روبینہ یاسمین			

عنوان مقالہ:	محمد عاطف کی اردو غزل میں رومانی عناصر

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں محمد عاطف کی اردو غزل میں رومانوی عناصر کو پیش کیا گیا ہے۔ رومانیت انسانی فطرت کا نچوڑ اور انسانی معاشرے کا بنیادی وصف ہے۔انسانی زندگی رومانیت کے بغیر بے رونق ہے۔محبت اور جذبہ انسانی تعاملات اور شاعرانہ اظہار کی خصوصیات ہے۔

مقالہ نمبر	7		صفحہ نمبر	80 تا 87
مقالہ نگار:	صائمہ علی ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	جون ایلیا کی غزل کا لسانی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

جون ایلیا کی شاعری میں زبان بھی اتنی ہی اہمیت کی حامل ہے جتنی کہ عقل۔جون ایلیا کا کلاسیکی روایت سے گہرا تعلق ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی شاعری میں کافی شاعرانہ اظہار بھی ہے۔وہ کلاسیکی روایت سے قریبی تعلق رکھنے کے باوجود اپنی شاعری میں

گرامر کے ضوابط اور ملازمین کے فرسودہ اور سخت الفاظ کی نفی کرتا ہے۔

مقالہ نمبر	8		صفحہ نمبر	88 تا 99
مقالہ نگار:	شگفتہ فردوس ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	بیم ورجا کے تناظر میں وزیر آغا کی شاعری کا تجزیاتی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

وزیر آغا ایک ہمہ گیر اور پر عزم شخص کا نام ہے۔ جن کے تجربات و مشاہدات سے ادبی دنیا مستفید ہوئی ہے۔ انہوں نے شاعری اور ادب کی دیگر اصناف میں اپنی شناخت بنائی اور ثقافتی تناظر میں اپنی شاعری کو ایک نئی سمت دی۔ اس تحقیقی مقالہ میں ان کی شاعری کا اسی تناظر میں تجزیہ کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	9		صفحہ نمبر	100 تا 112
مقالہ نگار:	نادیہ یونس ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	مستنصر حسین تارڑ کے ناول ''شہر خالی، کوچہ خالی'' کا سماجی، نفسیاتی تجزیہ

توضیحاتِ مقالہ:

مستنصر حسین تارڑ کا شمار عہد حاضر کے مقبول اور معروف ناول نگاروں میں ہوتا ہے۔ "شہر خالی کوچہ خالی" ناول covid-19 کے بارے میں ہے۔ اس ناول "شہر خالی کوچہ خالی" میں covid-19 کے دوران عوام کے تاثرات اور جذبات کو بیان کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	10		صفحہ نمبر	113 تا 125
مقالہ نگار:	شائستہ حمید خاں ڈاکٹر		واصف لطیف ڈاکٹر	سفیر حیدر

عنوان مقالہ:	گلوبلائزیشن اور اردو، پنجابی ادب

توضیحاتِ مقالہ:

عالمگیریت کے مثبت اور منفی اثرات نے سب کو متاثر کیا ہے۔ ہم عالمگیریت کی رفتار میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتے۔ اس مضمون میں عالمگیریت کے اردو، پنجابی ادب پر اثرات کا ایک تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے جو کہ انسانیت کے ساتھ ساتھ مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں کے درمیان برسر پیکار ہیں۔

مقالہ نمبر	11		صفحہ نمبر	126 تا 141
مقالہ نگار:	وانگ یوٹونگ		ڈاکٹر ارشد بیگم	زینت افشاں ڈاکٹر

عنوان مقالہ:	اردو اور چینی ضرب الامثال و محاورات کا تجزیاتی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں تفصیل سے بتایا گیا کہ محاورہ کیا ہے اور محاورے کی مختلف اقسام اور معنی کو مثالوں کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ اردو اور چینی زبانوں کے معروف محاورات اور ضرب الامثال کا تجزیہ بھی کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	12		صفحہ نمبر	142 تا 155
مقالہ نگار:	فرزانہ اقبال ڈاکٹر		ڈاکٹر ندیم حسن	ڈاکٹر ولی محمد

عنوان مقالہ:	مادرِ تہذیبِ نسواں محمدی بیگم حیات، شخصیت اور خدمات

توضیحاتِ مقالہ:

محمدی بیگم اردو مضمون نگاری کی تاریخ میں قابل مضمون نگار تھیں۔ انہوں نے تہذیب النسواں میں درجنوں مضامین لکھے تھے۔ اس تحقیقی مقالے میں محققین نے ان کی خاندانی پس منظر، کیریئر، مولوی ممتاز علی کے ساتھ تعلقات کا تنقیدی تجزیہ کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	13		صفحہ نمبر	156 تا 171

مقالہ نگار:	حافظ سیف اللہ خاں		ڈاکٹر محمد آصف	

عنوان مقالہ:	مکاتیب اقبال بنام جرمی۔۔ایک تنقیدی جائزہ

توضیحاتِ مقالہ:

مولانا غلام قادر جرمی اور علامہ اقبال کے درمیان خطوط کا یہ مجموعہ ان کے درمیان مخلصانہ اور دوستانہ تعلقات کی ایک شاندار مثال ہے۔اس سے نہ صرف ان دونوں عظیم ہستیوں کی ذاتی زندگی کا پتہ چلتا ہے بلکہ ان کے روحانی تعلق، کردار اخلاق، اقدار و خصوصیات اور فکری صلاحیتوں کا بھی پتہ چلتا ہے۔

مقالہ نمبر	14		صفحہ نمبر	172 تا 186
مقالہ نگار:	ثمرینہ لیاقت ڈاکٹر		ڈاکٹر نازیہ	شرمین نعیم

عنوان مقالہ:	لسانیات کے تاریخی تناظر میں لسانی خاندانوں کا تحقیقی جائزہ

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مضمون لسانی تاریخ اور زبانوں کے خاندان کی تجزیاتی تحقیق کے بارے میں ہے۔زبان لفظوں کے ذریعے احساسات کو ظاہر کرنے کا طریقہ ہے لیکن نہ صرف الفاظ کے ذریعے ہم اپنے احساسات کا اظہار کرتے ہیں بلکہ اس کا اظہار اپنے رویے، اپنی تحریر اور ہاتھ کی علامت کے ذریعے بھی کر سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

تحقیقی وادبی مجلّہ "ماخذ"

شمارہ۔3 جلداول

ستمبر۔نومبر 2020ء

مقالہ نمبر	1		صفحہ نمبر	1 تا 34
مقالہ نگار:	محمد افضال بٹ ڈاکٹر		روبینہ زیدی	

عنوان مقالہ:	اردو ادب کے فروغ میں مجلّہ ''نقوش'' کا کردار

توضیحاتِ مقالہ:

اردو ادب کی ترقی میں "نقوش" ایک رجحان ساز اردو رسالہ تھا جسے محمد طفیل نے مارچ 1948ء میں شروع کیا تھا۔زیر نظر مضمون "نقوش"میں اردو ادب کے کردار پر بحث کی گئی ہے۔اس میں تنقیدی تحریروں کے ساتھ تخلیقی کام بھی شائع ہوتا تھا۔

مقالہ نمبر	2		صفحہ نمبر	35 تا 44
مقالہ نگار:	ارشد اویسی ڈاکٹر		ہارون	

عنوان مقالہ:	اردو رسم الخط کی خصوصیات ایک جائزہ

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر تحقیقی مضمون میں اردو رسم الخط کی جمالیاتی دلکشی ،وسعت اور فوائد کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔دنیا بھر میں مختلف زبانوں کی نمائندگی کے لیے مختلف قسم کی تحریری رسم الخط استعمال کیے جا رہے ہیں۔یہ رسم الخط ان کے معاشروں اور زبانوں کے ساتھ گہرے جذباتی،ثقافتی اور روایتی تعلقات رکھتے ہیں۔

مقالہ نمبر	3		صفحہ نمبر	45تا62
مقالہ نگار:	انیلا سلیم ڈاکٹر		ڈاکٹر شگفتہ فردوس	

عنوان مقالہ:	اردو تذکرے: تحقیق و تنقید

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِ نظر مقالہ تذکرہ پر کیئے گئے کام کی کوشش اور سمت کو نمایاں کرنے کے لیے موجودہ دستیاب مواد کی نشاندہی کرتا ہے۔ تذکرہ اردو ادب کی سب سے نمایاں اور بے توجہ صنف ہے۔

مقالہ نمبر	4		صفحہ نمبر	63تا70
مقالہ نگار:	محمد خرم		سحر مبین	

عنوان مقالہ:	ادب اور جمالیاتی قدریں

توضیحاتِ مقالہ:

ادب کے لئے ضروری ہے کہ وہ عمدہ خیالات اور بہترین ادبی اسلوب کا حامل ہو جس کی وجہ سے ادب برائے زندگی کے عنوان کے ساتھ ادب برائے ادب کا خیال پیش کیا جاتا ہے۔ اس تصور کے مطابق ادب میں جمالیاتی اقدار کا ہونا ضروری ہے۔ بعض ماہرین کے خیال میں ادب کا اصل مقصد تخلیق کی خوبصورتی ہے۔

مقالہ نمبر	5		صفحہ نمبر	71تا86
مقالہ نگار:	محمد شہباز		مجاہد حسین	

عنوان مقالہ:	''کئی چاند تھے سرِ آسماں'' تاریخی و ادبی کردار

توضیحاتِ مقالہ:

شمس الرحمٰن فاروقی کے ناول " کئی چاند تھے سرِ آسماں " کو اکیسویں صدی کی پہلی

دہائی کے اہم کاموں میں شمار کیا جاتا ہے۔اس تصنیف میں فاروقی نے ہند- اسلامی تہذیب میں انتہائی جاندار پھیلتے اور پھولتے تاریخی اور ادبی کرداروں کو سامنے لانے میں اہم کردار ادا کیا۔

مقالہ نمبر	6		صفحہ نمبر	87 تا 98
مقالہ نگار:	عاصمہ رانی		ڈاکٹر محمد ابرار صدیقی	

عنوان مقالہ:	اردو ادب: مسلم ثقافت کا آئینہ دار

توضیحاتِ مقالہ:

اردو ادب ترقی و عروج کے مسلم کلچر کا ایک واضح عکاس ہے۔مسلمانوں نے ہمیشہ اس کی آبیاری کی ہے۔ یہ مسلمانوں کی ذہنی وفکری کاوشوں کا مظہر ہے۔اردو زبان و ادب کا ثقافتی پہلو بہت روشن اور چمکدار ہے۔اس مضمون میں ان تخلیقات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	7		صفحہ نمبر	99 تا 112
مقالہ نگار:	محمد امان اللہ خان		ڈاکٹر ناہید قمر	

عنوان مقالہ:	جدید اور مابعد جدید نوآبادیات پس نوآبادیاتی مزاحمتی اردو نظم کی روایت

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مضمون نوآبادیاتی نظام اور اردو نظم پر اس کے اثرات کا تجزیہ پیش کرتا ہے۔جدید اور مابعد جدید مزاحمتی اردو شاعری استعمار کو سختی سے پالیسی اور تاریخ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔یہ مضمون ملک کے ادب کو بھی متاثر کرتا ہے جس پر استعمار کا کنٹرول ہے۔

مقالہ نمبر	8		صفحہ نمبر	113 تا 124
مقالہ نگار:	شگفتہ فردوس ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	احمد ندیم قاسمی: محبت اور امن کا شاعر

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِنظر مضمون احمد ندیم قاسمی کی شاعری میں محبت اور امن کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ کرتا ہے۔ احمد ندیم قاسمی بیسویں صدی کے نامور ممتاز اردو شاعر ہیں۔ زندگی اور انسانی تعلقات کے حوالے سے ان کا فکری نقطہ نظر قابل تعریف ہے۔ اسی لیے ان کی شاعری میں محبت اور امن کا پیغام ملتا ہے۔

مقالہ نمبر	9		صفحہ نمبر	125 تا 131
مقالہ نگار:	نازیہ یونس ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	شیلے اور فیض کی انقلابی شاعری کا تقابلی جائزہ

توضیحاتِ مقالہ:

شیلے اور فیض دونوں اپنے اپنے دور کے اعلیٰ مقام حاصل کرنے والے شاعر ہیں۔ وہ ہم عصر نہیں تھے۔ اس لیے ان کے خیالات میں مماثلت کی وجہ سے ان کی شاعری کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ مضمون نگار نے ان کی شاعری کے انقلابی پہلوؤں کے متعلق بات کی ہے۔

مقالہ نمبر	10		صفحہ نمبر	132 تا 152
مقالہ نگار:	شائستہ حمید خان ڈاکٹر		ڈاکٹر ریحانہ کوثر	ڈاکٹر سفیر حیدر

عنوان مقالہ:	اردو ترکی لسانی وادبی اشتراکیت

توضیحاتِ مقالہ:

زیرِنظر مضمون اردو زبان اور ترکی زبان میں ادبی اور لسانی اشتراک کا تجزیہ کرتا ہے۔ اردو زبان جو کہ اب ایشیا کی بڑی زبان کے طور پر جانی جاتی ہے۔ اردو زبان بولنے اور سمجھنے والے دنیا کے ہر حصے میں رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک میں اردو پڑھنے، لکھنے اور سیکھنے کا رجحان عام ہے۔

مقالہ نمبر	11		صفحہ نمبر	153 تا 162
مقالہ نگار:	افتخار احمد سلہری		ڈاکٹر واصف لطیف	

عنوان مقالہ:	لوک ادب میں سکندرِ اعظم کا پنجاب پر حملہ

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون میں پنجاب پر سکندر اعظم کے حملے کو بیان کیا گیا ہے۔اس مقالے میں مضمون نگار نے پنجاب پر سکندر اعظم کے حملے کو تفصیل سے بیان کیا ہے کہ کیسے پورس سے متاثر ہوکر سلطنت اسے واپس کر دیتا ہے اور واپس چلا جاتا ہے۔

مقالہ نمبر	12		صفحہ نمبر	163 تا 175
مقالہ نگار:	شبنم نیاز ڈاکٹر		ڈاکٹر حنا کنول	

عنوان مقالہ:	اقبال کا تصور اجتہاد اور اسلامی فلاحی ریاست کا قیام

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں اقبال کے نظریہ اجتہاد کی روشنی میں اسلامی فلاحی ریاست کے قیام اور امکان کو بیان کیا گیا ہے۔علامہ اقبال موجودہ دور میں ایک مضبوط اور اسلامی ریاست کے قیام کے اجتہاد کے بہت بڑے حامی رہے ہیں۔اسی لئے وہ دینی ،معاشی ،سیاسی اور سماجی مسائل کا حل اجتہاد میں تلاش کرتے ہیں۔

مقالہ نمبر	13		صفحہ نمبر	176 تا 190
مقالہ نگار:	محمد عامر اقبال ڈاکٹر		ڈاکٹر مشتاق عادل	

عنوان مقالہ:	اقبال اور تحریکِ آزادی: تحقیقی مطالعہ (ہندوستان کے اقبال شناس سید مظفر حسین برنی کے حوالے سے خصوصی تحریر)

توضیحاتِ مقالہ:

مظفر حسین برنی ہندوستان میں اقبال اسٹڈیز میں ایک جانا پہچانا نام تھے۔ وہ کئی اعلی سرکاری عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ علوم اقبال کے لیے ان کی خدمات انمول ہیں۔ وہ اقبال اکیڈمی دہلی انڈیا کے بانی تھے۔ یہ مضمون مسٹر برنی کی فکری اور سیاسی بصیرت کے پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

تحقیقی وادبی مجلّہ "ماخذ"

شمارہ۔4 جلداول

اکتوبر۔دسمبر 2020ء

مقالہ نمبر	1		صفحہ نمبر	1 تا 8
مقالہ نگار:	فلک فیروز ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	ریاست جموں کشمیر میں مزاحمتی افسانہ

توضیحاتِ مقالہ:

جموں وکشمیر میں احتجاجی ادب نے موجودہ ادب کی دنیا میں ایک قابل ذکر مقام حاصل کیا ہے جس میں دنیا کے مشہور ادیب جن میں مچل فوکو، محمد درویش، اوراں دتی رائے ،فیض احمد فیض اور احتجاجی لٹریچر میں مشرف عالم ذوقی، انور سجاد، رشید امجد وغیرہ نے تخلیقی تحریروں کے ماسٹر پیس لکھے ہیں۔

مقالہ نمبر	2		صفحہ نمبر	9 تا 18
مقالہ نگار:	محمود قریشی			

عنوان مقالہ:	غالب کی انفرادیت کرونا پس منظر میں

توضیحاتِ مقالہ:

غالب ہندوستان کے تاریخی شہر آگرہ میں پیدا ہوئے۔اردو اور فارسی ادب کے لیے آگرہ ایک مشہور شہر ہے۔کئی نامور شعرا اس شہر سے تھے۔مضمون نگار نے غالب کی شاعری

کو عہد حاضر کی وبا کے تناظر میں پیش کیا ہے۔

مقالہ نمبر	3		صفحہ نمبر	19 تا 24
مقالہ نگار:	واجدہ تبسم ڈاکٹر		زارا کرن	

عنوان مقالہ:	اکبرالہٰ آبادی اور فکر اقبال سلیم احمد کی نظر میں

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مضمون مسلمانوں کی تہذیب کے تحفظ کے لیے آزاد مسلم ریاست کے بارے میں اکبرالہ آبادی اور اقبال کے افکار کا تقابلی مطالعہ ہے۔ اکبرالہ آبادی کے بارے میں سلیم احمد کے خیالات کو اور اقبال کی فکر سلیم احمد کو اردو تنقید میں سب سے ممتاز مقام سمجھا جاتا ہے۔ سلیم احمد کی تخلیقی تنقید نے بحث کی ایک نئی جہت کھول دی۔ ہم ان کے خیالات سے اختلاف کر سکتے ہیں لیکن ان کے سوالات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

مقالہ نمبر	4		صفحہ نمبر	25 تا 34
مقالہ نگار:	بابر حسین		محمد افضال بٹ ڈاکٹر	

عنوان مقالہ:	رشید امجد کے افسانوں میں دہشت گردی بطور موضوع

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں ڈاکٹر رشید امجد کے افسانے میں دہشت گردی بطور موضوع زیر بحث ہے۔ دہشتگردی کو کسی بھی معاشرے میں سب سے بڑا خطرہ سمجھا جاتا ہے۔ کسی بھی ملک کے لیے اپنی خودمختاری کو برقرار رکھنے کے لئے دہشت گردی ایک بہت بڑا اسیکورٹی چیلنج بن گیا ہے۔ دہشت گردی نے اردو ادب کے عالمی ادب پر بھی گہرا اثر ڈالا ہے یعنی غزل، نظم، ناول اور مختصر کہانیاں اردو کے بہت سے افسانہ نگاروں نے دہشت گردی کے مقابلے میں بہترین ادب تخلیق کیا ہے۔

مقالہ نمبر	5		صفحہ نمبر	35 تا 50
مقالہ نگار:	صدف فاطمہ		عظمیٰ نورین ڈاکٹر	

عنوان مقالہ:	بیسویں صدی کی نسائی تحریک کے تناظر میں پروین شاکر کی فکری جہت کا مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

بیسویں صدی کی تحریک نسواں کے تناظر میں پروین شاکر کی شاعری کو جانچا جاتا ہے۔ وہ واقعی جدید اردو نظم کا ایک قابل احترام اور معتبر نام تھیں۔ بیسویں صدی کے اردو ادب میں پروین شاکر کی شخصیت مختلف انداز کی شاعری کی وجہ سے وہ ہمیشہ یادگار رہیں گی۔

مقالہ نمبر	6		صفحہ نمبر	51 تا 60
مقالہ نگار:	تحسین بی بی		ڈاکٹر انجم یوسف	

عنوان مقالہ:	احمد داؤد کے افسانوں میں سیاسی جبر

توضیحاتِ مقالہ:

اس مقالے میں احمد داؤد کی افسانوی تحریروں کے ایک سروے کو خاص طور پر سیاسی حالات اور جد جہد کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔ احمد داؤد اردو افسانے کا ایک اہم نام ہے۔ انہوں نے موجودہ دور کی افسانہ نگاری کو ایک بامعنی مقام عطا کیا ہے۔ وہ سیاسی ظلم سے آزاد ہونے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔

مقالہ نمبر	7		صفحہ نمبر	61 تا 72
مقالہ نگار:	بینش فاطمہ		رفعت چوہدری	

عنوان مقالہ:	اقبال پر مشرق کے اہلِ علم و دانش کے اثرات

توضیحاتِ مقالہ:

علامہ محمد اقبال ایک ممتاز شاعر اور فلسفی ہیں لیکن سب سے بڑھ کر وہ ایک حقیقی بصیرت رکھنے والے انسان ہیں۔ وہ جدید دور کے صوفی شاعر تھے۔ جنہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے قومی انقلابی جذبہ بیدار کیا۔ اقبال کی شاعری کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کی عظمت پر زور دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

تحقیقی و ادبی مجلّہ "ماخذ"

شمارہ۔5 جلداول

جنوری۔ مارچ2021ء

مقالہ نمبر	1		صفحہ نمبر	1 تا 26
مقالہ نگار:	احسان اللہ طاہر ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	پاکستانی زبانوں کے لوک گیتوں میں حمد کی روایت

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مقالہ پاکستان کی بڑی زبانوں میں حمد لکھنے کی روایت کو پیش کرتا ہے۔ اسلامی ثقافت سے تعلق رکھنے والا ہر مصنف حمد کو مذہبی فریضہ سمجھتا ہے۔ لوک ادب جو قوموں کی اخلاقی، ثقافتی اور سماجی معیارات کی عکاسی کرتا ہے۔ اللہ کی حمد وثنا کی مختلف تجلیات کی عکاسی کرتا ہے۔ ہمیں ایسی روایات مختلف اصناف شاعری میں ملتی ہیں۔

مقالہ نمبر	2		صفحہ نمبر	27 تا 36
مقالہ نگار:	عثمان غنی راد		محمد ابرار صدیقی	

عنوان مقالہ:	اقبال کا تصورِ زندگی

توضیحاتِ مقالہ:

کسی بھی انسان کا بنیادی مقصد اپنے اردگرد کا مشاہدہ کرنا اور پھر مستقبل کے لیے محنت کرنا ہے۔ اقبال کی شاعری میں تمام استعارے، علامتیں، شاہین، مردمومن، عقل وخرد اور خودی اور فلسفہ ایک مقام پر جمع ہونا چاہیے۔ اقبال انسان کو عمل کا پیغام دیتے ہیں۔ اس مقالے میں اقبال کے تمام بنیادی نظریات کی وضاحت پیش کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	3		صفحہ نمبر	37 تا 44
مقالہ نگار:	افتخار احمد سلہری ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	پنجابی لوک ادب میں 1857 کی جنگِ آزادی

توضیحاتِ مقالہ:

اس مقالے میں مصنف نے پنجابی لوک ادب میں 1857ء کی جنگ آزادی پر بحث کی ہے۔اس میں مصنف نے بتایا ہے کہ کیسے ایسٹ انڈیا کمپنی نے 1947ء میں پنجاب پر قبضہ کیا تھا۔کمپنی کے بہت سے مقاصد میں سے دو اہم مقاصد امن وامان کی بحالی اور آسانی سے مالیہ وصول کرنا تھا اس صورتحال نے بغاوت کو جنم دیا۔ جو اس وقت کے ادب کا نمایاں پہلو بنا۔

مقالہ نمبر	4		صفحہ نمبر	45 تا 58
مقالہ نگار:	شازیہ رزاق ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	اردو ادب پر ماحولیاتی علوم کے اثرات

توضیحاتِ مقالہ:

اس مقالے میں یہ بحث کی گئی ہے کہ ادب اور ماحولیاتی علوم ایک دوسرے سے منسلک ہوئے ہیں۔اور شانہ بشانہ آگے بڑھ رہے ہیں۔ادب اور ماحولیاتی علم اجنبی نہیں ہے۔مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے کمتر یا بدتر نہیں ہیں بلکہ ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔مضمون میں ادب پر ماحولیاتی علم کی مختلف شاخوں کے اثرات کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	5		صفحہ نمبر	59 تا 75
مقالہ نگار:	محمد رمضان		ڈاکٹر عنبرین	تبسم شاکر جان

عنوان مقالہ:	جادوئی حقیقت نگاری: مباحث و اطلاق: اردو ناول کا تکنیکی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

اردو ناول نگاری میں جادوئی حقیقت نگاری ایک جدید تکنیک ہے۔ جسے ابتدا میں ہارون رالفواور گیبریل گارشیامین نے اپنے ناولوں میں استعمال کیا۔ اردو ادب میں اس تکنیک کو قرۃ العین حیدر، مرزا اطہر بیگ، شمس الرحمان فاروقی، مستنصر حسین تارڑ، اختر رضا سلیم اور سید کاشف رضا نے اپنے افسانوں میں استعمال کیا۔

مقالہ نمبر	6		صفحہ نمبر	76 تا 108
مقالہ نگار:	مسز رفعت چوہدری		محمد افضال بٹ	ڈاکٹر روبینہ

عنوان مقالہ:	علامہ اقبال کے شاعرانہ، مفکرانہ اسلوب میں قرآنی امتزاج

توضیحاتِ مقالہ:

زیر بحث مقالے میں علامہ اقبال کے اسلوب میں قرآنی آیات کو پیش کیا گیا ہے۔ علامہ اقبال ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ اقبال نے علم وادراک کی بلندیوں کو قدیم اور جدید تعلیم کے ذریعے حاصل کیا۔ علامہ اقبال نے پہلے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور پھر اسے اپنی شاعری کے ذریعے پیش کیا۔ ان کی شاعری میں بہت سے قرآن مجید کے حوالہ جات دیکھے جاتے ہیں۔

مقالہ نمبر	7		صفحہ نمبر	109 تا 116
مقالہ نگار:	ثمینہ صدیقی			

عنوان مقالہ:	اردو افسانے پر نئی نظم کی تحریک کے اثرات: اسلوب و تکنیک

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون میں اردو افسانے کے اپنے آغاز سے ترقی کی منازل طے کی ہیں۔ ان کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس مختصر افسانے نے ایسے جیتے جاگتے کردار پیش کیے ہیں کہ حقیقت کا گمان ہوتا ہے۔ ساٹھ کی دہائی میں عام طور پر علامتی تکنیک کے تجربات سامنے آئے جس نے افسانے کو یکسر بدل دیا۔ علامت نگاری کے زیر اثر لکھا گیا جدید افسانہ دراصل ایک نئی نظم کے زیر اثر تھا۔

مقالہ نمبر	8		صفحہ نمبر	117 تا 128
مقالہ نگار:	صائمہ علی ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	''میں بھی بہت عجیب ہوں'' جون ایلیا کی شاعری کا نفسیاتی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

اس مقالے میں جون ایلیا کی شاعری میں نفسیاتی پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جون ایلیا اردو کے نامور شاعر تھے۔ان کا تعلق ایک بہت بڑے ادبی گھرانے سے تھا۔انہیں اردو، فارسی عربی، انگریزی اور یونانی زبان پر عبور حاصل تھا۔انہیں فلسفہ اور تاریخ کا گہرا علم تھا۔وہ غیر مطمئن، انا پرست، ناامید اور حساس شخص تھے۔

مقالہ نمبر	9		صفحہ نمبر	129 تا 149
مقالہ نگار:	ثمرین کنول		ڈاکٹر عطاالرحمان	

عنوان مقالہ:	''نیلی بار'' میں اردو غزل کی روایت

توضیحاتِ مقالہ:

"بار" سے مراد دریائے ستلج اور راوی کا درمیانی جنگل ہے۔قصبات اور دیہات کے علاقے کو مخصوص علاقے کا بلو بار کہا جاتا ہے۔ یہ سیاسی، تہذیبی اور اسلامی رجحانات کی عکاسی کرتا ہے۔دریائے ستلج اور راوی کے درمیان کا سرسبز علاقہ ہے اور دریائے ستلج کے نیلے پانی کی وجہ سے اس علاقے کو نیلی بار کا نام دیا گیا ہے۔غزل اردو شاعری کی ایک معتبر صنف ہے۔ مضمون میں نیلی بار کے شعرا سے محبت کا ذکر ہے۔

مقالہ نمبر	10		صفحہ نمبر	150 تا 161
مقالہ نگار:	جاوید اقبال		نازیہ پروین	ڈاکٹر عرفان توحید

عنوان مقالہ:	فکرِ اقبال نو آبادیاتی تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

نوآبادیاتی دور کے تناظر میں اقبال نے قوم کے عروج و زوال کو موضوع بنایا اور درس و تبلیغ کا طریقہ اختیار کیا۔ اقبال زندگی بھر مسلمانوں کی حالت زار پر شکوہ کرتے رہے۔ اقبال کی شخصیت انفرادی طور پر سیاسی غلامی کے مخالف تھی۔ انہوں نے اس قوم کی نمائندگی کی لیے جو غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔ برصغیر کے نوآبادیاتی اور سیاسی حالات پر اقبال نے سخت ردعمل دیا اور مسلم دنیا کے اٹوٹ تصور کو اپنا مشن بنایا۔

مقالہ نمبر	11		صفحہ نمبر	162 تا 175
مقالہ نگار:	شازیہ رزاق ڈاکٹر		ڈاکٹر نائلہ انجم	

عنوان مقالہ:	سرسید احمد خان بطور فلسفی

توضیحاتِ مقالہ:

اس مقالے کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ سرسید احمد خان بھی ایک فلسفی تھے۔ ان کی شخصیت کے دیگر پہلوؤں نے ان کی بطور فلسفی کی پہچان کو چھپایا ہوا تھا۔ لیکن اس سے فلسفی کی حیثیت سے ان کی اہمیت پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ سرسید نے فلسفیانہ افکار کی پیروی کی۔ غزالی نے اس بات کا اظہار کیا کہ فلسفہ مذہب سے الگ نہیں ہے بلکہ مذہب فلسفے کا مرکز ہے۔

مقالہ نمبر	12		صفحہ نمبر	176 تا 184
مقالہ نگار:	سمیرا بشیر ڈاکٹر		ڈاکٹر ثمینہ لیاقت	شمع عاقل

عنوان مقالہ:	اردو افسانوں پر ماحولیات کے اثرات کا تحقیقی جائزہ

توضیحاتِ مقالہ:

انسانی زندگی صدیوں سے ماحول کے اتار چڑھاؤ کا مقابلہ کرتی آرہی ہے۔ ماحولیاتی عناصر زمانہ قدیم سے لے کر موجودہ دور تک انسانوں کو متاثر کر رہے ہیں۔ یہ ماحولیاتی

تبدیلیاں نہ صرف فضا، زمین اور دریاؤں پر اثر انداز ہوتی ہیں بلکہ یہ انسانی ذہن پر بھی اپنے گہرے اثرات چھوڑتی ہیں۔اخبارات،مباحث، جلسے جلوس اور تمام ذرائع ابلاغ میں ماحولیاتی شعور موثر انداز میں بیدار ہوتا ہے۔انہی ماحولیاتی اثرات کا اردو افسانوں میں جائزہ لیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	13		صفحہ نمبر	185 تا 193
مقالہ نگار:	شازیہ یونس ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	کلامِ غالب اور رقصِ شرر کی شاعری

توضیحاتِ مقالہ:

شوکت محمود شوکت ایک نامور شاعر نقاد اور محقق ہیں۔انہوں نے شاعری کی بہت سی کتابیں لکھیں۔"رقص شرر" ان کی شاعری کی قیمتی کتابوں میں سے ایک ہے۔غالب کی شاعری کو لے کر اکثر ادبا نے اپنی تخلیقات میں ان کے افکار و خیالات،اسلوب اور تراکیب کو استعمال کیا ہے۔زیر نظر مقالہ میں دونوں شعرا کا تقابل مثالوں اور تمثیلوں سے کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	14		صفحہ نمبر	194 تا 207
مقالہ نگار:	سائرہ بانو		ڈاکٹر مشتاق عادل	

عنوان مقالہ:	بری عورت کی کتھا: تانیثیت کے تناظر میں

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں کشور ناہید کی سوانح حیات میں ان کی نسوانیت کی جھلک واضح کی گئی ہے۔موجودہ دور میں حقوق نسواں ایک اہم موضوع بن چکا ہے۔اردو ادب میں حقوق نسواں پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔قیام پاکستان کے وقت خواتین کی آزادی اور ان کے حقوق کے لیے کوئی باقاعدہ انجمن یا تحریک نہیں تھی۔زیر نظر مضمون میں کشور ناہید کی خودنوشت "ایک بری عورت کی کہانی" میں تفصیل کے ساتھ ایک عورت کا ذکر کیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

تحقیقی وادبی مجلّہ "ماخذ"

شمارہ۔6 جلداول

اپریل۔جون 2021ء

مقالہ نمبر	1		صفحہ نمبر	1 تا 15
مقالہ نگار:	عدنان محمود صدیقی		ڈاکٹر محمد افضال بٹ	

عنوان مقالہ:	اردو ناول میں خواب کی کیفیت اور انسانی زندگی کی ترجمانی

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مضمون اردو ناول میں خواب کے تصور کو پیش کرتا ہے۔خواب کا انسانی زندگی سے تعلق اور خواب کے پس منظر اور انسانی زندگی میں اس کے اثرات اور اہمیت کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔ناول کو داستان کے مقابلے میں جدید صنف ادب کہا جاتا ہے اور ناول انسانی زندگی اور انسانی جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں۔

مقالہ نمبر	2		صفحہ نمبر	16 تا 24
مقالہ نگار:	روبینہ شاہین		اسد محمود خان	

عنوان مقالہ:	اردو زبان کی اہمیت: موجودہ تناظر میں

توضیحاتِ مقالہ:

اردو زبان ہماری قومی اسلامی روایت کی پہچان، علامت اور سب سے بڑی یادگار ہے۔اردو زبان اپنی جامعیت اور وسعت کی وجہ سے اپنی اہمیت ثابت کر چکی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دنیا بھر میں مقبول زبان ہے لیکن بد قسمتی سے اس کو اپنے ملک پاکستان میں وہ مقام حاصل نہیں ہو سکا جس کی یہ مستحق ہے۔اردو کو انگریزی پر ترجیح دی جاتی ہے۔ہمیں

اپنی قومی زبان کی اہمیت کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ جو ہماری شناخت کی علامت ہے۔

مقالہ نمبر	3		صفحہ نمبر	25 تا 41
مقالہ نگار:	محمد رفیق		ڈاکٹر ناہید رحمان	

عنوان مقالہ:	گل نار آفرین کی شاعری میں آزاداور۔۔۔۔کےاہم افکار

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں لیبر فیمینزم کے بنیادی نظریات کا احاطہ کیا گیا ہے ،جن کی اردو شاعرہ گلنار آفرین نے تصویر کشی کی ہے۔شاعرہ سیاسی خود مختاری اور آزادی کے تصورات سے متاثر ہوئی ہے۔اس نے حقوق نسواں کے مسائل جیسے کہ غیرت کے نام پر قتل، معاشی، قانونی، سیاسی اور سماجی حقوق کی عکاسی کی ہے۔

مقالہ نمبر	4		صفحہ نمبر	42 تا 50
مقالہ نگار:	غلام عباس			

عنوان مقالہ:	اردو تنقید پر محمد حسن عسکری کے اثرات

توضیحاتِ مقالہ:

زیر بحث مضمون میں چند ناقدین کے خیالات کو پیش کیا گیا ہے۔جنہوں نے حسن عسکری کے نظریات کو دائرہ کار کا موضوع بنایا ہے۔حسن عسکری کی تنقید بیسویں صدی کے غیر معمولی تنقیدی بصیرت اور گہرے ادبی ذوق کی عمدہ مثال ہے۔ان کی تنقیدی بصیرت کا دائرہ، ثقافتی ہو یا صوفیانہ، شاعری ہو یا فلسفہ فن ہو یا ادب اور یہاں تک کہ موسیقی کے مسائل میں ہمیشہ بحث کے راستے کھولتا ہے۔اس طرح انہوں نے نئی نسل کو معلومات فراہم کی ہیں۔

مقالہ نمبر	5		صفحہ نمبر	51 تا 59
مقالہ نگار:	ہارون		ڈاکٹر ارشد اویسی	

عنوان مقالہ:	صوتی تغیرات ایک جائزہ: اردو لسانیات کے تناظر میں

توضیحاتِ مقالہ:

اس تحقیقی مضمون میں چند الفاظ کی آوازوں میں تبدیلی کے کچھ نئے اصول بتانے کی کوشش کی گئی ہے۔ان الفاظ کو موجودہ مقام اور حیثیت تک پہنچنے کے لئے ایک طویل سفر طے کیا گیا ہے۔مختلف قسم کی ثقافتیں اور سماجی اصول بھی ان کو متاثر کرتے ہیں۔اور انہیں آوازوں کو دوبارہ ملانے کا سبب بنتے ہیں۔یہ تبدیلیاں دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں پھیلاؤ کی بنیادی اور اہم وجہ ہیں۔

مقالہ نمبر	6		صفحہ نمبر	60 تا 72
مقالہ نگار:	محمد شہباز			

عنوان مقالہ:	سحر یوسفی کا نقشِ اول: چراغ تلے

توضیحاتِ مقالہ:

مضمون میں مصنف نے تنقیدی اور تحقیقی نقطہ نظر سے مشتاق احمد یوسفی کی کتاب "چراغ تلے" کا تجزیہ کیا ہے۔بلاشبہ یوسفی کی مذکورہ بالا تحریر اردو ادب کا معتبر اور قابل قدر اثاثہ ہے۔جہاں تک مزاح اور طنز کی روایت کا تعلق ہے مشتاق احمد یوسفی کا نام اپنے ہم عصروں سے منفرد ہے۔

مقالہ نمبر	7		صفحہ نمبر	73 تا 82
مقالہ نگار:	طارق جاوید ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	ثقافت،تہذیب اور تمدن کے مباحث: تحقیقی وتنقیدی جائزہ

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مقالہ تقابلی مطالعے کے ذریعے ثقافت،تہذیب شہری اور قدیم رجحان یا قدیم رجحان کی شناخت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔اسکالر نے اس مقالے سے پہلے اپنے کام میں ثقافت اور تہذیب کے درمیان فرق کرنے میں سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کیا۔انہوں نے ثقافت اور تہذیب کو کبھی ایک دوسرے کے مترادف سمجھا اور بعض اوقات دونوں کے لیے ایک ہی اصطلاح استعمال کی۔

مقالہ نمبر	8		صفحہ نمبر	83 تا 94
مقالہ نگار:	محمد اسماعیل		ڈاکٹر روبینہ رفیق	

عنوان مقالہ:	غیر فوجی کالم مزاح اور بریگیڈ ئیر صولت رضا

توضیحاتِ مقالہ:

بریگیڈ یئر صولت رضا نے تقریبا تیس سال پاک فوج میں خدمات سرانجام دیں۔عسکری مزاح نگاروں میں ان کا ایک نمایاں مقام ہے۔حال ہی میں ان کی کتاب "غیر فوجی کلام" شائع ہوئی ہے۔ جو پچاس مضامین پر مشتمل ہے۔صولت رضا نے مختلف انداز میں، مزاح لکھا ہے اپنے مزاح میں وہ معاشرے اور فوج کے مسائل کو اجاگر کرتا ہے۔

مقالہ نمبر	9		صفحہ نمبر	95 تا 120
مقالہ نگار:	ثمرین کنول		ڈاکٹر عطاالرحمان	

عنوان مقالہ:	فرتاش سید: نیلی بار کا نمائندہ غزل گو شاعر

توضیحاتِ مقالہ:

فرتاش سید کی شاعری دل ودماغ کی باہمی مشاورت سے ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کی شاعری پڑھنے والوں کے دل ودماغ پر دستک دیتی ہے۔ڈاکٹر فرتاش کی شاعری معنی خیز اور قطعی ہے۔ان کے تاثرات واضح اور درست ہیں۔ان کے اشعار اردو غزل کے مخصوص موضوعات کے لئے کلاسیکی پیشگوئی کو ظاہر کرتے ہیں۔یہ موضوعات بظاہر مانوس اور سادہ معلوم ہوتے ہیں۔

مقالہ نمبر	10		صفحہ نمبر	121 تا 170
مقالہ نگار:	سبینہ اویس ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	اقبال کے تعلیمی نظریات اور نسلِ نو

توضیحاتِ مقالہ:

اقبال ایک فلسفیانہ شاعر، مصنف، محقق اور ماہر تعلیم تھے۔ اقبال کے افکار نے حالیہ قومی تاریخ پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ وہ ماہر معاشیات اور ماہر تعلیم بھی تھے۔ وہ ایک الگ اور اسلامی نظام تعلیم متعارف کروانا چاہتے تھے۔ اقبال کے افکار میں علمیت، محوریات، خواتین کی تعلیم، خودی، تدریسی طریقہ کار، نصاب اور استاد کا کردار اور نوجوان مسلمانوں کی ترقی کے تصورات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	11	صفحہ نمبر	171 تا184
مقالہ نگار:	اقصیٰ امیر	ڈاکٹر محمد عالم خان	

عنوان مقالہ:	انور سجاد: جدید ناول نگاری کا نقشِ اول (خوشیوں کا باغ کے تناظر میں)

توضیحاتِ مقالہ:

انور سجاد اردو ادب کے نامور افسانہ نگار تھے۔ اردو کی مختصر کہانیوں کے ساتھ ساتھ اردو کے ناول نگاروں میں بھی رجحان ساز سمجھے جاتے ہیں۔ اس مقالہ میں ان کے مشہور ناول "خوشیوں کا باغ" کو جدید فکشن کے روایتی جدید افسانے کے تناظر میں زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ تاریخ میں کس طرح سنگ میل ہے۔

مقالہ نمبر	12	صفحہ نمبر	185 تا194
مقالہ نگار:	محمد اجمل دانش	ڈاکٹر عرفان توحید	ڈاکٹر جاوید اقبال

عنوان مقالہ:	مولانا ظفر علی خان کی زندانی نثر اور ''ستارہ صبح''

توضیحاتِ مقالہ:

مولانا ظفر علی خان نے اپنی پوری زندگی ادب کی خدمت کی اور صحافت کو بطور پیشہ اپنایا۔ انہوں نے عملی طور پر سیاست میں حصہ لیا۔ انہیں جیل کی اذیتیں بھی برداشت کرنی پڑیں

لیکن انہوں نے جیل میں بھی ادبی سرگرمیاں جاری رکھیں۔اس مضمون میں جو ادب انھوں نے جیل میں تخلیق کیا اس کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	13	صفحہ نمبر	195 تا 208
مقالہ نگار:	محمد شوکت علی	ڈاکٹر عطاالرحمان میو	

عنوان مقالہ:	خطباتِ اقبال کے مفاہیم ور جحانات کا تجزیاتی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

"اقبال کے خطبات "اقبال کے شعور، ذہنی ،نفسیاتی مذہبی اور فلسفیانہ خیالات کے اہم ذرائع تک رسائی ممکن بناتا ہے۔یہاں اقبال کے خطبات کے تناظر میں اہم کاموں کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے ان تحریروں میں اقبال کے خطبات کو عام فہم، آسان اور سادہ اردو زبان میں اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	14	صفحہ نمبر	209 تا 214
مقالہ نگار:	فوزیہ نیاز ڈاکٹر	ڈاکٹر مشتاق عادل	نعیم قیصر الازہری

عنوان مقالہ:	اقبال کی شاعری میں مسجد بطور استعارہ: تجزیاتی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

اقبال نے اپنی شاعری میں مسجد کو بطور استعارہ استعمال کیا ہے۔اقبال کی شاعری میں ان کے اشعار میں معنی کی پرتیں پوشیدہ ہیں۔اس تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ موجودہ افراتفری کے دور میں بین المذاہب، ہم آہنگی، سماجی میل جول اور رواداری پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے کے ساتھیوں کی کردار سازی میں مساجد کس حد تک مددگار ہیں۔ یہ مطالعہ عملی اور نظریاتی تجزیہ کے مطابق مساجد کے اہم کردار کو بھی اجاگر کرتا ہے۔اس مضمون میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ اقبال نے مسجد کو بطور استعارہ کیوں استعمال کیا اس کے ذریعے امت مسلمہ کو کیا پیغام دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

تحقیقی وادبی مجلّہ "ماخذ"

شمارہ۔7 جلداول

جولائی۔ستمبر 2021ء

مقالہ نمبر	1	صفحہ نمبر	1 تا 9
مقالہ نگار:	عاصمہ رانی ڈاکٹر	ڈاکٹراقصیٰ نسیم سندھو	

عنوان مقالہ:	''آخرِشب کے ہم سفر'' قرۃ العین حیدر کا ایک منفرد اور مکمل ناول

توضیحاتِ مقالہ:

زیر بحث مقالہ واضح کرے گا کہ کس طرح اعتماد کے ساتھ اپنے قارئین کو سیاست، تاریخ ، معاشیات اور ثقافت کے پیچیدہ مسائل کی کامیابی سے وضاحت کی گئی ہے۔" آخرشب کے ہمسفر " کی خالق قرۃ العین حیدر اردو کی سب سے نمایاں باا ثر ادبی افسانہ نگاروں میں سے ایک ہے۔وہ اپنے ناولوں، مختصر کہانیوں اور عملی تحریروں کے لیے جانی جاتی ہیں۔

مقالہ نمبر	2	صفحہ نمبر	10 تا 27
مقالہ نگار:	نازیہ پروین	ڈاکٹر طاہرہ اقبال	

عنوان مقالہ:	اردو ناول میں ارتکازِ نظر کی شناخت

توضیحاتِ مقالہ:

ارتازنظر، منظراور کردار کے ادراک کے درمیان تعلق ہے۔یہ تعلق کہانی کے مواد کا

اہم حصہ ہے۔کہانی میں واقعات کے ذرائع بیان کیے جاتے ہیں یا کسی خاص کردار کی کارکردگی واقعات کے سلسلے کو بے نقاب کرتی ہے۔ یہ تکنیک قارئین کو دیے گئے مواد کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔موجودہ صورتحال تصوراتی علم کے ذریعے زیادہ واضح ہوجاتی ہے۔

مقالہ نمبر	3		صفحہ نمبر	28 تا 37
مقالہ نگار:	مدثر اقبال		ڈاکٹر سید عون ساجد	

عنوان مقالہ:	ضلع گجرات میں افسانوی ادب کا ارتقا

توضیحاتِ مقالہ:

ضلع گجرات اردو ادب کے حوالے سے خاص پہچان کا حامل رہا ہے۔ادب سے تعلق رکھنے والی بہت سی نامور شخصیات کا تعلق ضلع گجرات سے ہے۔ان میں عبداللہ حسین اور انور مقصود کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔سید عابد علی جیسی بہت سی اور شخصیات بھی اسی علاقے سے تعلق رکھتی ہیں۔افسانوی ادب کے ارتقا میں ان مصنفین نے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔جن کا احاطہ کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	4		صفحہ نمبر	38 تا 51
مقالہ نگار:	سفینہ بیگم		ڈاکٹر طاہرہ اقبال	

عنوان مقالہ:	معاصر ناقدین کی نظر میں وزیر آغا کے مقام و مرتبے کا تعین (چند اہم وزیر آغا شناس)

توضیحاتِ مقالہ:

ڈاکٹر وزیر آغا نے شاعری،تنقید اور ادبی صحافت میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ان کا شمار اردو کے اہم ادبی شخصیات میں ہوتا ہے۔ڈاکٹر وزیر آغا کی سوچ اور تحریک پر جو کچھ لکھا گیا ہے۔اس میں کچھ کتابیں،مقالے،رسالے،مضامین اور تحقیقی مقالہ سے لغات

شامل ہیں۔

مقالہ نمبر	5		صفحہ نمبر	52 تا 67
مقالہ نگار:	نصیر احمد اسد		ڈاکٹر غلام عباس گوندل	

عنوان مقالہ:	اثر صہبائی کی ادبی خدمات

توضیحاتِ مقالہ:

اثر صہبائی خواجہ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ وہ قائداعظم کے جونیئر وکیل تھے۔ ان کا شاعرانہ کام مختلف قسم کے اشعار پر مشتمل ہے۔ وہ دوسرے شعرا کی طرح علامہ اقبال سے بہت متاثر تھے۔ انھوں نے اپنی شاعری میں علامہ اقبال کے بہت سے طنزیہ فقرات اور موضوعات کا استعمال کیا ہے۔ ان کی شاعری برصغیر کے کئی معروف جرائد میں شائع ہوئی ہے۔

مقالہ نمبر	6		صفحہ نمبر	68 تا 80
مقالہ نگار:	فرزانہ اقبال		ڈاکٹر بادشاہ بیگم منیر	

عنوان مقالہ:	اصلاح نسواں میں اردو کی مضمون نگار خواتین کا کردار (1930-1998) تحقیقی جائزہ

توضیحاتِ مقالہ:

اس مقالے میں 1930ء سے 1998ء تک خواتین کے مضمون نگاری کے کاموں کا مختصر تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ جو کہ خواتین کی ادبی، سیاسی، سماجی، مذہبی اور ثقافتی کامیابیوں سے مطابقت رکھتا ہے۔ اردو ادب میں خواتین مضمون نگاروں کا سفر تقریباً ایک صدی قبل سے جاری ہے۔ انہوں نے اپنے فن کے ذریعے سماجی اصلاحات اور خدمات انجام دیں۔

مقالہ نمبر	7		صفحہ نمبر	81 تا 97
مقالہ نگار:	رومانہ اعجاز		ڈاکٹر زمرد کوثر	

عنوان مقالہ:	محاورہ اور روزمرہ تعریف، خصوصیات، تشکیل اور امتیازات

توضیحاتِ مقالہ:

اردو زبان کے تناظر میں محاورہ اور بول چال کی مختلف تعریفات، خصوصیات اور افادیت پر بحث کی گئی ہے۔ اردو محاورے کی تشکیل میں تاریخی ارتقا کا بھی سراغ لگایا گیا ہے اور امیر خسرو سے اردو محاورے کے سفر کا دوبارہ جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ مقالہ زبان کی روایت کے محافظ کے طور پر محاورے کی اہمیت کا بھی جائزہ لیتا ہے۔

مقالہ نمبر	8	صفحہ نمبر	98 تا122
مقالہ نگار:	انوار اللہ ڈاکٹر	ڈاکٹر امتیاز احمد	ڈاکٹر رضوان یونس

عنوان مقالہ:	تصوف اسلامی میں علم وعمل کا کردار تاریخی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

یہ تحقیقی مقالہ تصوف کے تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں مختلف اسکالرز کے خیالات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ تصوف اور اسلام کے درمیان تعلق کو دریافت کیا گیا ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ مستقبل کے محققین کو اسلامی تصوف کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کرنے میں رہنمائی کرے گا۔

مقالہ نمبر	9	صفحہ نمبر	123 تا129
مقالہ نگار:	گل باز	پروفیسر ڈاکٹر غلام عباس گوندل	

عنوان مقالہ:	فرہنگِ کلیاتِ میر: فرید احمد برکاتی

توضیحاتِ مقالہ:

فرہنگ کلیات میر فرید احمد برکاتی کی تیار کردہ لغت کی صنف میں میر تقی میر کی شاعری پر ایک اہم کام ہے۔ اس کلیات میں زیادہ تر الفاظ، مرکبات، اور آیات کے علامتی

نکات ہیں۔وہ الفاظ کے معنی،شاعرانہ معنی،بعض اوقات آیت کا مرکزی خیال رکھتے ہیں۔

مقالہ نمبر	10		صفحہ نمبر	130 تا 146
مقالہ نگار:	رخسانہ کوثر		ڈاکٹر حمیرا ارشاد	

عنوان مقالہ:	''دارالاشاعت پنجاب'' کی حقوق نسواں کی تحریک

توضیحاتِ مقالہ:

کسی قوم کی سماجی، معاشی اور ثقافتی ترقی اور خوشحالی میں مرد اور خواتین کی یکساں شراکت میں مضمر ہے۔خواتین کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ردعمل کے طور پر خواتین نے انیسویں صدی میں یورپ میں اپنے حقوق کے لئے فیمینزم کے نام سے ایک تحریک شروع کی۔اس تحریک کی تفصیلات کو پیش کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	11		صفحہ نمبر	147 تا 160
مقالہ نگار:	قاسم علی		ڈاکٹر میمونہ سبحانی	

عنوان مقالہ:	ڈاکٹر وحید الرحمان خان کی مزاحیہ نثر پر مشتاق احمد یوسفی کے اثرات

توضیحاتِ مقالہ:

اردو ادب میں طنز و مزاح دونوں شاعرانہ اور نثری ڈھانچے میں پائے جاتے ہیں۔یہ سماجی تفریق اور مضحکہ خیز ردعمل کے نتیجے میں وجود میں آتا ہے۔طنز و مزاح ایک ایسی دنیا ہے جو آنسوؤں کے سمندر میں ڈوبی ہوئی ہے۔معاشرتی اقدار پر آئے دن نئے حملے،زندگی کی تلخ حقیقتیں،ظالمانہ سچائیوں اور دردناک مسائل کو قبول کرنا اور انہیں دلچسپ انداز میں پیش کرنا ایک فن ہے۔

مقالہ نمبر	12		صفحہ نمبر	161 تا 174
مقالہ نگار:	محمد سمیر		ڈاکٹر مظہر عباس	

عنوان مقالہ:	آزادی سے پہلے اردو ناول کی روایت میں انسان دوست کا کردار

توضیحاتِ مقالہ:

پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے بعد ہیومنزم کے تصورات کی تعریف سیکولریزم ،مارکسزم، مذہبی وجودیت اورنو ہیومنزم کی شکل میں کی گئی ہے۔ادب خصوصا اردوناول انسان کی بھلائی کے لئے اپنے خیالات اورنظریات کوظاہر کرتا ہے۔اس لیےاس اصطلاح کوانسانی کردار کہا جاتا ہے یا انسان دوست تقسیم سے پہلے اردوناول کا اپنا ایک انسانی کردار ہے جو انسانیت کے اصطلاح میں تصوراتی ہے۔

مقالہ نمبر	13		صفحہ نمبر	175 تا 190
مقالہ نگار:	اعجاز نسیم		ڈاکٹر لیاقت علی	

عنوان مقالہ:	آزادی کے بعداردوادب میں بہاول پور کی افسانہ نگار خواتین کا حصہ

توضیحاتِ مقالہ:

اس تحقیقی مقالے میں پاکستان کی آزادی کے بعد بہاولپور کی خواتین افسانہ نگاروں کا تجزیہ کیا جائے گا۔قیام پاکستان کے بعداردوفکشن میں مردوخواتین مصنفین کی ایک بڑی فہرست ہے۔جنہوں نے مرد مصنفین کے مقابلے میں معیار اور مقدار کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھا۔انہوں نےفن اورفن کی تکنیک کو مدنظر رکھتے ہوئے نہ صرف خواتین کے مسائل پر گفتگو کی بلکہ افسانے بھی لکھے۔

مقالہ نمبر	14		صفحہ نمبر	191 تا 204
مقالہ نگار:	محمد اشرف ڈاکٹر		خالد ندیم	

عنوان مقالہ:	ناول اور تاریخ: مماثلت وامتیازات

توضیحاتِ مقالہ:

تاریخ اور ناول دونوں ایک خاص دور میں معاشرے کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر

کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ ناول نگار اور مورخ دونوں ہی انسانی زندگی کے رنگوں کو مختلف طریقوں سے بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس مقالے میں ناول اور تاریخ کے درمیان مماثلت اور فرق پر بات کی جارہی ہے تو دونوں کے درمیان بہت سارے اختلافات پائے جاتے ہیں جس نے واضح طور پر ایک لکیر قائم کی ہے۔

مقالہ نمبر	15		صفحہ نمبر	205 تا 220
مقالہ نگار:	منیبہ زہرا نقوی		ڈاکٹر شعوبہ معید	

عنوان مقالہ:	پروفیسر لطیف الزماں خان ایک تعارف

توضیحاتِ مقالہ:

پروفیسر لطیف الزماں خان کا تعلق راجستھان، بھارت سے تھا۔ تقسیم کے بعد وہ 1947ء میں پاکستان ہجرت کر گئے اور کراچی میں رہنے لگے۔ انہوں نے جامعہ کراچی سے انگریزی ادب میں ماسٹر کیا اور ماہر تعلیم کے طور پر اپنے کیریئر کا آغاز کیا۔ اپنے پورے کیریئر کے دوران انگریزی پڑھانے کے باوجود مادری زبان اردو سے گہری محبت ان کے دل سے کبھی نہیں نکلی۔ وہ اپنے کام میں ادبی حلقوں میں غالب اور رشید احمد صدیقی پر تحقیقی کام کے لیے مشہور تھے۔

مقالہ نمبر	16		صفحہ نمبر	221 تا 230
مقالہ نگار:	مقصود احمد		ڈاکٹر ماجد ممتاز	ڈاکٹر تحسین بی بی

عنوان مقالہ:	جون ایلیا کی شاعری میں تصورِ حسن و عشق

توضیحاتِ مقالہ:

اس تحقیقی مقالے میں جون ایلیا کی شاعری کے مختلف پہلوؤں کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ خاص طور پر محبت اور خوبصورتی ان کی شاعری کا ایک اہم حصہ رہے ہیں جون ایلیا نے اپنی

شاعری میں محبت اور خوبصورتی یا حسن و عشق کے سفر کو نئے رجحانات کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جون ایلیا اردو کے معروف شاعر ہیں۔ انہوں نے اردو نظم کے جدید رجحانات کو شاعری میں متعارف کروایا ہے۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اپنے خیالات کو نیا رنگ اور اظہار دیا۔

مقالہ نمبر	17		صفحہ نمبر	231 تا 239
مقالہ نگار:	شوکت محمود شوکت		ڈاکٹر عبدالستار ملک	

عنوان مقالہ:	ڈاکٹر احسان اکبر کی ایک نعت کا اسلوبیاتی جائزہ

توضیحاتِ مقالہ:

زیر بحث مقالہ ڈاکٹر احسان اکبر کی ایک نعت کے بارے میں ہے۔ جس کا اسلوبیاتی جائزہ لیا گیا ہے۔ جوان کے اقتباس "نعتیہ" میں شامل ہے۔ ڈاکٹر احسان اکبر کی نعتیہ شاعری کی کتاب" ظہور 2021" ءکو منظر عام پر آئی۔ اس سے پہلے انہوں نے اردو زبان وادب کی دوسری اصناف نظم اور غزل میں طبع آزمائی کی جو بہت مشہور ہوئی آج کل وہ زیادہ تر نعتیہ شاعری لکھ رہے ہیں زیر بحث نعت اسی کتاب سے ہے۔

مقالہ نمبر	18		صفحہ نمبر	240 تا 250
مقالہ نگار:	نازیہ یونس ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	ناول ''یا خدا'' کا نسائیت کے تناظر میں تنقیدی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

قدرت اللہ شہاب نے بہت سی خوبصورت تحریریں اپنے قارئین کے لئے لکھیں۔ جو معاشرتی، سماجی اور مذہبی زندگی کے ہر پہلو کی عکاسی ہیں۔ "شہاب نامہ "ان کی بہترین کتاب ہے جس کے لیے وہ بہت مشہور ہیں۔ "یا خدا" قدرت اللہ شہاب کا بہترین ناول ہے جو اگست

1947ء کی تقسیم کے واقعات کی دردناک منظر کشی کرتا ہے۔حقوق نسواں کے متعلق ان کے خیالات کی عکاسی کرتا ہے۔ان کے مطابق عورت بھی ایک جیتی جاگتی انسان ہے اس ناول میں عورت پر ہوئے ظلم وستم کو بیان کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	19		صفحہ نمبر	251 تا258
مقالہ نگار:	محمد بلال ڈاکٹر		ڈاکٹر ماجد ممتاز	مقصود احمد

عنوان مقالہ:	اردو ناول اور بنیاد پرستی بحوالہ ''آنگن''

توضیحاتِ مقالہ:

بنیاد پرستی کی سماجی یا مذہبی گروہ تک محدود نہیں ہے بلکہ مذہب قوم یا تعلیم کی تفریق کیے بغیر یہ ہر جگہ موجود ہے۔موجودہ تحقیقی مقالہ خدیجہ مستور کے لکھے ہوئے ایک بہت ہی مشہور کلاسیکل ناول" آنگن" کے بارے میں ہے جس میں بنیاد پرستی کے عناصر کی چھان بین کی گئی ہے۔ ہندو, سکھ یا مسلمان سمیت کوئی بھی کردار سماجی خصلت سے پاک نہیں ہے۔اس طرح یہ سماجی برائی ہے۔جس کا کسی خاص مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔" آنگن" میں شمالی ہندوستان میں تقسیم کے دوران مسلم گھرانوں کے حالات اور ان کی نفسیاتی الجھنوں اور مسلمانوں کے تباہ حال جاگیردارانہ نظام اور زوال پذیر کاروباری حالات کے نتیجے میں پیدا ہونے والے معاشی افلاس کی منظر کشی کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	20		صفحہ نمبر	259 تا273
مقالہ نگار:	نذیر احمد		ڈاکٹر ابرار عبدالسلام	

عنوان مقالہ:	حنیف نقوی کی تدوینی خدمات

توضیحاتِ مقالہ:

حنیف نقوی اردو زبان وادب کے محقق اور مدید تھے۔انہوں نے غالب پر بہت

کام کیا ہے۔انھوں نے قاضی عبدالودود کے ذریعے ترمیم شدہ "معاصر غالب" کی دوبارہ ترمیم کی اس کے علاوہ تذکرہ شعراسہوان کی بھی تصحیح کی ہے۔انھوں نے بہت احتیاط اور جانفشانی سے اپنے کاموں میں قیمتی تصیح کی ہے۔حنیف نقوی کے کام کے پیش نظر یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اردو تالیف میں نئی سمتیں ڈالی ہیں اس کے علاوہ معاصر غالب میں لسانی اور املا کے قواعد وضوابط کی مکمل پاسداری کی ہے۔انھوں نے غالب کی عادات، غالب کی زندگی، غالب کا دوراوراس کے ساتھ ساتھ لسانی املا کے امور میں اہم اضافہ اور تصیح کی ہے۔

مقالہ نمبر	21		صفحہ نمبر	274 تا285
مقالہ نگار:	مجسم حسین شاہ		سید وقاص فریاد	ڈاکٹر تحسین بی بی

عنوان مقالہ:	سید مسعود اعجاز بخاری کی ادبی خدمات کا تقابلی جائزہ

توضیحاتِ مقالہ:

سید مسعود اعجاز بخاری کے فکری اور تخلیقی خدشات کا سماجی وثقافتی پس منظر، پاکستانی تہذیبوں کے ذریعے دکھایا گیا ہے۔اس میں ان کی فکر اور شاعری کا ابتدائی خاکہ شامل ہے۔اس مقالے میں مسعود اعجاز بخاری کے تخلیقی خدشات کو ان کے وسیع پہلوؤں میں تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ان کی علمی و ادبی خدمات کو وسیع تر معنوں میں شاعری، نغمہ نگاری، تخیلفکر اور کلام کی انسانی زندگی اور معاشرے میں اہمیت دی گئی ہے وہ ایک گہری سوچ رکھتے ہیں۔جو ذاتی علامتوں کو غیر ذاتی اور آفاقی بناتے ہیں۔

مقالہ نمبر	22		صفحہ نمبر	286 تا292
مقالہ نگار:	وقاص فریاد		مقصود احمد	ڈاکٹر تحسین بی بی

عنوان مقالہ:	رشید امجد کے افسانوں میں بیانیہ فن

توضیحاتِ مقالہ:

رشید امجد کا شمار جدید دور کے ممتاز افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ وہ اپنے افسانوی اسلوب، تمثیلی داستان، افسانہ، زمین سے گہرا لگاؤ، پاکستانی افسانے، اسلامی عناصر، ماضی کی بازیافت، علامتوں کے خوبصورت اظہار اور جدیدیت کے خوبصورت امتزاج کے لیے جانے جاتے ہیں۔ رشید امجد نے اپنے افسانوں میں بیانیہ کے مختلف تجربات کیے ہیں۔ ان کے افسانوں میں اسلوب کے اعتبار سے زیادہ بیانیے ہیں۔ وہ اپنے افسانوں میں ایک منفرد اسلوب استعمال کرتے ہیں۔ ایک خاص قسم کی شاعری، رومانیت کا احساس اور استعاروں کی مدد سے بیانیہ تشکیل کرتے ہیں۔

مقالہ نمبر	23		صفحہ نمبر	293 تا 305
مقالہ نگار:	نصیر احمد		ڈاکٹر سمیرا اعجاز	

عنوان مقالہ:	اردو تراجم کے فروغ میں ماہنامہ ''ادبی دنیا'' کا کردار

توضیحاتِ مقالہ:

ماہنامہ 'ادبی دنیا' کا آغاز مئی 1929ء سے ہوا "ادبی دنیا' میں دیگر اصناف کے ساتھ اس کے تراجم بھی شائع ہوئے جن میں دونوں قسم کی اصناف یعنی نظمیں اور نثر بھی شامل تھے۔ ادبی دنیا کی ترویج کا بنیادی مقصد ترقی یافتہ زبانوں کے ادب کو اردو میں منتقل کرنا تھا۔ "ادبی دنیا" میں جن ادبی اصناف کو متعارف کرایا گیا ہے۔ ان میں افسانے، ڈرامے، مضامین، نظمیں، گانے تھے۔ تمام شائع شدہ تراجم نے اردو زبان وادب کی بہتری اور توسیع میں اہم کردار ادا کیا۔ ان تراجم کی وجہ سے باقی تمام ترقی یافتہ زبانوں کے خزانوں میں سے ایک اچھا سرمایہ بن گیا ہے۔

مقالہ نمبر	24		صفحہ نمبر	306 تا 317
مقالہ نگار:	شازیہ گل		ڈاکٹر شاہد اقبال کامران	

عنوان مقالہ:	اقبال کی اردو نثر کے متنوع علمی موضوعات اور اسلوب کی انفرادیت

توضیحاتِ مقالہ:

اس مقالے میں اقبال کی اردو نثر کی ان متنوع خصوصیات پر بحث کی گئی ہے۔اقبال کی اردو عبارت فصاحت اور رنگین زبان کے اعتبار سے بھی قابل ذکر ہے۔اقبال کا اردو متن سنجیدہ اور متنوع ہے۔اقبال کا اردو تحریر کا انداز متاثر کن ہے۔اقبال اپنے موضوع کے مطابق اسلوب کا انتخاب کرتے ہیں۔وہ اپنے مضامین جاندار اور دلچسپ انداز میں لکھتے ہیں۔اقبال نے اپنے آخری مضمون میں مذہبی, سیاسی اور سماجی انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

مقالہ نمبر	25		صفحہ نمبر	318 تا 335
مقالہ نگار:	محمد رمضان		ڈاکٹر ظفر حسین ظفر	

عنوان مقالہ:	دیوانِ غالب مرتبہ مالک رام (1957) کا تجزیاتی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

غالب کے اردو دیوان کو ان کی زندگی میں پانچ مرتبہ ایڈٹ کیا گیا جبکہ اس کے بعد مختلف ریسرچ اسکالر نے اسے بہت زیادہ ایڈٹ کیا۔ان تمام ایڈیشنوں میں ملک رام کے زیر تدوین دیوان کو اپنے تنقیدی تصورات اور خصوصیات کی وجہ سے اہم اور نمایاں مقام حاصل ہے کیونکہ اس میں غالب کے تقریباً تمام اشعار شامل ہیں۔

مقالہ نمبر	26		صفحہ نمبر	336 تا 347
مقالہ نگار:	نازیہ ملک ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	سماجی لسانیات میں کوڈ مکسنگ اور کوڈ سوئچنگ: بنیادی مباحث

توضیحاتِ مقالہ:

زبان کے سائنسی مطالعے کو لسانیات کہتے ہیں۔ادب کا لسانیات سے گہرا تعلق

ہے۔زبان ایک سماجی فعل ہے اسی لئے سماجی لسانیات کی شاخ کہا جاتا ہے۔سماجی لسانیات دراصل کثیر لسانی اور کثیر لسانی موضوعات پر منحصر ہے اور پاکستان قومی اور علاقائی لحاظ سے ایک کثیر لسانی ملک ہے۔لوگ گفتگو کے دوران کی زبانیں ملاتے ہیں اور کوڈ مکسنگ اور کورس سوئچنگ کرتے ہیں خاص طور پر انگریزی زبان کی مکسنگ کو فخر کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔اب انگریزی زبان اردو زبان میں جذب ہو کر اس کا حصہ بن چکی ہے کوڈ مکسنگ اور کوڈ سوئچنگ دنیا کے ہر معاشرے میں اور زبان میں موجود ہے۔جس کی وجہ سے زبانیں ترقی اور زوال دونوں کی طرف بڑھ رہی ہیں۔

مقالہ نمبر	27		صفحہ نمبر	348 تا 356
مقالہ نگار:	توشیبا سعید		ڈاکٹر محمد سفیان صفی	ڈاکٹر محمد رحمان

عنوان مقالہ:	خواتین کے حج سفرناموں میں آپ بیتی کے عناصر

توضیحاتِ مقالہ:

خواتین مصنفین نے سفرنامے بھی لکھے ہیں اور اس طرح خواتین مصنفین کے منفرد سفرنامے شائع ہوئے۔ان سفرناموں میں حج کے سفرنامے بڑی تعداد میں شامل کیے گئے ہیں۔جن میں خواتین کی مذہب میں دلچسپی اور مذہبی احکام کی پیروی مرد مصنفین سے مختلف ہے کیونکہ سفرنامے ادب کی دیگر اقسام کو جذب کرنے کا معیار رکھتے ہیں۔اسی لیے خواتین کے حج کے سفرنامے ،سوانح حیات ،تاریخ زندگی، خطوط نگاری ،کہانی سنانے ،شاعری اور مختصر سوانح حیات پر اثرانداز ہوتے ہیں۔

مقالہ نمبر	28		صفحہ نمبر	357 تا 372
مقالہ نگار:	سائرہ ارشاد ڈاکٹر		ڈاکٹر مطاہر شاہ	سید ازور عباس

عنوان مقالہ:	سید مسعود حسن شباب دہلوی کے سفرنامے: چند نئی دریافتیں

توضیحاتِ مقالہ:

سید مسعود حسن شہاب دہلوی 1981ء میں پیدا ہوئے تھے۔انہوں نے تقسیم ہند کے بعد پاکستان میں انفارمیشن آفیسر کے طور پر خدمات انجام دیں۔سید معسود حسن شہاب نے ہفتہ وار "الہام" کا آغاز کیا اور بہاول پور کا ادبی رسالہ "ال زبیر" ان کی تخلیقات میں شامل ہے۔سفرنامہ "سفرہی سفر" ان کے نو سفروں پر مشتمل ہے۔ان سفروں میں جہاں تجربات و مشاہدات کی عکاسی ہوتی ہے وہاں ان کے خارجی اور داخلی حالات بھی پوری طرح سامنے آ جاتے ہیں۔

مقالہ نمبر	29		صفحہ نمبر	373 تا 384
مقالہ نگار:	نزاکت حسین		ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان	ڈاکٹر مطاہر شاہ

عنوان مقالہ:	غالب کی فارسی مثنوی ''چراغِ دیر'' کے تخلیقی محرکات ایک مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

"چراغ دیر" غالب کی فارسی مثنوی غالب کی مذہب سے لگاؤ کی دلیل ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہندوستانی مسلم تہذیب کی عمدہ مثال بھی ہے۔بنارس کی مذہبی اہمیت کا غالب دل سے اعتراف کرتے تھے۔غالب کو ہندوؤں کے مذہبی مراکز سے بہت لگاؤ تھا اور وہ ان مراکز کا بہت احترام کرتے تھے اور خود اپنے مذہب اور مکہ مدینہ کی ان کے دل میں کتنی محبت اور عقیدت کا کیا عالم ہوگا لیکن بدقسمتی سے وہ مکہ مدینہ کی زیارت کو نہ جاسکے۔غالب کا بنارس کا سفر بنارس کی اہمیت، وہاں کا روحانی ماحول، گھنگریالے بالوں والی لڑکی کی قید ان کی مثنوی "چراغ دیر" کی اہم ترغیبات ہیں۔نزاکت حسین ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان ڈاکٹر مطاہر شاہ

مقالہ نمبر	30		صفحہ نمبر	385 تا 395
مقالہ نگار:	آمنہ بتول ڈاکٹر		سید ازور عباس	جویریہ ظفر

عنوان مقالہ:	اردو ناول میں پنجاب کی دیہاتی عورتوں کے مسائل

توضیحاتِ مقالہ:

پنجاب میں دیہات میں رہنے والی خواتین کے مسائل کا تجزیہ کیا گیا ہے۔اردو ناول میں خواتین کا انسانی معاشرے میں اہم کردار رہا ہے۔خاص طور پر ہمارے دیہی علاقوں میں ابھی ناموافق ماحول کا سامنا ہے یہ صورتحال بتاتی ہے کہ ہمارے معاشرے میں عورت کے پاس آگے بڑھنے کے مواقع محدود ہیں اگرچہ وقت کے ساتھ حالات بدل رہے ہیں لیکن ابھی بھی دیہی خواتین کے کردار میں تیزی سے ترقی لانے کے لیے کچھ کرنا باقی ہے۔

مقالہ نمبر	31	صفحہ نمبر	396تا408
مقالہ نگار:	تنویر اعظم	ڈاکٹر افضال احمد انور	

عنوان مقالہ:	عصری نعت میں اصلاح طلب مباحث:تنقیدی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

اللہ تعالیٰ کے بعد آپ ﷺ تمام تعریفوں کے لائق ہیں۔اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ قلم اپنی تمام تر طاقت پرواز کے باوجود اظہار تمام ابہام اور تمام تر بلندیوں کے باوجود اپنا حق ادا کرنے سے قاصر ہے۔اور جہاں تعریف کرنے کا حق ادا ہی نہ ہوا ہو وہاں تکبر اور غرور کیسا؟ چونکہ تعریف غزلیات کا خاصہ ہے،آپ کی بارگاہ میں اسلوب،تعریف کی مبالغہ آرائی کے انداز کی کوئی ضرورت نہیں۔نعت میں سچائی نہ صرف ضروری ہے بلکہ واجب ہے۔اس لیے مداح کرنے والے کومحتاط اور شکر گزار ہونا چاہیے۔احتیاطی تدابیر کے باوجود اردو نعت میں کچھ ایسے پہلو رہ گئے ہیں،جس میں بہتری کی گنجائش باقی ہے۔زیر بحث مقالے میں اس کی نشاندہی کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	32	صفحہ نمبر	409تا421
مقالہ نگار:	ساجد محمود	ڈاکٹر محمد رحمان	ڈاکٹر مطاہر شاہ

عنوان مقالہ:	کلامِ باہو کے دو منظوم تراجم کا تقابلی جائزہ

توضیحاتِ مقالہ:

اس مقالے میں دو تراجم کا تنقیدی تجزیہ کیا گیا ہے۔اوران کا موازنہ کیا گیا ہے۔ اوران تراجم کی خوبیوں اور خامیوں پر اچھی طرح بحث کی گئی ہے۔حضرت سلطان باہو مشہور صوفی شاعر تھے۔پنجابی اور فارسی زبانوں کے شاعر سلطان باہو کا پنجابی شاعری کا مجموعہ "میات باہو" کے نام سے شائع ہوا۔ان میں سے دو تراجم کی خاص اہمیت ہے۔ان میں سے ایک عبدالحمید بھٹی کا ترجمہ ہےاوردوسرا مسعود قریشی کا ہے۔جن پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	33	صفحہ نمبر	422 تا 433
مقالہ نگار:	غلام اصغرڈاکٹر	ڈاکٹر طاہر عباس	ڈاکٹر واصف اقبال صدیقی

عنوان مقالہ:	واجدہ تبسم کے افسانوں میں رسوماتی اور توہماتی عناصر

توضیحاتِ مقالہ:

واجدہ تبسم خواتین افسانہ نگاروں میں ایک اہم مقام رکھتی ہیں۔انھوں نے اپنے افسانوں میں عورتوں کے مسائل اور مردوں کی نفسیات کو پیش کیا ہے۔انھوں نے ہر طبقے اور عمر کے لوگوں کے لیے لکھا ہے۔ان کے افسانوں کے اہم موضوعات میں معاشرتی ناہمواریاں، طبقاتی تقسیم، جنسی تناؤ، جھگڑے،نوعمر لڑکوں اور لڑکیوں کی محبت، تیرہ و تاریک گلیوں کی تخلیق شامل ہیں۔واجدہ تبسم کے افسانے حقیقت سے قریب تر ہیں۔اس مقالے میں واجدہ تبسم کی مختصر کہانیوں میں رسم اور توہم پرستی کے عناصر کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	34	صفحہ نمبر	434 تا 450
مقالہ نگار:	کاشفہ بیگم	ڈاکٹر میمونہ سبحانی	

عنوان مقالہ:	اردو تدوین مفہوم، دائرہ کار، روایت

توضیحاتِ مقالہ:

زیر بحث مقالے کے مطابق تدوین کے مختلف مراکز یعنی دکن، لاہور، کراچی، دہلی، لکھنؤ، رام پور اور پٹنہ وغیرہ کے "داستان" کے طریقہ کار سے تاریخ کو درج کرنے کی خواہش پر بحث کی ہے۔ تاریخ کے ساتھ ساتھ خصوصیات اور ارتقاء کو بھی بیان کیا گیا تھا۔ یہ طریقہ مورخ کو تاریخ کی ترتیب اور مختلف مراکز کی تعریف خصوصیات کی وضاحت کرتا ہے۔ اور اردو میں تدوین کی تاریخ اور ارتقاء کو ریکارڈ کرنے کے لیے ایک موزوں اور مناسب نقطہ نظر فراہم کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	35		صفحہ نمبر	451 تا 460
مقالہ نگار:	محمد کامران شہزاد ڈاکٹر		ڈاکٹر نعیمہ بی بی	

عنوان مقالہ:	''گراں'' تین تہذیبوں کا نمائندہ ناول

توضیحاتِ مقالہ:

طاہرہ اقبال کا ناول " گراں " تین تہذیبوں کا تجزیہ پیش کرتا ہے۔ اس ناول میں پوٹھوہاری اور برطانوی معاشرے اور روایت کو موضوع بنایا ہے۔ پوٹھوہار کے دیہی ثقافت کے مطابق قبائل کے بزرگوں کی طرف سے بچوں کی منگنی، پھر منگیتر کا انتظار اور لڑکوں کی تعلیم یافتہ لڑکیوں سے شادی کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ نوجوانوں کیطرز زندگی میں دولت کمانے اور پھر مشرقی لڑکی کے اپنی مشرقی اقدار کو لے کر برطانیہ منتقل ہونے کی تبدیلی کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ ناول کے آخری حصے میں عرب ثقافت اور روایت پر بھی تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	36		صفحہ نمبر	461 تا 477
مقالہ نگار:	عصمہ امانت ڈاکٹر		ڈاکٹر عاشق حسین	

عنوان مقالہ:	ادب، ادیب اور پاکستانیت کی تفہیم و اطلاق

توضیحاتِ مقالہ:

کوئی بھی قوم اپنی تاریخ، جغرافیہ، ثقافت اور روایات کو لے کر آگے بڑھتی اور پھولتی ہے اور یہ ان کے لیے باعث عزت اور فخر بھی ہوتا ہے۔ اور ان سب کا تحفظ ادب کے ذریعے اور ادیب کے ذریعے ہوتا ہے۔ اسی طرح پاکستانی ادب کے لیے ضروری ہے کہ وہ پاکستان کی تاریخی، نظریاتی اور ثقافتی اقدار کی ترجمانی اور ابلاغ کرے۔ جو پاکستان کو پاکستانیت کی بنیاد پر متحد کرتا ہے۔ ایسے میں ادیب پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے تخلیق کردہ ادب سے ہجوم کو ایک قوم بنانے کی کوشش کرے۔ لیکن ناقدین کا کہنا ہے کہ مصنفین نے اس ذمہ داری کو محسوس نہیں کیا جیسا کہ حالات کا تقاضا تھا۔

مقالہ نمبر	37		صفحہ نمبر	478 تا 484
مقالہ نگار:	تسلیم سمرا			

عنوان مقالہ:	ابتدائی اردو سفر نامہ مزاحمت کی متنوع جہات

توضیحاتِ مقالہ:

ابتدائی اردو سفر نامہ استعماریت کے زیر سایہ رہا۔ اور ہندوستان میں استعماریت نے ہر چیز کو اپنے شکنجے میں جکڑا ہوا تھا۔ ایسے میں ادبی رجحانات پر بھی اس کے اثرات واضع تھے۔ لہذا ان سفر ناموں میں مزاحمت کا عنصر غالب رہا۔ استعماری وحشی پن اور طاقت کے بے جا استعمال نے عام آدمی کے دل میں بغاوت کے بیج بوئے۔ ناقدری اور ظلم نے احتجاج اور مزاحمت کو فروغ دیا۔ ابتدائی اردو سفر نامے کسی ایک بیانیہ کی بجائے امتزاجیت رکھتے تھے۔

مقالہ نمبر	38		صفحہ نمبر	485 تا 491
مقالہ نگار:	بسمینہ سراج ڈاکٹر		ڈاکٹر روبینہ رشید	نبیلہ شاہین

عنوان مقالہ:	''مہکتی دھرتی، سلگتی سانسیں'' کا مطالعہ، قومی شاعری کے تناظر میں

توضیحاتِ مقالہ:

ڈاکٹر شاہدہ سردار خیبر پختونخواہ کی ایک شاعرہ ہیں جنہوں نے حب الوطنی پر مبنی شاعری کا ایک تجزیاتی جائزہ پیش کیا ہے۔

ڈاکٹر شاہدہ سردار نے اپنی شاعری میں وطن سے محبت کے لیے اپنے ذاتی احساسات، عقائد اور جذبات کا اظہار کیا ہے۔ موجودہ دور میں حب الوطنی کے گیت لکھنے والے شاذونادر ہیں۔ ایسے میں ڈاکٹر شاہدہ سردار نے وطن سے محبت کا حق ادا کیا ہے۔ "مہکتی دھرتی سلگتی سانسیں" ان کی حب الوطنی کے جذبات سے بھرپور شاعری سے مزین ہے۔ جو قومی شاعری کے تناظر میں لکھی گئی کتاب ہے۔

مقالہ نمبر	39		صفحہ نمبر	492 تا 512
مقالہ نگار:	ظہیر وٹو ڈاکٹر		ڈاکٹر شبنم اسحاق	ڈاکٹر سفیر حیدر

عنوان مقالہ:	پنجاب کی سیاسی وسماجی صورتِ حال: ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ الحاق کے تناظر میں

توضیحاتِ مقالہ:

اس مقالے میں 1849ء سے 1857ء تک پنجاب کی سماجی، سیاسی صورت حال کو اجاگر کرنے کی ایک کوشش ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ جنگ آزادی میں پنجاب ان کے ساتھ تھا جبکہ درحقیقت پنجاب نے متعدد وجوہات کی بنا پر ان کے خلاف جنگ لڑی تھی جو کہ اس وقت پنجاب کے سماجی وسیاسی منظرنامے کی اہم شکل بھی تھے۔ مقامی لوگوں کو ان کی ثقافت، مذہب، زبان اور رسم ورواج سے دور کر دیا گیا۔ جس نے سماجی، ثقافتی لسانی جڑوں کو اکھاڑ پھینکا، جو آج دن تک محسوس کی جاسکتی ہے۔

مقالہ نمبر	40		صفحہ نمبر	513 تا 520
مقالہ نگار:	راؤ محمد عمر		ڈاکٹر سدرہ مصباح رضوی	ڈاکٹر الماس خانم

عنوان مقالہ:	ڈاکٹر عالم خان کی افسانہ نگاری

توضیحاتِ مقالہ:

علیم خان ایک معروف ترقی پسند مفکر، ماہر تعلیم اور افسانہ نگار ہیں۔ "غلام جموں کا نوحہ" ان کی مختصر کہانیوں کی تالیف ہے۔ترقی پسند شعور، رومانوی اور شاعرانہ لہجہ، بیان کا علامتی انداز اور موضوعی نقطہ نظر ان کی اہم خصوصیات ہیں۔ یہ مختصر کہانیاں طبقاتی تقسیم، نچلے طبقے کے مسائل، شناخت کا بحران، بے معنی پن، بے نیازی اور خوف کے موضوعات کی عکاسی کرتی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

تحقیقی وادبی مجلّہ "ماخذ"

شمارہ۔8 جلداول

اکتوبر۔دسمبر2021ء

مقالہ نمبر	1	صفحہ نمبر	1 تا13
مقالہ نگار:	بلقیس اختر	ڈاکٹر طاہرہ اقبال	

عنوان مقالہ:	ایرانی تہذیب وثقافت کے پاکستانی اردوناول میں مظاہر

توضیحاتِ مقالہ:

زیر بحث مقالہ میں ایران کی تہذیب وثقافت اور فارسی ادب کا تجزیہ کرتے ہوئے پاکستانی اردوناول پراس کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔فارسی تہذیب وثقافت قدیم دور سے ہی تہذیب کا مرکز رہی ہے۔فارسی ادب،علم وفن اور فلسفہ کی خاص پیروی کی جاتی رہی ہے۔ فارسی کی بہت سی اصناف نے اردوزبان پراثر ڈالا ہے۔

مقالہ نمبر	2	صفحہ نمبر	14 تا26
مقالہ نگار:	انجم مبین		

عنوان مقالہ:	امین راحت چغتائی کے کلام میں علامت نگاری (بھیدبھنور کے تناظر میں)

توضیحاتِ مقالہ:

امین راحت چغتائی ایک محقق،ادیب،شاعر بالخصوص نعت اور ہائیکو کے طور پر ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔"بھیدبھنور" ان کی نظموں اور غزلوں کا مجموعہ ہے۔جو 1984ء میں

شائع ہوا تھا۔ وہ اپنی شاعری میں علامتوں کے ایک خاص نظام کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ نظام چار اہم علامتوں جنگل، گلی، آگ اور آئینہ پر مبنی ہے اس کے علاوہ ان کی شاعری میں مختلف موضوعات ہیں۔ جن کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	3		صفحہ نمبر	27 تا 42
مقالہ نگار:	محمد جمیل احمد باروی		ڈاکٹر فہمیدہ تبسم	

عنوان مقالہ:	اردو ڈرامے کی روایت اور پی ٹی وی لاہور مرکز کا اردو ٹیلی ڈراما (فنی وفکری جائزہ)

توضیحاتِ مقالہ:

وقت گزرنے کے ساتھ ہی اظہار کے بیانیے کی بھی کئی اشکال سامنے آئیں۔ مثلاً نثر، مضمون، افسانہ، ناول، شاعری وغیرہ لیکن ڈرامہ اور مکالمہ ان سب سے زیادہ طاقتور اظہار کے بیانیہ کے طور پر مانا جاتا ہے اور اس کی یہ بالادستی ہمیشہ قائم رہی۔ لاہور ادبی ثقافتی اور سماجی لحاظ سے ہمیشہ توجہ کا مرکز رہا ہے۔ پاکستان ٹیلی وژن لاہور مرکز کے ڈرامے میں ماضی اور حال کی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	4		صفحہ نمبر	43 تا 51
مقالہ نگار:	روبینہ شاہد		ڈاکٹر محمد رحمان	ڈاکٹر بسمیہ سراج

عنوان مقالہ:	اے حمید کے ناول ''ڈربے'' پر تقسیم ہند کے اثرات

توضیحاتِ مقالہ:

اے حمید نامور کہانی کار اور ناول نگار تھے۔ ان کے زیادہ تر ناول تقسیم ہند کے بعد شائع ہوئے کیونکہ ان کی ادبی داستان اور اصولوں نے تقسیم کے نتائج کا بری طرح سے سامنا کیا۔ ان کا پہلا ناول "ڈربے" تقسیم کے دوران رونما ہونے والے تمام واقعات کی تصویر کشی

کرتا ہے اور یہ مقالہ اس ناول کا احاطہ کرتا ہے۔

مقالہ نمبر	5		صفحہ نمبر	52تا72
مقالہ نگار:	رابعہ رحمان		ڈاکٹر روبینہ رفیق	

عنوان مقالہ:	آغا بابر کے افسانوں کا موضوعاتی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

زیر بحث مقالہ آغا بابر کے افسانوی کام کے موضوعی امور کا بغور جائزہ لیتا ہے۔ آغا بابر کے اہم موضوعات انسانی فزیالوجی اور جذبات ہیں۔ انہوں نے اپنے افسانوں میں انسانی ذہن کے پوشیدہ گوشوں کو روشن کیا۔ انہوں نے سیکس پر بے حد بحث کی۔ وہ افسانوں میں شہوانی، شہوت انگیز پہلوؤں کے لیے جانا جاتا ہے۔

مقالہ نمبر	6		صفحہ نمبر	73تا88
مقالہ نگار:	محمد محسن خالد		ڈاکٹر سیدہ عطیہ خالد	

عنوان مقالہ:	غالب کی غزل کا فکری وفنی اور لسانی جائزہ

توضیحاتِ مقالہ:

غالب کی شاعری کی نمایاں خصوصیات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ ان کی شاعری میں فکر کی گہرائی اور فنی مہارت میں کوئی شک نہیں کر سکتا۔ انہوں نے اردو شاعری بلکہ پوری دنیا کی شاعری میں ایک بلند مقام حاصل کیا اور معیاری کام کیا۔ ان کی شاعری میں تخیل، الفاظ کا استعمال، شعروں میں زبان بطور فن استعمال کرنا ان کی شاعری میں استعمال ہونے والی موسیقی کی تال کا ایک اپنا مقام ہے۔

مقالہ نمبر	7		صفحہ نمبر	89تا97
مقالہ نگار:	صدف فاطمہ		ڈاکٹر عظمیٰ نورین	

عنوان مقالہ:	یوسف خان کمبل پوش پہلا مرد اور نازلی سلطان پہلی خاتون سفر نگار

توضیحاتِ مقالہ:

حیدر آباد کے رہنے والے یوسف خان" کمبل پوش" نے اردو میں پہلا سفر نامہ "تاریخ یوسفی" کے نام سے لکھا۔ جسے "عجائبات فرانگ" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ اس کا انداز ہنر دلکش اور دل کو چھو لینے والا ہے۔ اردو میں سفر نامہ لکھنے والی پہلی خاتون نازلی رفیعہ سلطان ہیں۔ جنہوں نے اپنے یورپ کے سفر کے بارے میں "سائر یورپ" کے نام سے لکھا۔ اس مقالے میں ان دونوں اولین ناول نگاروں کا احاطہ کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	8		صفحہ نمبر	98 تا 106
مقالہ نگار:	ناصر علی		ڈاکٹر میمونہ سبحانی	

عنوان مقالہ:	ولی دکنی کی شاعری میں مابعد الطبعیاتی عناصر

توضیحاتِ مقالہ:

ولی دکنی کو اردو شاعری میں استاد کا درجہ حاصل ہے۔ اردو شاعری میں خوبصورتی اور مٹھاس پیدا کرنے میں ان کا کردار تاریخ میں اہم مقام رکھتا ہے۔ ولی دکنی عہد میں ہندوستان میں وحدت الوجود کا نظریہ رائج تھا۔ ولی دکنی کی شاعری میں استعارہ سے حقیقت تک کا سفر ہے۔ ان کی غزلوں میں وہ جمالیاتی اور بت پرستی معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں وہ باطنی روح سے ہم کلام ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے مقالے میں ان کی غزلوں کے مابعد الطبیعاتی اجزا پر بات کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	9		صفحہ نمبر	107 تا 128
مقالہ نگار:	منیر احمد		ڈاکٹر سائرہ ارشاد	محمد محسن خان

عنوان مقالہ:	بہاول پور سابق ریاست میں نوحہ کی روایت

توضیحاتِ مقالہ:

یہ مقالہ اردو میں نوحہ کی تعریف ،مختصر روایت اور 1947ء سے پہلے اور بعد میں بہاولپور میں نوحہ کی روایت پر مشتمل ہے۔اس کے علاوہ مختلف شاعروں کی شاعری کے نمونے اوراس کا تجزیہ بھی اس مضمون کا حصہ ہے۔

مقالہ نمبر	10		صفحہ نمبر	129 تا146
مقالہ نگار:	یوسف نون		ڈاکٹر قاضی عابد	

عنوان مقالہ:	جہادِ افغان تارِیخیت ،نو تارِیخیت اور ناول ’’ قلعہ جنگی‘‘ پس جدیدیت پڑھت

توضیحاتِ مقالہ:

مستنصر حسین تارڑ کا افغان جہاد کے پس منظر میں لکھا گیا ناول" تارِیخیت اور نئ تارِیخیت " دونوں کی نمائندگی کرتا ہے۔انہوں نے مختلف کرداروں کے ذریعے انسان جہاد کی مکمل کہانی پیش کی ہے جس میں اس کے تمام مراحل یعنی آغاز بھی شامل ہے۔

مقالہ نمبر	11		صفحہ نمبر	147 تا159
مقالہ نگار:	مطلوب حسین		محمد زمان پرور	

عنوان مقالہ:	بہادر شاہ ظفر کی غزل مقطعوں کی روشنی میں

توضیحاتِ مقالہ:

بہادر شاہ ظفر مغل خاندان کا آخری بادشاہ ہونے کے ساتھ ساتھ کلاسیکی اردو غزل کا سب سے اہم شاعر بھی تھا۔ بہادر شاہ ظفر کی زندگی عروج وزوال کی عملی تصویر ہے اور یہی تصویر ان کی شاعری میں نظر آتی ہے۔ان کی شاعری سادہ، دلکش اور فنی اعتبار سے بھی متاثر کن ہے۔ان کی غزلوں میں محبت، سماجی مسائل،غم اور تصوف کو کثرت سے بیان کیا گیا ہے۔ بہادر

شاہ ظفر کی شاعری میں مقطعوں اور دوسری خصوصیات کو پیش کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	12		صفحہ نمبر	160 تا 172
مقالہ نگار:	اظہر خان		ڈاکٹر میمونہ سبحانی	

عنوان مقالہ:	سمیع اللہ قریشی کی غزل کا اسلوب (ایک تنقیدی جائزہ)

توضیحاتِ مقالہ:

زیر بحث تحقیقی مقالہ سمیع اللہ قریشی کی نظم کے اسلوبیاتی پہلوؤں کا تنقیدی جائزہ پیش کرتا ہے۔ان کی شاعری میں تقریری اور شاعرانہ خصوصیات کے متعدد اعداد و شمار کے استعمال سے مزین ہے۔یہ مقالہ ان کی غزل کی فنی خوبیوں کو بیان کرتا ہے۔

مقالہ نمبر	13		صفحہ نمبر	173 تا 181
مقالہ نگار:	بخت محمد خان		ڈاکٹر محمد رحمان	ڈاکٹر مطاہر شاہ

عنوان مقالہ:	جمیل آذر بحیثیت انشائی نقاد

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں اردو ادب میں جمیل آذر کی خدمات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔جمیل آذر نے کئی عظیم مضامین لکھے بلکہ کئی مشہور انشائیوں کی تنقیدی تعریف بھی کی۔اسی وجہ سے کئی نقادوں نے ان کی تنقیدی ذہانت کو تحریر پر تنقید کا باپ قرار دیا ہے۔

مقالہ نمبر	14		صفحہ نمبر	182 تا 194
مقالہ نگار:	میر یوسف میر		ڈاکٹر عامر جہانگیر	ڈاکٹر عنبرین خواجہ

عنوان مقالہ:	ریاست جموں کشمیر میں اردو غزل کی علمی وفکری جہتیں بشیر صوفی کی شاعری کا تاریخی تجزیہ

توضیحاتِ مقالہ:

اس تحقیقی مقالے میں محقق نے جامع تجزیے کے ذریعے غزل پر روشنی ڈالی ہے۔ بشیر صرفی کی غزل کو مدنظر رکھتے ہوئے اردو غزل کو اردو شاعری کی زندہ متحرک صنف کہتے ہیں۔اردو شاعری میں غزل کے پاس سب سے زیادہ اور سب سے اہم سرمایہ ہے۔بشیر صرفی کی غزل میں دکھ , غم ،ہجرت،خوف،سفر،اداسی،موت،مایوسی اور شکایات کو دکھایا گیا ہے۔

195 تا 202	صفحہ نمبر		15	مقالہ نمبر
	ڈاکٹر صائمہ کنول		نازیہ کنول	مقالہ نگار:

اردو سفر نامہ میں بلوچستان کی عورت کے کردار کا غائر مطالعہ	عنوان مقالہ:

توضیحاتِ مقالہ:

اردو سفر ناموں میں بلوچستان کی تہذیب و ثقافت کے ہر گوشے کو سامنے لایا گیا ہے۔ بلوچ عورت کا موضوع اپنے آپ میں مظلوم عورت کا مجسمہ ہے۔ یہ غریب بیٹی نہ صرف زندگی کا بوجھ اٹھاتی ہے بلکہ اس سے وابستہ بوجھوں کا بوجھ بھی اٹھاتی ہے ہمارے رائٹرز نے واقعی بلوچ عورت کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کو منظر عام پر لانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔اس مضمون میں بلوچ عورت کی منفرد ثقافت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

203 تا 220	صفحہ نمبر		16	مقالہ نمبر
	ڈاکٹر نورینہ تحریم بابر		محمد اظہر اقبال	مقالہ نگار:

فیض کی شاعری میں تراکیب سازی	عنوان مقالہ:

توضیحاتِ مقالہ:

فیض احمد فیض کی شاعری میں مختلف عناصر پائے جاتے ہیں جن میں رومان ، انقلاب اور ترقی پسند فلسفے کا پہلو نمایاں ہیں لیکن ان کی شاعری میں فنی پہلو بھی نمایاں ہے۔فیض

کی سیرت بھی ان کے مخصوص انداز تحریر میں ہے۔ان کے شاعرانہ اسلوب میں شائستہ انداز بھی شامل ہے راگ موسیقی اور گیت کا معیار، الفاظ اور فقروں کا موزوں استعمال ان کی شاعری میں بے ساختہ پن میں اضافہ کرتا ہے۔ان کی شاعری میں کلاسیکی اور جدید محاورات کی ایک بڑی قسم پائی جاتی ہے۔جو فیض کی شاعری کو فنی قدر فراہم کرتی ہے۔

مقالہ نمبر	17	صفحہ نمبر	221 تا 232
مقالہ نگار:	عمران اعظم رضا	ڈاکٹر تبسم کاشمیری	

عنوان مقالہ:	فتح محمد ملک کی تنقید میں اقبال شناسی، ملی اور اسلامی نظریات کا مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

فتح محمد ملک نے اپنی ادبی تحریروں میں اپنا ایک مخصوص انداز اپنایا جو انہیں اپنے ہم عصروں میں ایک ممتاز مقام عطا کرتا ہے۔اپنے ادبی کاموں میں وہ موجودہ دور کے مضامین کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں۔ملک نے اردو زبان، پاکستان کی آئیڈیالوجی اور اقبال کے اسلام کی از سر نو دریافت کے بارے میں جذباتی طور پر لکھا اور بولا ملک کو اعلیٰ ترین سول اعزاز ستارہ امتیاز سے نوازہ گیا۔فتح محمد مالک نے ایسی تخلیقات لکھی ہیں جو ممتاز ادبی رسائل میں شائع ہو چکی ہیں۔

مقالہ نمبر	18	صفحہ نمبر	233 تا 250
مقالہ نگار:	مظفر علی کشمیری	ڈاکٹر سید محمد جواد ہمدانی	

عنوان مقالہ:	جبر و اختیار اور قضا و قدر پیرِ رومی اور مرید ہندی کی نگاہ میں جبر قدر مثنوی اور کلیاتِ اقبال میں

توضیحاتِ مقالہ:

فارسی کے عظیم شاعر مولانا جلال الدین رومی اور علامہ محمد اقبال شاعر فلسفی میں کئی

لحاظ سے اختلاف پایا جاتا ہے۔اقبال آزاد مرضی کو آواز دینے والا اپنے روحانی استاد مولانا رومی سے مختلف معلوم ہوتا ہے اس لیے مشرقی ادب کی ان دو بلند پایہ شخصیات کے درمیان ایک تنازعہ پایا جاتا ہے۔اس مضمون میں اسی تنازعہ کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔اور تحقیقی طور پر یہ بات سامنے لائی گئی ہے کہ مولانا رومی کے اکثر مفسرین نے ان کو نظر انداز کیا ہے اور کچھ اہم جہتیں نکالی۔ان گمشدہ جہتوں میں سے ایک شاعرانہ اور صوفیانہ تجربات کی نوعیت ہے جو مختلف ہوتی رہتی ہے۔

مقالہ نمبر	19		صفحہ نمبر	251 تا 263
مقالہ نگار:	آمنہ بتول		ڈاکٹر سائرہ ارشاد	سید ازور عباس

عنوان مقالہ:	اردو ناول میں لاہور کی ثقافت ایک مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

اردو ناول نگاروں نے اپنے ناولوں میں پنجاب کی ثقافت دکھائی ہے۔شہری اور دیہاتی ثقافت میں بہت فرق پایا جاتا ہے۔زیادہ تر ناول نگاروں نے صرف لاہور کو فوکس کیا ہے باقی شہروں اور علاقوں کو ان کے بڑے شہروں کے ذریعے پیش کیا ہے۔لاہور شہر کے دروازوں ،بازاروں،عمارتوں،سڑکوں،باغات کی تاریخی اہمیت کو بطور ثقافت کے تجزیہ کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	20		صفحہ نمبر	264 تا 274
مقالہ نگار:	محمد عرفان حیدر		سید ازور عباس	حسن محمود

عنوان مقالہ:	ترجمہ کاری کا ماحولیاتی پیراڈائیم بنیادی تعلقات

توضیحاتِ مقالہ:

ترجمہ کے مطالعہ میں حالیہ ثقافتی اصطلاح نے ترجمے کے لئے سختی سے لسانی سے ثقافتی نقطہ نظر کی طرف واضح تبدیلی متعارف کرائی ہے۔جو ماحولیاتی ترجمہ کے مطالعے میں

بنیادی سوالات کے جوابات دیتی ہے۔ترجمہ کیا ہے؟ ترجمہ کون کرتا ہے؟ ترجمہ کیسے کریں؟ اور کیوں ترجمہ کریں؟اس مقالے میں ان تمام سابقہ سوالات کو شامل کیا گیا ہے اور ان کے جوابات ماحولیاتی تنقید کے ویژن میں تلاش کیے جائیں گے۔

مقالہ نمبر	21		صفحہ نمبر	275تا285
مقالہ نگار:	محمد جمیل		ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد	

عنوان مقالہ:	پنجابی زبان دے فروغ تے ودھائی شفقت تنویر مرزا دا کردار

توضیحاتِ مقالہ:

اس مقالے میں شفقت تنویر مرزا کی پاکستان میں پنجابی زبان وادب کی ترقی کے لیے کی گئی کوششوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد اور خاص طور پر 1940ء کی دہائی میں تنویر مرزا نے پاکستانی پنجاب میں پنجابی ادبی تنظیموں اور تحریکوں کو انتہائی ضروری سطح پر منظّم کیا۔ان تنظیموں کے ادیبوں دانشوروں نے اپنے ذریعے پنجابی زبان کے مناسب حقوق کے لیے جدوجہد کی اور اس کے نتیجے میں حکومت نے پنجاب یونیورسٹی شاہ حسین کالج میں پنجابی زبان میں ایم اے شروع کرنے کی 1970ء میں اجازت دے دی۔ شفقت تنویر مرزا کی قائم شدہ تنظیمیں اور تحریکیں آج بھی پنجابی زبان کی خدمت کر رہی ہیں۔

مقالہ نمبر	22		صفحہ نمبر	286تا303
مقالہ نگار:	راشد الحق		ڈاکٹر صدف فاطمہ	

عنوان مقالہ:	پیر بخش پیر کے فارسی سے اردو میں منظوم تراجم

توضیحاتِ مقالہ:

پیر بخش پیر کے تصدیق شدہ ترجمے کو موضوع کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ پیر بخش پیر کے تراجم کو ایک اہم سنگ میل سمجھا جائے گا۔ پیر بخش پیر نے نہ صرف شیخ

سعدی کے مستند تراجم کیے ہیں بلکہ مولانا روم کی مثنوی کے پہلے ایڈیشن کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ یہ تمام تراجم مستند اور اردو ادب میں ایک اہم اضافہ ہیں۔

مقالہ نمبر	23		صفحہ نمبر	304 تا 316
مقالہ نگار:	طارق جاوید		ڈاکٹر شاہزانہ اشفاق	

عنوان مقالہ:	اقبال شناسی کی روایت میں مجلّہ ''فکر ونظر'' کا کردار

توضیحاتِ مقالہ:

اقبالیات کی روایت میں رسالہ " فکر ونظر " کا کردار کے حوالے سے تجزیہ کیا گیا ہے۔ یہ تحقیق بتاتی ہے کہ کس طرح رسائل وجرائد نے اقبال کی فکر کو عام کرنے میں بہت اچھا کام کیا ہے۔اس سلسلے میں دیگر میگزین اور جرائد کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔رسالہ " فکر ونظر " کے تمام مضامین کا احاطہ کرتے ہوئے اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ اس رسالے میں اور ابتدائی دور میں کتنے مضامین لیے گئے اور موجودہ دور میں کیا صورتحال ہے۔ یہ مضمون فکر اقبال کے فروغ کے لئے رسالہ فکر ونظر کی خدمات کو اجاگر کرنے کی کوشش ہے۔فکر اقبال کو عام کرنے کے لیے رسائل وجرائد نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

مقالہ نمبر	24		صفحہ نمبر	317 تا 322
مقالہ نگار:	ذوالفقار علی جلبانی ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	سندھی ادب وکیل ترجمن جو مختصر اپیاس

توضیحاتِ مقالہ:

سندھی ادب کی ترقی اور تراجم کے ساتھ ہی سندھی ادب کی ترقی بھی ہوئی اگر آپ سندھی ادب کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ سندھی زبان میں پہلا ترجمہ 1970ء میں ہوا۔اور یہ ترجمہ قرآن پاک کا ترجمہ تھا۔جو سندھی زبان میں ہوا لیکن ایسا کوئی ثابت اصول

نہیں ہے کہ یہ ترجمہ کس جگہ کس شکل میں ہوا۔ترجمے کیوں کیے جاتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ہمارے عملی ادیب،شاعر محقق اور ناقدین کسی دوسری زبان کی کتاب سے متاثر ہوتے ہیں تو ہر کتاب اپنی اہمیت اور فکری امتیازی خصوصیات ہوتی ہیں اور دوسری طرف ہر کتاب کے اپنے اصول وضابطے ہوتے ہیں یہ پوری کتاب ایک مترجم کو کتاب کے ساتھ مناسب انصاف کرنے کا چیلنج دیتی ہے۔

مقالہ نمبر	25		صفحہ نمبر	323 تا 341
مقالہ نگار:	محمد خضر عباس		ڈاکٹر سدرئ مصباح رضوی	ڈاکٹر سفیر حیدر

عنوان مقالہ:	''غلط جسموں میں مقید روحوں کا المیہ'' بے پناہ شادمانی کی مملکت

توضیحاتِ مقالہ:

ارون دتی رائے کی بے پناہ شادمانی کی مملکت ہندوستانی معاشرے میں طبقاتی کشمکش،طاقت کے تسلسط اور جبر کی کہانی ہے۔اس ناول میں حقیقی واقعات،سانحات اور خیالی کرداروں کی مدد سے معاشرے کی عکاسی کی گئی ہے۔ناول کا بیانیہ سادہ اور حقیقت پسندانہ ہے۔اگرچہ کہانیاں اور کردار مخصوص معاشرے کے ہیں لیکن وہ پوری دنیا کے مظلوم لوگوں کی عکاسی کرتے ہیں۔

مقالہ نمبر	26		صفحہ نمبر	342 تا 353
مقالہ نگار:	ماریہ ترمذی			

عنوان مقالہ:	فرہنگِ۔۔۔۔۔۔۔تحقیقی وتنقیدی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

یہ اینگلو انڈین الفاظ اور اصطلاحات کی ایک لغت ہے جو انیسویں صدی کے آخر میں مرتب کی گئی تھی۔یہ مضمون اس کا تعارف،تنقیدی بحث کی ترغیب اور متن کی اہمیت کے بارے

میں جائزہ لیتا ہے۔ یہ ہندوستانی زبانوں کے الفاظ کی ایک تشبیہاتی لغت ہے۔ جو ہندوستان پر برطانوی حکومت کے دوران استعمال ہوئے۔ یہ ہندوستانی زبانوں سے یورپی زبانوں میں داخل اور جذب ہونے والے الفاظ اور فکروں کو دستاویز کرتا ہے اس میں مثالی اقتباس شامل تھے جو سفر متن تاریخوں، یاداشتوں اور دیگر سے اخذ کئے گئے تھے۔ یہ نہ صرف الفاظ بلکہ برطانوی ہندوستان کی ثقافت کو ریکارڈ کرتا ہے۔ یہ تاریخ ،تجارت ،لوگوں اور جغرافیہ کے پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔اس لغت کو کبھی ختم نہیں کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	27	صفحہ نمبر	354 تا 365
مقالہ نگار:	زینت امان	ڈاکٹر بشریٰ پروین	

عنوان مقالہ:	پاکستانی ناولوں میں ثقافت کا فقدان اور جدید ٹیکنالوجی

توضیحاتِ مقالہ:

اس مقالے میں ان مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے جو پاکستانی ثقافت اور تہذیب کو درپیش ہیں۔ برصغیر میں مخصوص ادب ہونا ثقافتی اقدار کے بارے میں تخلیقی اظہار کا ذریعہ ہے۔ اکیسویں صدی میں سائنسی ایجادات کی وجہ سے ناول کے پیٹرن میں بھی تبدیلی آئی ہے۔ گزشتہ برسوں کے دوران انفارمیشن ٹیکنالوجی اور انٹرنیٹ سروسز نے کہانی سنانے کا نیا انداز بیان کیا ہے۔تہذیب اور ثقافت ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں تحریر کو کامیاب بنانے کے لیے ادیب تہذیب ،تاریخ اور ثقافت کے مفہوم کو سمجھ کر معاشرے کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ مقالہ پاکستانی ثقافت میں موجود خامیوں اور چیلنجز کو پیش کرتا ہے اور نئے لکھنے والوں کے مسائل کو بھی اجاگر کرتا ہے

مقالہ نمبر	28	صفحہ نمبر	366 تا 376
مقالہ نگار:	شبیر احمد	رابعہ بی بی	ڈاکٹر محمد الطاف یوسف زئی

عنوان مقالہ:	قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں ہندو مذہب کی اہم دیویوں کی اساطیر

توضیحاتِ مقالہ:

قرۃ العین حیدر نے اپنے ناولوں میں ہندو مذہب کی خواتین دیویوں کی روحانی پہلوؤں کی وضاحت کی ہے۔ سرسوتی فن اور موسیقی کے لیے مشہور ہے۔ وہ خدا برہما کی بیوی ہے اور علم کی طاقت اور خالص سوچ کے لیے مشہور ہے جبکہ لکشمی کو خوش قسمتی اور دولت کی دیوی کے طور پر جانا جاتا ہے۔ وہ بھگوان وشنو کی شریک حیات ہے اسے کنول کے پھول میں بٹھائے دیکھا گیا ہے۔ ہندو کنول کے پھول کو روحانیت کی علامت سمجھتے ہیں پاروتی شیوا کی بیوی ہے جو زندگی کا تسلسل رکھتی ہے وہ بہت مقبول ہے کیونکہ وہ گنیش بھگوان کی ماں ہے۔ ذہانت اور اچھے مستقبل کی خدا ہے اس کے علاوہ اور بھی خواتین دیویاں ہیں جو شکتی رکھتی ہیں اور ہندوؤں کے لئے مقدس مقام رکھتی ہیں۔

مقالہ نمبر	29	صفحہ نمبر	377 تا 387
مقالہ نگار:	رانی صابر علی	ڈاکٹر طاہر عباس	ڈاکٹر واصف اقبال صدیقی

عنوان مقالہ:	خواتین ناول نگاروں میں نظریاتی وابستگی

توضیحاتِ مقالہ:

خواتین ناول نگاروں نے پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے لے کر اب تک اپنے ناولوں میں نظریاتی وابستگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ خدیجہ مستور، الطاف فاطمہ، رضیہ سجاد ظہیر، بانو قدسیہ اور خالدہ حسین کے ناول پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ جو عوامی مسائل کا گہرا ادراک اور اپنی اپنی رائے بھی دیتی ہیں۔ جو حالات کی بہتری کے لیے ضروری ہے۔ یہ ناول نگار خواتین غلام کلچر، غدار سوچ اور سیاسی مظالم کے خلاف بغاوت کرتی ہیں۔ وہ اپنے ناولوں میں بین الاقوامی سیاست کی مثالیں دے کر واضح کرتی ہیں کہ کس طرح ناول نگار خواتین نے مضبوط تحریکوں کی وجہ سے پرانے نظام کو ختم کیا۔

مقالہ نمبر	30	صفحہ نمبر	388 تا 398

مقالہ نگار:	واصف اقبال		ڈاکٹر رانی صابر علی	ڈاکٹر طاہر عباس

عنوان مقالہ:	علم عروض: توضیحی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

"علم عروض" کا وضاحتی مطالعہ کیا گیا ہے جو کہ اردو فارسی اور عربی میں شاعری کا علم ہے۔ یہ گرائمر کی طرح ہے اور شاعری کے موضوع کے لیے ضروری ہے کچھ لوگوں کو اس کو پڑھنے کے بغیر بھی روانی اور صحیح طریقے سے شاعری کرتے دیکھا ہے اور وہ گرائمر کی کوئی غلطی نہیں کرتے لیکن کچھ لوگ گرائمر پڑھ کر بھی روانی سے نہیں پڑھ سکتے ان سب کے علاوہ شاعری اور عروض دونوں لازم وملزوم ہیں یہ مطالعہ عروض کا تجزیہ پیش کرتا ہے

مقالہ نمبر	31		صفحہ نمبر	399 تا406
مقالہ نگار:	منیر الاسلام		ڈاکٹر نذر عابد	

عنوان مقالہ:	ضیا جالندھری کی شاعری میں ۔۔۔۔۔پیکر تراشی

توضیحاتِ مقالہ:

ضیاء جالندھری کا شمار دور جدید کے مشہور شعرا میں ہوتا ہے۔اردو شاعری کی دیگر شاعرانہ خصوصیات کے علاوہ ان کی شاعری منظر نگاری کا بہترین نمونہ ہے۔ان کی شاعری میں منظر کشی کے حوالے سے فنی صلاحیتوں کو کامیابی سے دکھایا ہے۔ان کی شاعری میں منظر کشی کی مختلف قسمیں ملتی ہیں، مثلاً بصری منظر نگاری، سمعی تصور، امیجری۔ان کی بہت سی نظمیں اور اشعار میں مزاحیہ منظر کشی کی مثالیں ملتی ہیں۔جو ذائقہ کے احساس کو شامل کرتی ہیں۔اس تحقیقی مضمون میں ان کی منظر کشی کے اس پہلو کا تجزیہ اور بحث کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	32		صفحہ نمبر	407 تا414
مقالہ نگار:	سمینہ معراج ڈاکٹر		ڈاکٹر روبینہ رشید	نبیلہ شاہین

عنوان مقالہ:	سچ کی دریافت ''میٹھا سچ'' کے تناظر میں

توضیحاتِ مقالہ:

فرحین چوہدری کو قدرت نے صلاحیتوں کی ایک وسیع صنف سے نوازا ہے۔انہوں نیناول نگاری، شاعری، ڈرامہ، اینکر ینگ اور پروڈکشن کے شعبوں میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا ہے۔وہ حقیقت پسندانہ خیالات اور تحریر کو پسند کرتی ہے۔اور رومانوی اور غیر حقیقی تحریروں کے خلاف ہے۔وہ اپنے ناولوں میں نہ صرف حالیہ دور کے سماجی مسائل کو اجاگر کرتی ہے بلکہ وہ ان کے حل کے لیے بھی کوشاں ہے۔" میٹھا سچ" فرحین چوہدری کے افسانوں کا مجموعہ ہے۔ جس میں چار افسانے شامل ہیں۔نقب زن، جمعرات کی چادر، سپنی اور باسٹرڈ کون؟ ان تمام افسانوں کا موضوع ایک ہے۔لیکن ان میں کہیں بھی یکسانیت نہیں پائی گئی۔ان چاروں افسانوں میں ناجائز اولاد کو موضوع بنایا گیا ہے، اوران سے پیدا ہونے والے مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	33		صفحہ نمبر	415تا424
مقالہ نگار:	نسیمہ بی بی ڈاکٹر		سارہ مجید ڈاکٹر	محمد کامران شہزاد

عنوان مقالہ:	دو مابعد جدید عورتیں، ایک تانیثی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

ڈاکٹر محمد کامران شہزاد زیر بحث مقالے میں دو اردو ناولوں کے کرداروں پر حقوق نسواں کا مطالعہ کیا گیا ہے:"ذلتوں کا اسیر " کی ثانیہ اور " نالہ شب گر" کی ناہید ناز۔ماہ بعد جدیدیت نے نسوانیت کو جنم دیا۔اور حقوق نسواں کے شعور نے نسوانی نفسیات کے مسائل اجاگر کیے۔

مقالہ نمبر	34		صفحہ نمبر	425تا434
مقالہ نگار:	عارف حسین عارفؔ		ڈاکٹر نذر عابد	

عنوان مقالہ:	’’فرہنگِ عاشورہ‘‘میں مذکورہ کتب

توضیحاتِ مقالہ:

"فرہنگ عاشورہ" حضرت امام حسین اور یوم عاشورہ کی تحریک عاشورہ کے بارے میں اصلاحات کا مطالعہ ہے۔ جواد محدثی نے تحریک عاشورہ سے متعلق حوالہ جات کے ناموں کے بارے میں لکھا ہے اور ساتھ ہی انہوں نے حضرت امام حسین کے دوستوں کے ناموں اور رشتہ داروں کے بارے میں بھی مطالعہ کیا ہے۔ اس مطالعے میں انہوں نے تاریخ کی ان کتابوں کے نام لکھے ہیں جن میں تحریک عاشورہ اور عاشورہ میں حضرت امام حسین کے حصے اور اسلامی مذہبی ضروریات کی وضاحت کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	35		صفحہ نمبر	435 تا 445
مقالہ نگار:	محمد کامران شہزاد ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	فلسطینیوں کی مزاحمت اردو ناول کے تناظر میں

توضیحاتِ مقالہ:

1947ء میں اسرائیل نے فلسطین پر قبضہ کر لیا تو جہاں بربریت کے اس سائے میں زندگی کے ہر شعبے کو اپنی لپیٹ میں لیا۔ وہاں ادب بھی متاثر ہوا۔ مسئلہ فلسطین نے ہر حساس فرد کو متاثر کیا اسی وجہ سے مسئلہ فلسطین کو ادب کی کئی اصناف میں بنیادی یا ثانوی موضوع بنایا گیا۔ پاکستانی ناول نگاروں نے بھی اپنے ناولوں میں اسرائیلی بربریت کے خلاف فلسطینی مسلمانوں کے مزاحمتی رجحانات کو پیش کیا۔ اسی تناظر میں مستنصر حسین تارڑ کا "راکھ" سلمی اعوان کا "لہو کا رنگ فلسطین" اور حسن منظر کا "حبس" کو اس مضمون میں شامل کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	36		صفحہ نمبر	446 تا 453
مقالہ نگار:	فیاض محمود ڈاکٹر		ڈاکٹر افتخار احمد سلہری	

عنوان مقالہ:	''ایک پیالی چائے''، تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

ڈاکٹر افتخار احمد سلہری ڈاکٹر محسن مگھیانہ ایک معروف شاعر، کہانی نویس اور ہلکے پھلکے مضمون نویس اور سرجن بھی ہیں۔ آج کل جھنگ میں جناح ہسپتال چلا رہے ہیں۔ ان کی اب تک درجن بھر کتب شائع ہو چکی ہیں۔ اس مضمون میں ان کے ایک مضمون " ایک پیالی چائے " کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مضمون کے عنوان سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ ایک کامیاب اور ہلکے پھلکے مضمون نگار ہیں۔ اور ان کی یہ تحریریں قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوتی ہیں۔

مقالہ نمبر	37		صفحہ نمبر	454 تا 465
مقالہ نگار:	محمد نعیم گھمن		ڈاکٹر سید سفیر حیدر	

عنوان مقالہ:	مشائخ سیال شریف اور ان کے خلفا کی تاریخ گوئی کی روایت

توضیحاتِ مقالہ:

سیال شریف کے سرپرستوں اور ان کے خلفا نے ہمیشہ علم و ادب کی روایت کو فروغ دیا ہے۔ انہوں نے عربی، فارسی اور اردو شاعری کی تحریری صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ کئی کلاسیکی روایات کو بھی زندہ رکھا ہے جن میں سے تاریخ سنانے کی صلاحیت بہترین ہے۔ سیال شریف اور ان کے خلفا میں تاریخ سنانے کی صلاحیت اپنے عروج پر نظر آتی ہے۔ انہوں نے اردو، فارسی اور عربی تاریخ کے حصے لکھے ہیں۔ موجودہ دور میں سیال شریف کے مریدین اور ان کے خلفا تاریخ کے وہ حصے لکھ رہے ہیں جو ان کی وضاحت و بلاغت اور کلاسیکی روایات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

مقالہ نمبر	38		صفحہ نمبر	466 تا 479
مقالہ نگار:	حمید امتیاز ڈاکٹر		محمد اعظم	

عنوان مقالہ:	اقبال کے خطوط،خواتین کے نام،فکری وفنی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

ڈاکٹر محمد اقبال شاعری کے ساتھ ساتھ نثر نگاری میں بھی ایک اہم مقام رکھتے ہیں اوران کی زیادہ تر نثری تصانیف خطوط ہیں۔علامہ اقبال کے خطوط اردو،انگریزی،فارسی،عربی اور جرمن زبانوں میں ہیں۔علامہ اقبال نے یہ خطوط علماادبی اور سیاسی شخصیات اور اپنے چاہنے والوں کو لکھے۔اقبال کے خطوط کے بے شمار مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔اس مضمون میں علامہ اقبال نے جوخطوط متعدد خواتین کو لکھے تھے ان پر بحث کی گئی ہے اس کے لیے مظفر حسین برنی کے اقبال کے مجموعے پر غور کیا گیا ہے۔یہ مطالعہ اس متن کے لیے ایک تنقیدی اور وضاحتی انداز کا استعمال کرتا ہے۔

مقالہ نمبر	39		صفحہ نمبر	480 تا487
مقالہ نگار:	فوزیہ ناز		ڈاکٹر بشریٰ پروین	

عنوان مقالہ:	اردوادب اور عالمگیریت

توضیحاتِ مقالہ:

عالمگیریت کی اصطلاح اردوادب میں ایک نسبتاً نئی اصطلاح سمجھی جاتی ہے۔لیکن اس کی ابتدا قدیم زمانے سے ہوئی ہے۔دنیا بھر میں ہونے کا مطلب زندگی،اقدار،ثقافت اور زبان کو دیکھنے کے لیے ایک نقطہءنظر کی مطابقت ہے۔یہ مضمون اردوادب پر عالمگیریت کے اثرات پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔اردو پر عالمگیریت کے اثرات کو اکیسویں صدی کے اردوادیبوں کی مثالوں کی روشنی میں عالمگیریت کے تصوراور اس کے مختلف اثرات کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	40		صفحہ نمبر	488 تا499
مقالہ نگار:	عبیداللہ ڈاکٹر		سمیرا بشیر	

عنوان مقالہ:	انتظار حسین کے افسانوں میں اسلامی عناصر

توضیحاتِ مقالہ:

زیر نظر مقالے میں انتظار حسین کی مختصر کہانیوں میں موجود اسلامی عناصر کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ہم اسلامی معاشرے میں رہتے ہیں اور اس لیے ہم اسلامی احکام کی پیروی کرتے ہیں۔انسانی فطرت کی وجہ سے ہماری زندگی میں بہت سے تنازعات بھی پائے جاتے ہیں۔

انتظار حسین کی کہانیاں ان تنازعات کی عکاسی کرتی ہیں۔انہوں نے ہماری اسلامی زندگی کے متعلق اپنے افسانوں میں ایک خاکہ بنایا ہے۔کچھ وقت انتظار حسین علامتی انداز میں بڑھاپے کی مثالیں لیتے ہیں۔یہ علامتی مثالیں ہماری اسلامی تعلیم میں بھی بیان کی جاتی ہیں۔

مقالہ نمبر	41	صفحہ نمبر	500 تا 512
مقالہ نگار:	سید حسنین عباس شاہ	ڈاکٹر سعدیہ طاہر	

عنوان مقالہ:	افتخار عارف کی شعری کائنات

توضیحاتِ مقالہ:

مشہور شاعر افتخار عارف کے فکری رجحانات اور شاعرانہ موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔جو ان کی شاعرانہ کائنات کو تشکیل دیتے ہیں۔افتخار عارف کا منفرد اسلوب اور شاعرانہ خیالات انہیں ایک اعلیٰ پائے کا شاعر ثابت کرتے ہیں۔علامتیں، استعارے اور تکنیکیں، جیسے گھر، ہجرت، جلاوطنی اور کربلا۔غزل ہو یا نظم وہ دونوں اصناف میں شاعرانہ جمالیات اور زندگی کے نظریہ کو پیش کرنے کا فن بھی جانتے ہیں۔

مقالہ نمبر	42	صفحہ نمبر	513 تا 526
مقالہ نگار:	نمرہ حنیف	ڈاکٹر شائستہ حمید خاں	راؤ محمد عمر

عنوان مقالہ:	نیلم احمد بشیر کے افسانوی مجموعے ''وحشت ہی سہی'' کا تجزیاتی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

نیلم احمد بشیر جدید اردو افسانہ نگار ہیں۔ان کے افسانوں کے پانچ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔اس کے افسانے حقیقت پسندانہ نظریہ پیش کرتے ہیں۔"وحشت ہی سہی" ان کے افسانوں کا پانچواں مجموعہ ہے۔جو 2013ء میں شائع ہوا۔حقوق نسواں،طبقاتی فرق اور مرد غالب معاشرے میں خواتین کی تکالیف اور مصائب اس کتاب کی مختصر کہانیوں کے مرکزی موضوعات ہیں۔انہوں نے بیرون ملک مقیم لوگوں کی مشکلات اور نفسیاتی مسائل پر بھی بات کی۔ان کے افسانے ڈکشن اور کرافٹ میں منفرد ہیں۔

مقالہ نمبر	43	صفحہ نمبر	527تا534
مقالہ نگار:	بشیر احمد	ڈاکٹر محمد الطاف یوسف زئی	

عنوان مقالہ:	رپورتاژ ''میں نے کشمیر جلتے دیکھا'' کا تجزیاتی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

سید سلیم گردیزی اردو ایک ممتاز نان فکشن رائٹر ہیں۔جنھوں نے کشمیر کے تنازعہ پر کتاب "میں نے کشمیر جلتے دیکھا" لکھی اور یہ کتاب 1991ء میں شائع ہوئی اور اسے صدارتی اعزاز سے نوازا گیا۔یہ واضع تصویر اور وسیع رپورٹ ہے جس میں واقعہ کے ہر پہلو کا احاطہ کیا گیا ہے۔"رپورتاژ" کی اصطلاح کو زیادہ تر میڈیا رپورٹس کہا جاتا ہے۔جو عام لوگوں کو ایک مکمل کہانی سنانے کے لیے خبروں کا خاکہ دکھاتی ہیں۔یہی تصور اردو ادب میں بھی استعمال ہو رہا ہے۔آج کل یہ ایک سندھی میں مناسب صنف اور طرز تحریر بن گیا ہے۔اور بہت سے مصنفین نے شاہکار تحریریں لکھی ہیں۔رپورٹ لکھنے والا دراصل اس خاص واقعہ کا چشم دید گواہ ہوتا ہے۔سلیم گردیزی نے بھی اپنی رپورٹ "میں نے کشمیر جلتے دیکھا" میں بڑی محنت اور باریک بینی سے ہر پہلو کا جائزہ لیا ہے۔دور بھارتی افواج کے مظالم اور کشمیریوں کی جدہ جہد آزادی کو پیش کیا ہے۔

مقالہ نمبر	44		صفحہ نمبر	535 تا 551
مقالہ نگار:	ذولفقار جلباٹی ڈاکٹر			

عنوان مقالہ:	سندھی بولی تی کیل تحقیق جو مختصر جائزہ

توضیحاتِ مقالہ:

سندھی زبان کے محققین نے تاریخ کے حوالے سے کوئی ذاتی اور حتمی رائے نہیں دی ہے۔آج تک صرف کتابیں اور مضامین لکھے گئے ہیں۔سندھی زبان کے معیارات پر کام کرنے والے محققین جن میں کاکو بھیرومل ، مہر چندا ڈوانی، مرزا لوئچ بیگ، ڈاکٹر عمر بن داؤد پوتا، ڈاکٹر عبدالجبار جونیجو، پروفیسر علی نواز جتوئی، ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ،سراج العلوم شامل ہیں۔حق میمن اور ڈاکٹر فہمیدہ حسین کی تحقیق سب سے منفرد ہے چونکہ وہ انڈس اسکرپٹ کمپیوٹر(کمپیوٹیشنل لسانیات کا علم) مانیٹرنگ لسٹ میں کمپیوٹر لسانیات کا علم رکھتی ہیں۔اس لیے وہ فن لینڈ، روس، امریکہ اور ہندوستانی زبانوں کے تحقیقی مضامین کا سندھی میں ترجمہ کرتی رہی ہیں۔جو سندھی زبان کی تاریخ پر ایک جامع کام ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

تحقیقی وادبی مجلّہ "ماخذ"

شمارہ۔9 جلداول

جنوری۔مارچ 2022ء

مقالہ نمبر	1		صفحہ نمبر	1 تا16
مقالہ نگار:	محفوظ حسین		ڈاکٹرظفرحسین	

عنوان مقالہ:	ڈاکٹرعبدالستارصدیقی کی غالب شناسی

توضیحاتِ مقالہ:

ڈاکٹرعبدالستارصدیقی ماہرغالبیات ،محقق، نقاد، مدیر ہیں۔انہوں نے غالب کے خطوط کا پہلا متنی مسودہ "انشاءغالب" کی تدوین کی۔ یہ مسودہ ہندوستان میں انگریزی کی نصابی ضرورت کے پیش نظرترمیم کیا گیا تھا۔متن تدوین میں یہ تحریر غالب کے خطوط میں سب سے اہم ہے۔

مقالہ نمبر	2		صفحہ نمبر	17 تا25
مقالہ نگار:	پرویزاحمد کمبوہ		محمد عارف پٹھان	ایازعلی جراحس

عنوان مقالہ:	خالدعلیگ کی شاعری کا تجزیاتی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

خالدعلیگ کا شمار پاکستان کے عظیم شاعروں میں ہوتا ہے۔ان کی سب سے بڑی

خوبی یہ ہے کہ انہوں نے اپنی شاعری کو لوگوں تک پہنچایا۔ان کی شاعری میں ہمیں انقلاب، مزاحمت، جہد مسلسل کے ساتھ جمالیات کی رنگا رنگی بھی نظر آتی ہے۔خالد علیگ نے اپنی شاعری کو عوام کے لئے وقف کر دیا۔

مقالہ نمبر	3		صفحہ نمبر	26 تا 31
مقالہ نگار:	عابد علی		محمد الطاف	ڈاکٹر اقبال حسین صدیقی

عنوان مقالہ:	ریڈیو آزاد جموں کشمیر کے اردو ڈرامے ''چنار کے آنسو'' کا تجزیاتی مطالعہ

توضیحاتِ مقالہ:

آزاد اور مقبوضہ کشمیر کے علاقوں میں ریڈیو مظفر آباد اور اس کی نشریات نے کشمیر کی آزادی کی تحریک کے ساتھ ساتھ کشمیر کے فن وثقافت کو بھی فروغ دیا۔جس کا پرچار پوری دنیا میں کیا گیا۔آزاد کشمیر میں ریڈیو ڈراموں کی نشریات نے کشمیر کی تاریخ،سماجی ،سیاسی ،تہذیبی لفظی شناخت حاصل کی۔ناول "چنار کے آنسو" میں کشمیر میں جاری ظلم وستم کے بارے کشمیروں کے جذبات واحساسات کو پیش کیا گیا ہے۔

مقالہ نمبر	4		صفحہ نمبر	32 تا 42
مقالہ نگار:	فاطمہ عندلیب		ڈاکٹر محمد رحمان	ڈاکٹر مطاہر شاہ

عنوان مقالہ:	جاوید منظر کی شاعری میں حب الوطنی

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں جاوید منظر کی شاعری میں جذبہ حب الوطنی کو بیان کیا گیا ہے۔جاوید منظر نے بہت کم عمری سے ہی اپنی شاعری کا آغاز کیا جیسے جیسے ان کی شاعری کا یہ

سفر آگے بڑھتا گیا۔ان کی شاعری نے ذہن کی پختگی اور انداز میں سادگی کی طرف ایک نئی جہت اختیار کی۔ان کی شاعری میں مادر وطن سے محبت کی تصویر کشی کی گئی ہے جسے کسی جواز کی ضرورت نہیں ہے۔

مقالہ نمبر	5		صفحہ نمبر	43تا49
مقالہ نگار:	رانی صابر علی ڈاکٹر		ڈاکٹر طاہر عباس	ڈاکٹر واصف اقبال صدیقی

عنوان مقالہ:	ناول ''نیلی بار'' داخلی مسائل سے خارجی حقائق تک

توضیحاتِ مقالہ:

ناول "نیلی بار" اندرونی مسائل سے خارجی حقائق تک تفصیل سے روشنی ڈالتا ہے۔ ناول "نیلی بار" پاکستانی قوم پرستی، ثقافتی، تہذیبی مسائل کے پیچیدہ پہلوؤں کو سامنے لاتا ہے۔ طاہر اقبال نے کرداروں کے ذریعے مہاجرین کی بے گھری، ہجرت اور ٹوٹی ہوئی اقدار کے مسائل کو پیش کیا ہے۔

مقالہ نمبر	6		صفحہ نمبر	50تا67
مقالہ نگار:	فائزہ مظہر علوی		سید ازور عباس	جویریہ ظفر

عنوان مقالہ:	تانیثیت کا مغربی اور مشرقی تناظر

توضیحاتِ مقالہ:

اس مضمون میں مشرق اور مغرب کے حوالے سے حقوق نسواں کے اہم تناظر پر بات کی گئی ہے۔ ادب میں ہر تحریک خواہ وہ سماجی ہو یا سیاسی ان کے پیچھے کچھ عوامل ہوتے ہیں۔اس میں مذہبی معاشروں کے قیام کے لئے خواتین کے حقوق پر بحث کی گئی ہے۔

مقالہ نمبر	7	صفحہ نمبر	66تا75
مقالہ نگار:	طارق عزیز	صدیق اقبال	ڈاکٹر محمد الطاف یوسف زئی

عنوان مقالہ:	پروفیسر احمد فواد ایک روایت شکن شاعر

توضیحاتِ مقالہ:

پروفیسر احمد فواد روایت مخالف شاعر ہیں۔ وہ انگریزی کے پروفیسر ہیں۔ احمد فواد کے تین اردو شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ وہ سوات کے اردو شاعروں کے میر کارواں ہیں۔ احمد فواد کی شاعری کا دلفریب اور اخلاقی نظام ڈرامائی شاعری پر مبنی نہیں ہے۔ ان کی علامتیں بظاہر سادہ مگر ہمہ گیر ہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖

لائق اسکالر روزینہ تحقیق وتصنیف میں ابھی نو آموز اور مبتدی ہیں، اور انھوں نے اپنے اسی ابتدائی مرحلے پر ہی ایک دقیق اور دشوار منصوبہ اپنے سر لے لیا جس پر ان کی ستائش لازم ہے اور یقیناً اس عمل میں ان کی نگران مقالہ ڈاکٹر یاسمین کوثر بھی ان کی معاون رہی ہیں جن کی حوصلہ افزائی نے روزینہ راؤ کو کامیابی اور سرخ روئی کے اس مقام تک پہنچایا۔ یہ بھی یقین کہا جاسکتا ہے کہ قران السعدین کی یہی صورت مستقبل میں بھی مزید سرخ روئی کا سبب بنے گی اور علم وادب کو قیمتی و نادر منصوبے ونتائج حاصل ہوں گے۔ چناں چہ اس زیرِ نظر کتاب کی اشاعت کے بعد ہم اب نت نئے موضوعات ومسائل پر مستقبل کے علمی وتحقیقی منصوبوں کو بہ احسن طریق علم وادب میں مالا مال ہوتے ہوئے دیکھیں گے۔ ان شاء اللہ!

ڈاکٹر معین الدین عقیل

محققین نے اشاراتی کتب اور فہارس کو قدر سے دیکھا۔ اشاریہ سازی اور فہارس سے وقت کی بچت ہوتی ہے اور محقق ان دیکھے سفر کی صوبت سے محفوظ رہتا ہے اور علوم و فنون کے سنگم رہبری کی نشاندہی کرتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایسی کتب کی افادیت بڑھتی جائے گی اسے علم وادب کا دروازہ اور علوم وفنون کی کلید کہا جاتا ہے۔ کلید کے بغیر علم وادب کا دروازہ نہیں کھلتا۔ مولفہ نے اس اشاریہ کے ذریعے اردو شعروادب کی دنیا میں داخل ہونے والے نئے محققین کے لئے علمی در، وا کیا ہے۔ انھوں نے علمی سمندر میں اضطراب پیدا کرنے کی شعوری کاوش کی ہے۔ وہ اخلاص اور دل وجاں سے علم وادب سے جڑی رہی تو مستقبل کی اچھی نقاد اور اچھی نثار ثابت ہونگی۔

ڈاکٹر عبدالستار نیازی

Husn e Adab Faisalabad
03217044014, 03457763014
Husn e Adab